الغلو فی علی

بن ابی طالب

از

ابو شہریار

۲۰۲۰

www.islamic-belief.net

فہرست

پیش لفظ 4

علی کعبہ اور زحل 6

روح علی کی کعبہ میں آمد 14

علی غیب جانتے ہیں 33

علی ، شہر علم کا دروازہ ہیں 48

علی سب سے پہلے ایمان لائے 51

علی نے سب سے پہلے نماز پڑھی 52

علی ،ذو القرنین ہیں 61

تو ، تو ہی ہے 63

علی اب بادلوں میں ہیں 72

جنگ خیبر کے حوالے سے 88

علی، عیسیٰ کی مانند ہیں 92

علی سے اختلاف کرنا علامت نفاق ہے؟ 98

علی، الیاس کی مانند ہیں 103

علی، ہارون کی مانند ہیں 107

علی ، آصف کی مانند ہیں 109

حدیث منزلتین.. 120
علی پر دوسرے نکاح کی پابندی 127
مولائے کائنات 136
علی قتال کریں گے کی خبر دی گئی تھی 145
علی سید العرب تھے 150
علی کو دیکھنا عبادت ہے... 152
أشهد أن عليا ولي الله 155
علی معراج کا راز تھے 165
علی تمام صحابہ سے افضل ہیں 173
سورج کا مغرب سے طلوع ہونا.. 186
علی بطور قاضی.. 194
علی کا خفیہ علم 199
علی تاویل قرآن پر جنگ کریں گے ؟... 215
علی ، وصی ہیں.. 222
علی کو پکارو... 224
علی خوارج کو بد دعائیں دیتے تھے ؟.. 231
علی کو اپنی شہادت کی خبر تھی.. 237
کتاب نہج البلا غہ اہل سنت کی نظر میں.. 245
فَلْيَشْهَدِ الثقلانِ أني رافضي 249
نسائی اور خصائص علی... 257

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

علی رضی اللہ عنہ ، صحابی رسول ہیں - رشتہ میں علی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے اور ان کے داماد بھی تھے - علی اس طرح اہل بیت النبی کی ایک نمایاں شخصیت تھے اور مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ ہیں - علی کے دور میں البتہ ان کے گرد بہت سے لوگ جمع ہوئے ان میں سے بعض ان کو الوہی صفات سے متصف سمجھنے لگے تھے _ بعض ان کی شہادت کے انکاری تھے کہ علی وفات ہی نہیں پا سکتے بلکہ بادلوں میں بسیرا کرتے ہیں - بعض اس کے قائل تھے کہ علی کا مرتبہ انبیاء جیسا بلند ہے - ان میں سے بعض نظریات ابھی تک شیعہ و روافض میں موجود ہیں _

دور صحابہ میں علی کے لشکریوں کو شیعان علی کہا جاتا تھا جو مختلف الخیال لوگوں کا ایک مجموعہ تھا - وقت کے ساتھ لفظ شیعہ صرف اہل بیت کے سیاسی ہمدردوں کے لئے خاص ہو گیا - باقی مسلمانوں نے اہل سنت کا لقب پسند کیا - تاریخ ابن خلدون کے مطابق سن ۱۲۸ ھ سے پہلے کسی موقعہ پر علی کے پڑ پوتے امام زید بن علی بن حسین بن علی کا بعض شیعوں (جو امام جعفر کے ساتھ تھے) سے جھگڑا ہوا اور انہوں نے پہلی بار ان لوگوں کو رفضونی کہہ کر پکارا یعنی مجھ کو چھوڑنے والے - اس طرح شیعوں کے لیے ایک نئی اصطلاح رافضی بھی اہل

سنت میں مشہور ہو گئی۔ سن ۱۰۰ ہجری کے آس پاس محدثین نے یغلو فی التشیع کے الفاظ جرح میں استعمال کرنا شروع کیے کہ یہ شخص تشیع میں غلو کرتا ہے۔ عربی میں غالی کا مطلب شدید عشق ہونا بھی ہے اور یہ لفظ آج بھی عربی گانوں میں استعمال ہوتا ہے۔ محدثین نے ان شیعوں پر غالی کا اطلاق کیا جو علی کو شیخین ابو بکر و عمر سے افضل بنا رہے ہوں۔ محدثین میں بعض شیعہ غالی بھی موجود تھے مثلا علی بن جعد، عدی بن ثابت وغیرہ ۔یہ شیعہ محدثین اہل سنت میں بھی مقبول تھے یہاں تک کہ بعض شیعہ مساجد کے ذاکر تھے۔ اسی طرح بعض غالی نہیں تھے لیکن شیعہ تھے۔ ان کی شیعی روایات محدثین چھان پھٹک کر لیتے تھے مثلا اعمش وغیرہ۔ بعض اختلاط کا شکار ہو کر شیعی روایات بیان کر رہے تھے مثلا امام عبد الرزاق۔ امام بخاری و مسلم نے بھی ان لوگوں سے حدیث روایت کی ہے۔ روافض راوی بہت تھے اور ان میں وضاع (حدیث گھڑنے والے) بھی تھے۔ اس طرح علی کے حوالے سے شام و عراق میں غلو بہت بڑھا ہوا تھا۔

علی کو برا کہنے والے اہل سنت کو سن ۲۰۰ ھ کے آس پاس ناصبی کہا جاتا تھا۔ کچھ محدثین نصب کا شکار تھے لیکن ان کی خوبی یہ تھی کہ روایات نہیں گھڑتے تھے۔ نصب ان راویوں میں در کر آیا تھا جن کے رشتہ دار جنگ جمل و صفین میں قتل ہوئے تھے لیکن ان راویوں کی تعداد البتہ آٹے میں نمک برابر ہے۔ کتب اہل سنت میں ایسی کوئی روایت نہیں جس کو نصب یا تنقیص علی پر محمول کیا جا سکے البتہ بعض ایسی ضرور ہیں جو علی کے حوالے سے غلو پر مبنی ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس قسم کے راویوں کی تعداد زیادہ تھی۔

اس کتاب میں علی رضی اللہ عنہ سے متعلق ان روایات کا ذکر ہے جو آجکل یوٹیوب پر اکثر سننے کو مل رہی ہیں اور ان پر تحقیق پیش کی گئی ہے۔ کتاب پڑھ کر آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ علی کی شخصیت پر اس قدر جھوٹ بولا گیا ہے۔

ابو شہریار

علی کعبہ اور زحل

کعبہ کے گرد طواف کو زحل کے گرد دائروں سے علم نجوم والے ملاتے ہیں- شیعہ کتاب رسائل المرتضی جلد ٣ ص ١٤٥ از الشریف المرتضی میں ہے

وزعم بعض الناس أن بيت الله الحرام كان بيت زحل

بعض لوگوں نے دعوی کیا ہے کہ بیت اللہ یہ بیت زحل ہے

مستدرك سفينة البحار از علي النمازي اور بحار الأنوار / جزء 26 / صفحة[112] از ملا باقر مجسلی، الخصال از الصدوق

إبي جعفر محمد بن علی بن الحسين بن بابويہ القمی المتوفی 381 ہجری میں ہے

حدثنا محمد بن موسى بن المتوكل رضي الله عنه قال : حدثنا علي بن الحسين السعد آبادي ، عن أحمد بن أبي عبد الله البرقي ، عن أبيه ، وغيره ، عن محمد بن سليمان الصنعاني (1) ، عن إبراهيم بن الفضل ، عن أبان بن تغلب قال : كنت عند أبي عبد الله (عليه السلام) إذ دخل عليه رجل من أهل اليمن فسلم عليه فرد أبو عبد الله (عليه السلام)

فقال له: مرحبا يا سعد، فقال له الرجل: بهذا الاسم سمتني امي، وما أقل من يعرفني به، فقال أبو عبد الله (عليه السلام): صدقت يا سعد المولى. فقال الرجل: جعلت فداك، بهذا كنت القب، فقال أبو عبد الله (عليه السلام): لا خير في اللقب إن الله تبارك وتعالى يقول في كتابه: "ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الايمان" (1) ما صناعتك يا سعد؟ فقال: جعلت فداك إنا أهل بيت ننظر في النجوم لا يقال: إن باليمن أحدا أعلم بالنجوم منا. فقال أبو عبد الله (عليه السلام): كم ضوء المشترى على ضوء القمر درجة؟ فقال اليماني: لا أدري، فقال أبو عبد الله (عليه السلام): صدقت، كم ضوء المشتري على ضوء عطارد درجة؟ فقال اليماني: لا أدري، فقال له أبو عبد الله (عليه السلام): صدقت، فما اسم النجم الذي إذا طلع هاجت الابل؟ فقال اليماني: لا أدري، فقال له أبو عبد الله (عليه السلام): صدقت، فما اسم النجم الذي إذا طلع هاجت البقر؟ فقال اليماني: لا أدري، فقال له أبو عبد الله (عليه السلام) صدقت، فما اسم النجم الذي إذا طلع هاجت الكلاب؟ فقال اليماني: لا أدري. فقال له أبو عبد الله (عليه السلام). صدقت في قولك: لاأدري، فما زحل عندكم في النجم؟ فقال اليماني: نجم نحس، فقال أبو عبد الله (عليه السلام): لا تقل هذا فانه نجم أمير المؤمنين صلوات الله عليه فهو نجم الاوصياء عليهم السلام وهو النجم الثاقب الذي قال الله في كتابه (2). فقال اليماني: فما معنى الثاقب؟ فقال: إن مطلعه في السماء السابعة فإنه ثقب بضوئه حتى أضاء في السماء الدنيا فمن ثم سماه الله النجم الثاقب، ثم قال: يا أخا العرب عندكم عالم؟ قال اليماني: نعم جعلت

فداك إن باليمن قوما ليسوا كأحد من الناس في علمهم. فقال أبو عبد الله (عليه السلام): وما يبلغ من علم عالمهم؟ قال اليماني إن عالمهم ليزجر الطير ويقفو الاثر في ساعة واحدة مسيرة شهر للراكب المحث (3)، فقال أبو عبد الله (عليه السلام): فان عالم المدينة أعلم من عالم اليمن، قال اليماني: وما يبلغ من علم عالم المدينة؟ قال: إن علم عالم المدينة ينتهي إلى أن يقفوا الاثر ولا يزجر الطير ويعلم ما في اللحظة الواحدة مسيرة الشمس تقطع اثنى عشر برجا واثنى عشر برا واثنى عشر بحرا واثنى عشر عالما، فقال له اليماني: ما ظننت أن أحدا يعلم هذا وما يدرى ما كنهه قال: ثم قام اليماني،

اِبان بن تغلب نے کہا میں امام ابو عبد اللہ جعفر کے ساتھ تھا جب یمن کے کچھ لوگ آئے وہ ان کے پاس گئے سلام کیا اور امام نے جواب دیا مرحبا اے سعد۔ اس یمنی شخص نے کہا یہ نام مجھ کو میری ماں نے دیا ہے لیکن کچھ ہی لوگ اس بات سے واقف ہیں ــ امام نے فرمایا اے سعد المولی سچ کہا ــ وہ شخص بولا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نے مجھے لقب بھی دے دیا ــ امام نے فرمایا القاب میں خیر نہیں ہے اللہ تعالی نے کتاب اللہ میں کہا ہے کہ برے القاب دینے سے پرہیز کرو فسق میں نام کرنا سب سے برا کام ہے ــ تجھے کیا کام ہے اے سعد؟ وہ بولا ہم فدا ہوں: ہم اہل بیت ستاروں کو دیکھتے ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا ہم یمنییوں میں نجوم کو سب سے زیادہ دیکھتے ہیں ــ امام بولے یہ مشتری کی روشنی کا درجہ چاند کی روشنی پر کتنا ہے؟ یمنی بولا معلوم نہیں ــ امام نے فرمایا تو سچ بولا، یہ مشتری کی روشنی و چمک عطارد کے مقابلے میں کس درجہ پر ہے؟ یمنی بولا معلوم نہیں ــ امام نے فرمایا تو نے سچ کہا ــ پھر امام نے پوچھا وہ کون سا ستارہ ہے جو جب طلوع ہوتا ہے تو اونٹ و اونٹنی جماع کرتے ہیں؟ یمنی بولا معلوم نہیں ــ امام نے فرمایا تو نے سچ کہا ــ امام نے پوچھا وہ کون سا ستارہ ہے جو جب طلوع ہوتا ہے تو گائے و بیل جماع کرتے ہیں؟

یمنی بولا معلوم نہیں _امام نے فرمایا تو نے سچ کہا

وہ کون سا ستارہ ہے جو جب طلوع ہوتا ہے تو کتے جماع کرتے ہیں ؟

یمنی بولا معلوم نہیں _امام نے فرمایا تو نے سچ کہا

امام نے پوچھا : یہ زحل تیرے نزدیک کیا ہے ؟

یمنی بولا ایک بد بختی لانے والا ستارہ ہے

امام نے فرمایا ایسامت بولو یہ تو امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کا ستارہ ہے یہ الاوصیاء کا ستارہ ہے اور یہی نجم ثاقب ہے جس کا ذکر اللہ تعالی نے کتاب اللہ (سورہ الطارق) میں کیا ہے

یمنی بولا : الثاقب سے کیا مراد ہے ؟ امام نے فرمایا یہ ساتویں آسمان میں طلوع ہوتا ہے اور اس سے آسمان دنیا روشن ہو جاتا ہے

اسی بنا پر اللہ نے اس کا نام نجم الثاقب رکھا ہے

امام نے پوچھا کہ اے عرب بھائیوں کیا تم میں کوئی عالم بھی ہے ؟

یمنی بولا جی ہاں ، ہم فدا ہوں ، یمن میں ایک قوم ہے جن سے بڑھ کر کسی قوم کا علم نہیں ہے

امام نے فرمایا مدینہ کا عالم تو یمن کے عالم سے بڑھ کر ہے

یمنی بولا یمنییوں کے عالم تو پرندہ کی اڑان سے، اور اثر کے نشان سے گزرے ہونے مسافر تک کی خبر کر دیتے ہیں جس کو ایک ماہ ہوا ہو اور اس مقام سے گزرا ہو

امام نے فرمایا مدینہ کے عالم کا علم تو یہاں تک جاتا ہے کہ پرندہ کی اڑان دیکھنے والا یمنی عالم تک اس کی حد تک نہیں جا سکتا— مدینہ کا عالم تو ایک لمحہ میں جان لیتا ہے کہ سورج نے کن بارہ ستاروں کو پار کیا، کن بارہ صحراؤں کو پار کیا، کن بارہ سمندروں کو پار کیا، کن بارہ عالموں کو پار کیا

یمنی بولا میں فدا ہوں میں نہیں سمجھتا کہ کوئی اس قدر جان سکا ہے اور مجھے نہیں معلوم یہ سب کیا ہے

پھر وہ یمنی اٹھا اور چلا گیا

نوٹ راوی محمد بن سلیمان الصنعانی پر کوئی تعدیل و جرح شیعہ کتب میں نہیں ملیں لہٰذا یہ مجھول ہوا

اسی طرح راوی إبراهيم بن الفضل پر کتاب إصحاب الامام الصادق (ع) — عبدالحسین الشبستری میں لکھا ہے

أبو اسحاق ابراهيم بن الفضل الهاشمي، المدني. محدث مجهول الحال

اس روایت میں علی رضی اللہ عنہ کا ستارہ (یعنی سیارہ) زحل بتایا گیا ہے اور علی بقول شیعہ غالییوں کے کعبہ میں پیدا ہوئے جو بعض عربوں کے نزدیک بیت زحل تھا- زحل کا تعلق موسموں سے بھی جوڑا گیا ہے- شیعہ کتاب بحار الانوار از مجلسی میں ہے

الكافي: عن علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن محبوب، عن مالك بن عطية، عن سليمان بن خالد، قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الحر والبرد ممن (2) يكونان؟ فقال لي: يا أبا أيوب، إن المريخ كوكب حار وزحل كوكب بارد فإذا بدأ المريخ في الارتفاع انحط زحل، وذلك في الربيع، فلا يزالان كذلك كلما ارتفع المريخ درجة انحط زحل درجة ثلاثة أشهر حتى ينتهي المريخ في الارتفاع وينتهي زحل في الهبوط، فيجلوا المريخ فلذلك يشتد الحر، فإذا كان في آخر الصيف وأوان (3) الخريف بدأ زحل في الارتفاع وبدأ المريخ في الهبوط، فلا يزالان كذلك كلما ارتفع زحل درجة انحط المريخ درجة حتى ينتهي المريخ في الهبوط وينتهي زحل في الارتفاع، فيجلو زحل وذلك في أول (4) الشتاء وآخر الصيف (5) فلذلك يشتد البرد، وكلما ارتفع هذا هبط هذا وكلما هبط هذا ارتفع هذا، فإذا كان في الصيف يوم بارد فالفعل في ذلك للقمر، وإذا كان في الشتاء يوم حار فالفعل في ذلك للشمس، هذا تقدير العزيز العليم، وأنا عبد رب العالمين)

الکافی میں ہے عن علی بن إبراہیم، عن إبیہ، عن ابن محبوب، عن مالک بن عطیۃ کی سند سے ہے کہ سلیمان بن خالد نے امام جعفر سے سوال کیا کہ سردی و گرمی کیوں ہوتی ہے؟ امام نے فرمایا اے ابوایوب مریخ یہ گرمی کا ستارہ ہے اور زحل یہ سردی کا ستارہ ہے۔پس جب مریخ زحل کے انحطط پر طلوع ہونا شروع ہوتا ہے تو موسم بہار اتا ہے یہ کیفیت ختم نہیں ہوتی یہاں تک کہ تین ماہ رہتی ہے حتیٰ کہ مریخ الارتقاع و بلند ہوتا ہے اور زحل کا ہبوط و نیچے جانا ختم ہو جاتا ہے پس مریخ سرخ ہوتا ہے پس یہ گرمی کی شدت ہوتی ہے پھر جب گرمیاں ختم ہوتی ہیں اور موسم سرما شروع ہوتی ہے تو سردی کی شدت ہوتی ہے پس ایک کا ارتقاع ہوتا ہے تو دوسرے کا ہبوط ہوتا ہے اور جب ایک کا ہبوط ہوتا ہے تو دوسرے کا ارتقاع ہوتا ہے۔پس جب گرمی میں اگر سردی ہو جائے تو یہ چاند

کی بناپر ہوتی ہے اور سردیوں میں اگر گرم دن آجائے تو یہ سورج کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ سب اللہ تعالی کی تدبیر ہے جو عزیز و علیم ہے اور میں عبد رب العالمین ہوں

شیعہ کتاب وسائل الشیعۃ از محمد بن الحسن الحر العاملی (1033–1104ھ-). میں ہے

وعن علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن صالح ، عمن أخبره ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : سئل عن النجوم ؟ قال : ما يعلمها إلا أهل بيت من العرب وأهل بيت من الهند

امام جعفر نے فرمایا جب کسی نے علم نجوم پر سوال کیا کہ عرب میں اہل بیت سب سے بڑھ کر علم نجوم کو جانتے ہیں اور ہندوستان میں اہل بیت اس کو جانتے ہیں

معلوم نہیں کہ راوی کا ہندوستان کے اہل بیت سے کیا مراد تھی- بہر حال ان روایات کو یہاں پیش کیا گیا ہے کہ قرن دوم میں علی اور سیارہ زحل کو اپس میں ملا یا گیا ہے –ہندوؤں میں زحل کو شنی دیو کہا جاتا ہے جو نحوست کا دیوتا ہے-اسلامی شیعی لٹریچر میں علی کو زحل سے ملا یا گیا ہے اور زحل کو خوش بختی کہا گیا ہے-راقم سمجھتا ہے کہ راوی یزید بن قعنب اور ابراہیم بن الفضل دونوں کسی شیعی فرقے کے تھے جو غالی تھے –یہ علم نجوم کے دلدادہ اور سیارہ زحل کے اثر کو ماننے والے تھے جن کے مطابق روح زحل کعبہ میں داخل ہو کر علی کی شکل میں مجسم ہو گئی[1]

1

شیعہ تفسیر تفسير علي بن إبراهيم میں ہے
والطارق الذي يطرق الأئمة من عند الله مما يحدث بالليل والنهار، وهو الروح الذي مع الأئمة يسددهم
الطارق وہ ہے جو ائمہ کے ساتھ چلتا ہے اللہ کی طرف سے جو دن و رات میں ہوتا ہے اور یہ ایک روح ہے جو ائمہ کے ساتھ ہے ان کی مدد گار

زحل سے شیعہ راوی متاثر تھے کہ ایک بصری عمر بن عبدالعزيز البصري أبو حفص بن ابي بشار، المعروف بزحل نے اپنا لقب ہی زحل رکھا ہوا تھا

اختيار معرفة الرجال میں ہے کہ یہ لقب سیارہ زحل پر لیا گیا تھا

زحل عمر بن عبدالعزيز عمربن عبدالعزيز بن أبي بشار بفتح الموحدة وتشديد المعجمة، لقبه زحل بضم الزاي وفتح المهملة واللام، على اسم سابع السيارات، وكنيته أبوحفص
زحل کا تذکرہ بعد میں شیعی مسلم فلکیات دانوں بو علی سینا اور الفارابی کی کتب میں بھی ملتا ہے جس میں افلاک کو علی و فاطمہ سے ملایا گیا ہے

الشهرستاني (المتوفى: 548هـ) نے کتاب الملل و النحل میں الروحانیات کے نام سے ایک دین کا ذکر کیا ہے جو یونانی و عرب مشرکوں میں مروج تھا – یہ عناصر کی اور اجرام فلکی میں سات کی پوجا کرتے اور ان کے ہیکل تعمیر کرتے تھے – ان میں اور حنفاء عرب میں اختلاف تھا – دونوں اگرچہ بت پرستی کے خلاف تھے لیکن حنفاء کے نزدیک روحانیت والے بھی گمراہ تھے اور مشرکین عرب بھی
الروحانیات والوں کے نزدیک تمام اجرام فلکی کے اندر روح ہے اور ہر وہ چیز جو آسمان سے زمین پر آئے اس میں بھی روح ہے یہاں تک کہ بارش ، قوس قزح، بجلی کی کڑک ، برق ، ملکی وے وغیرہ تک کے لئے یہ ہیکل بناتے تھے – یہ ہرمس: شيث، وإدريس عليهما السلام کے وجود کے قائل تھے – روحانیت والے اگرچہ بت نہیں تراشتے تھے لیکن اجرام و عناصر کے لیے ہیکل بناتے تھے

روح علی کی کعبہ میں آمد

مستدرک میں امام حاکم لکھتے ہیں

فَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارِ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَسَدٍ وَلَدَتْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ«

الشهرستاني نے ان کا شمار عبدة الكواكب ستارہ پرستوں میں کیا ہے - ان کے نزدیک جسم انسانی بھی ہیکل کی مانند ہے کہ وكأن أعضاءنا السبعة هياكله ہمارے أعضاء سات ہیکل ہیں یا جسم انسانی ایک ٹیمپل ہے جس میں آسمانی ستارہ کی روح اتی ہے

الصابئة بھی اسی قسم کے کسی عقیدے پر تھے الشهرستاني نے ذکر کیا کہ ان کے نزدیک وهيكل زحل مسدس، وهيكل المشتري مثلث، وهيكل المريخ مربع مستطيل، وهيكل الشمس مربع، وهيكل الزهرة مثلث في جوف مربع، وهيكل عطارد مثلث في جوفه مربع مستطيل، وهيكل القمر مثمن.

زحل کا ہیکل مسدس ہو گا یعنی چھ دیوار والا
مشتری کا تین دیوار والا مثلث
مریخ کا مستطیل
سورج کا چوکور
زہرہ کا بیچ میں مثلث لیکن نیچے سے مربع
عطارد کا بیچ میں مثلث اور مربع و مستطیل ہو گا
چاند کا ہیکل آٹھ دیوار والا ہو گا

پس تواتر سے خبر ملی ہے کہ فَاطِمَۃبِنْتَ اِسَدٍ نے امیر المومنین علی بن ابی طالب کو کعبہ میں جنم دیا

شاہ ولی اللہ نے کتاب إزالۃالخفاء میں ذکر کیا ہے کہ متواتر روایات سے معلوم ہے کہ علی کعبہ میں پیدا ہوئے

کتاب إخبارمکۃفی قدیم الدہر وحدیثہ ازابو عبد اللہ الفاکہی (المتوفی: 272ھ) کے مطابق عطاءبْنَ إبِی رَبَاحٍ کہتے ہیں کہ عُبَیْدَبْنَ عُمَیْرٍ کہتے ہیں

وَأَوَّلُ مَنْ وُلِدَ فِي الْكَعْبَةِ: حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ رَضِيَ اللہُ عَنْهُ .....وَأَوَّلُ مَنْ وُلِدَ فِي الْكَعْبَةِ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ: عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللہُ عَنْهُ

کعبہ میں جو سب سے پہلے پیدا ہوا وہ حَکِیمُ بْنُ حِزَامٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ہیں اور بنو ہاشم میں سب سے پہلے عَلِیُّ بْنُ إبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پیدا ہوئے

کتاب تاریخ مکۃالمشرفۃوالمسجد الحرام والمدینۃالشریفۃوالقبر الشریف از محمد بن إحمد بن الضیاء ابن الضیاء (المتوفی: 854ھ) کے مطابق

وَقيل: ولد عَليّ بن أبي طَالب فِي جوف الْكَعْبَة. وَهَذَا ضَعِيف عِنْد الْعلمَاء كَمَا قَالَه النَّوَوِيّ فِي "تَهْذِيب الْأَسْمَاء

اور کہا جاتا ہے کہ علیّ بن إبِی طَالب کعبہ کے پیٹ میں پیدا ہوئے لیکن یہ قول علماء کے نزدیک ضعیف ہے جیسا کہ النووی نے تہذیب الاسماء میں کہا ہے

النووی کہتے ہیں

ولد حكيم في جوف الكعبة، ولا يُعرف أحد ولد فيها غيره، وأما ما روى أن علي بن أبي طالب، رضي الله عنه، ولد فيها، فضعيف عند العلماء.

حکیم کعبہ کے پیٹ میں پیدا ہوئے اور ہم یہ بات کسی اور کے لئے نہیں جانتے اور یہ جو علی بن ابی طالب کے لئے روایت کیا جاتا ہے کہ وہ اس میں پیدا ہوئے تو یہ علماء کے نزدیک ضعیف ہے

کتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطای (المتوفى: 762هـ) کے مطابق

وذكر أبو الفرج بن الجوزي في كتابه «مثير العزم الساكن إلى أشرف الأماكن»: وقول من قال: إن علي بن أبي طالب ولد في جوف الكعبة ليس بصحيح، لم يولد فيها غير حكيم.

اور ابو الفرج بن الجوزی نے کتاب مثير العزم الساكن إلى أشرف الأماكن میں ذکر کیا ہے کہ کہنے والے کا قول کہ علی بن ابی طالب کعبہ کے پیٹ میں پیدا ہوئے صحیح نہیں ہے اس میں سوائے حکیم کے کوئی اور پیدا نہیں ہوا

کعبہ میں پیدائش ہمارے نزدیک کوئی منقبت نہیں بلکہ تاریخ کے مطابق "ہبل" فی جوف الکعبۃ کعبہ کے بیچ میں ھبل کا بت تھا (تاریخ دمشق، طبری وغیرہ)-اس کے سامنے کسی کا جنم ہونا اور اس کو عظمت سمجھنا عقل سے بالا ہے[2]

---

[2]
شیعہ علامہ ضمیر اختر نقوی نے دعوی کیا کہ کعبہ میں بت نہیں تھے اس کے گرد تھے – https://www.youtube.com/watch?v=pBmCGUGl_jo
یہ ناقص تحقیق ہے اور اہل سنت کی کتب میں اس پر حوالے موجود ہیں کہ بت کعبہ میں رکھے ہوئے تھے – یہاں راقم شیعہ کتب کے کچھ حوالے درج کرتا ہے

شیعہ کتاب حلية الأبرار از السيد هاشم البحراني میں ہے
هبل (بضم الهاء وفتح الباء) صنم للجاهلية قدم بها مكة عمرو بن بن لحى من الشام وكان حجرا أحمر أو ورديا على صورة إنسان يده اليمنى مكسورة نصب في جوف الكعبة وقد جعلت له قريش يدا من ذهب
ہبل یہ انسان کی شکل کا تھا اس کو کعبہ کے وسط میں نصب کیا گیا تھا

بحار الأنوار از المجلسي میں ہے
وهبل صنم في الكعبة،

بحار الأنوار از المجلسي میں ہے
حليمة بنت أبي ذؤيب .... ودخل البيت وطاف بهبل وقبل رأسه
حليمة بنت أبي ذؤيب بیت اللہ میں داخل ہوئی اور ہبل کا طواف کیا اور اس بت کے سر کو چوما

بحار الأنوار از المجلسي میں ہے
أبوبكر الشيرازي في نزول القرآن في شأن أميرالمؤمنين عليه السلام عن قتادة عن ابن المسيب عن أبي هريرة قال : قال لي جابر بن عبدالله دخلنا مع النبي مكة وفي البيت وحوله ثلاثمائة وستون صنما ، فأمر بها رسول الله صلى الله عليه واله فالقيت كلها لوجوهها ، وكان على البيت صنم طويل يقال له (هبل

جابر بن عبد اللہ نے ذکر کیا ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے اور بیت اللہ میں ۳۶۰ بت تھے پس رسول اللہ نے حکم کیا تو سب منہ کے بل گرا دیے گئے اور بیت اللہ میں ایک طویل بت تھا جس کو ہبل کہا جاتا تھا

شیعہ کتب میں واقعہ بیان کیا جاتا ہے

سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں یزید بن قعنب کو یہ کہتے سنا کہ میں عباس بن عبد المطلب اور بنی عبد العزیٰ کے کچھ لوگوں کے ساتھ خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک فاطمہ بن اسد (مادر علی علیہ السلام) خانہ کعبہ کی طرف آئیں۔ وہ نو ماہ کے حمل سے تھیں اور ان کے دردزہ ہو رہا تھا۔ انھوں نے اپنے ہاتھوں کو دعا کے لے اٹھایا اور کہا کہ اے اللہ! میں تجھ پر، تیرے نبیوں پر اور تیری طرف سے نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان رکھتی ہوں۔ میں اپنے جد ابراہیم علیہ السلام کی باتوں کی تصدیق کرتی ہوں اور یہ بھی تصدیق کرتی ہوں کہ اس مقدس گھر کی بنیاد انھوں نے ہی رکھی ہے۔ بس اس گھر کی بنیاد رکھنے والے کے واسطے سے اور اس بچے کے واسطے سے جو میرے شکم میں ہے، میرے لئے اس پیدائش کے مرحلہ کو آسان فرما۔ یزید بن قعنب کہتا ہے کہ ہم نے دیکھا کہ خانہ کعبہ میں پشت کی طرف درار پیدا ہوئی۔ فاطمہ بن اسد اس میں داخل ہو کر ہماری نظروں سے چھپ گئیں اور دیوار پھر سے آپس میں مل گئی۔ ہم نے اس واقعہ کی حقیقت جاننے کے لے خانہ

علل الشرایع للشیخ الصدوق کی ایک روایت میں ہے کہ حاجی باب سے مسجد الحرام میں داخل ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۰ حج کیے اور ہر بار اس مقام پر پیشاب کیا کیونکہ علی نے کعبہ کی چھت پر سے ھبل کو گرا کر یہاں دفن کیا تھا

حدثنا محمد بن أحمد السناني وعلي بن أحمد بن محمد الدقاق والحسين بن ابراهيم بن أحمد بن هشام المكتب وعلي بن عبدالله الوراق وأحمد بن الحسن القطان رضي الله عنهم قالوا: حدثنا أبوالعباس أحمد بن يحيى زكريا القطان قال: حدثنا بكر بن عبدالله بن حبيب قال: حدثنا تميم بن بهلول عن أبيه عن أبي الحسن العبدي عن سليمان بن مهران قال: قلت لجعفر بن محمد (ع): كم حج رسول الله صلى الله عليه وآله؟ فقال: عشرين مستترا في حجة يمر بالمازمين فينزل فيبول فقلت: يابن رسول الله ولم كان ينزل هناك فيبول؟ قال: لانه أول موضع عبد فيه الاصنام، ومنه أخذ الحجر الذي نحت منه هبل الذي رمى به علي من ظهر الكعبة، لما علا ظهر رسول الله فامر بدفنه عند باب بني شيبة فصار الدخول إلى المسجد من باب بني شيبة سنة لاجل ذلك،

سند میں تمیم بن بھلول مجھول ہے
http://dl.aldhiaa.com/arabic/book/book1/rejal/tanqih-13/12.html
لم يذكر المعنون أحد من أعلام الجرح والتعديل ، فعليه يعدّ مهملاً

کعبہ کا تالا کھولنا چاہا، مگر وہ نہ کھل سکا، تب ہم نے سمجھا کہ یہ امر الہی ہے۔ چار دن کے بعد فاطمہ بنت اسد علی کو گود میں لئے ہوئے خانہ کعبہ سے باہر آئیں اور کہا کہ مجھے پچھلی تمام عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ کیونکہ آسیہ بن مزاحم (فرعون کی بیوی) نے اللہ کی عبادت وہاں چھپ کر کی جہاں اسے پسند نہیں ہے (مگر یہ کہ ایسی جگہ صرف مجبوری کی حالت میں عبادت کی جائے۔) مریم بنت عمران (مادر عیسیٰ علیہ السلام) نے کھجور کے پیڑ کو ہلایا تا کہ اس سے تازی کھجوریں کھا سکے۔ لیکن میں وہ ہوں جو بیت اللہ میں داخل ہوئی اور جنت کے پھل اور کھانے کھائے۔ جب میں نے باہر آنا چاہا تا ہاتف نے مجھ سے کہا کہ اے فاطمہ ! آپ نے اس بچے کا نام علی رکھنا۔ کیونکہ وہ علی ہے اور خدائے علی و اعلیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے، اسے اپنے احترام سے احترام دیا ہے اور اپنے علم غیب سے آگاہ کیا ہے۔ یہ بچہ وہ ہے جو میرے گھر سے بتوں کو باہر نکالے گا، میرے گھر کی چھت سے آذان کہے گا اور میری تقدیس و تمجید کرے گا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس سے محبت کرتے ہوئے اس کی اطاعت کریں اور بد بخت ہیں وہ لوگ جو اس سے دشمنی رکھیں اور گناہ کریں۔

اس کی سند ہے

بشارة المصطفى – محمد بن علي الطبري – ص 26 – 27

أخبرنا الرئيس الزاهد العابد العالم أبو محمد الحسن بن الحسين بن الحسن

في الري سنة عشرة و خمسمائة ، عن عمه محمد بن الحسن ، عن أبيه الحسن بن الحسين

، عن عمه الشيخ السعيد أبي جعفر محمد بن علي بن الحسين بن بابويه قال : حدثني علي

بن أحمد بن موسى الدقاق ، قال : حدثنا محمد بن جعفر الأسدي ، قال : حدثنا موسى

بن عمران ، عن الحسين بن يزيد ، عن محمد بن سنان ، عن المفضل بن عمر ، عن ثابت بن دينار ، عن سعيد بن جبير ، قال : قال يزيد بن قعنب:

كنت جالسا مع العباس بن عبد المطلب وفريق من عبد العزى بإزاء بيت الله الحرام ، إذ أقبلت فاطمة بنت أسد أم أمير المؤمنين ، وكانت حاملا به لتسعة أشهر ، وقد أخذها الطلق ، فقالت : رب إني مؤمنة بك وبما جاء من عندك من رسل وكتب ، وإني مصدقة بكلام جدي إبراهيم الخليل ، وأنه بنى بيتك العتيق ، فبحق الذي بنى هذا البيت ، وبحق المولود الذي في بطني لما يسرت علي ولادتي.

قال يزيد بن قعنب : فرأينا البيت قد انفتح عن ظهره ودخلت فاطمة وغابت عن أبصارنا فيه والتزق الحائط ، فرمنا أن ينفتح لنا قفل الباب ، فلم ينفتح ، فعلمنا ان ذلك أمر من الله عز وجل ، ثم خرجت بعد الرابع وبيدها أمير المؤمنين علي (عليه السلام).

فقالت : إني فضلت على من تقدمني من النساء لأن آسية بنت مزاحم عبدت الله عز وجل سرا في موضع لا يحب أن يعبد الله فيه إلا اضطرارا ، وان مريم بنت

عمران هزت النخلة اليابسة بيدها حتى أكلت منها رطبا جنيا ، واني دخلت بيت الله

الحرام فأكلت من ثمار الجنة وأرزاقها ، فلما أردت أن أخرج هتف بي هاتف :

يا فاطمة ! سميه عليا ، فهو علي ، والله العلي الأعلى يقول : إني شققت اسمه من

اسمي وأدبته بأدبي ووقفته على غامض علمي ، وهو الذي يكسر الأصنام في بيتي

وهو الذي يؤذن فوق ظهر بيتي ويقدسني ويمجدني ، فطوبى لمن أحبه وأطاعه ،

وويل لمن أبغضه وعصاه

كتاب الأمالی – الشیخ الصدوق – ص ۱۹۴ پر بھی اس کی سند میں مجھول شخص ہے

حدثنا علي بن أحمد بن موسى الدقاق (رحمه الله) ، قال : حدثنا محمد

ابن جعفر الأسدي ، قال : حدثنا موسى بن عمران ، عن الحسين بن يزيد ، عن محمد بن

سنان ، عن المفضل بن عمر ، عن ثابت بن دينار ، عن سعيد بن جبير ، قال : قال يزيد بن

قعنب

یزید بن قعنب مجھول ہے جس کا ذکر نہ شیعہ کتب رجال میں ہے نہ اہل سنت کی کتب میں- کتاب المفید من معجم رجال الحدیث از محمد الجواہری میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے- لیکن اسی مجھول راوی کی سند سے صدوق اور طوسی نے اس کو لکھا ہے جس کا ترجمہ تک کتب رجال شیعہ میں نہیں ملتا-

شیعہ کتاب علی (علیہ السلام) من المهد إلی اللحد از سید محمد کاظم القزويني میں ہے کہ شیعہ کتاب انوار نعمانیہ از نعمت اللہ جزائری میں سندا روایت ہے

في كتاب الأنوار النعمانيه عن كتاب المناقب مسنداً إلى صعصعة بن صوحان قال: أنت أفضل أم عيسى بن مريم؟ قال علي: عيسى كانت أمه في بيت المقدس فلما جاء وقت ولادتها سمعت قائلاً يقول: أخرجي، هذا بيت العبادة لا بيت الولادة، وأنا أمي فاطمة بنت أسد لما قرب وضع حملها كانت في الحرم فانشق حائط الكعبة وسمعت قائلاً يقول: أدخلي فدخلت في وسط البيت، وأنا ولدت فيه، وليس لأحد هذه الفضيلة، لا قبلي ولا بعدي

صعصعۃ بن صوحان نے علی سے پوچھا آپ افضل ہیں یا عیسیٰ ابن مریم؟ علی نے کہا ان کی ماں بیت المقدس میں تھیں جب ولادت کا وقت آیا تو ایک کہنے والے نے کہا اس عبادت کے گھر سے نکل جاؤ یہ عبادت گاہ ہے جائے پیدائش نہیں ہے اور میری ماں فاطمہ بیت اسد ہیں جب ان کا حمل نکلنے کا وقت آیا وہ حرم میں تھیں کعبہ کی دیوار پھٹ گئی اور کہنے والے کو سنا اس بیت اللہ میں داخل ہو اور کے وسط میں جاؤ اور میرا جنم وہاں ہوا اور کسی کی یہ فضیلت نہیں نہ مجھ سے پہلے نہ بعد میں

راقم نے کتاب انوار نعمانیہ دیکھی تو اس میں بھی سند نہیں تھی

وفي كتاب المناقب مسنداً إلى صعصعة بن صوحان أنّه دخل على أمير المؤمنين عليه السلام لمّا ضرب فقال: يا أمير المؤمنين: أنت أفضل أم آدم أبو البشر؟

اس کے مطابق اس کی سند کتاب المناقب میں ہے اور مناقب پر شیعہ کتب کو دیکھا تو وہاں بھی سند نہیں تھی

شیعہ عالم سید ابن طاؤوس علی بن موسی (متوفی 664) نے کتاب الیقین باختصاص مولانا علی علیہ السلام بامرۃ المؤمنین، ص 191 پر لکھا ہے کہ

[الباب فيما نذكره من تسمية مولانا علي ع بأمير المؤمنين] رأيت ذلك و رويته من كتاب مولد مولانا علي عليه السلام بالبيت تأليف أبي جعفر محمد بن بابويه قد رواه عن رجال الجمهور فلذلك أذكره و أقتصر على المراد منه. فَقَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ الطَّالَقَانِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَطَا قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ص عَنْ مِيلَادِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ع فَقَالَ آه آه لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ خَيْرِ مَوْلُودٍ بَعْدِي عَلَى سُنَّةِ الْمَسِيحِ عليه السلام.

اس باب میں ہم ذکر کریں گے کہ امام علی کو، امیر المؤمنین کیوں کہا جاتا ہے۔ میں نے اس روایت کو شیخ صدوق کی کتاب مولد مولانا علی (ع) بالبیت میں دیکھا اور نقل کیا ہے۔ اس کو جمہور رجال سے روایت کیا گیا ہے لہٰذا میں اس کا اختصار کر رہا ہوں اور سند ہے

حدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ الطَّالَقَانِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَطَا قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ

اور جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِیُّ نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ سے امام علی ولادت کے بارے میں سوال کیا تو، رسول اللہ نے فرمایا کہ: آہ آہ تم نے میرے بعد افضل ترین پیدا ہونے والے انسان کے بارے میں مجھ سے سوال کیا ہے کہ وہ عیسی کے طریقے پر اس دنیا میں آیا تھا، یعنی اسکی ولادت کا طریقہ، عیسی کی طرح فقط اسی کے ساتھ خاص ہے۔

یہ سند منقطع ہے۔اسی کتاب میں دوسرے مقام پر اس کی سند ہے

قال أخبرنا الشيخ الإمام البارع الناقد قطب الدين شيخ الإسلام أبو العلاء الحسن بن أحمد بن الحسن العطار الهمداني قدس الله روحه إجازة قال حدثنا الإمام ركن الدين أحمد بن محمد بن إسماعيل الفارسي قال حدثنا فاروق الخطابي قال حدثنا حجاج بن منهال عن الحسن بن عمران القسري عن شاذان بن العلاء حدثنا عبد العزيز بن عبد الصمد عن مسلم بن خالد المكي عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله الأنصاري رضي الله

عنه قال سألت رسول الله ص عن ميلاد علي بن أبي طالب ع فقال آه آه لقد سألت يا جابر عن خير مولود في شبه المسيح

یہاں سند ہے مسلم بن خالد المکی عن إبي الزبیر عن جابر بن عبد اللہ ہے یعنی ابو زبیر مدلس کا عنعنہ ہے اور دونوں سندوں میں شاذان بن العلاء ہے جو اہل سنت و اہل تشیع میں مجهول الحال ہے

شیعہ کتاب الفضائل، ص 54 الی 56 از شاذان بن جبرئیل بن إسماعیل ،إبو الفضل القمّی (متوفی 660ھ-)، ناشر : منشورات المطبعۃ الحیدریۃ ومکتبتها –النجف میں اس روایت پر اور تفصیل ہے

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْعَالِمُ الْوَرِعُ النَّاقِلُ ضِيَاءُ الدِّينِ شَيْخُ الْإِسْلَامِ أَبُو الْعَلَاءِ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى الْعَطَّارُ الْهَمَدَانِيُّ ره فِي هَمَدَانَ فِي مَسْجِدِهِ فِي الثَّانِي وَ الْعِشْرِينَ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَ ثَلَاثِينَ وَ سِتِّمِائَةٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْإِمَامُ رُكْنُ الدِّينِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْفَارِسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رَوْقٍ الْخَطَّابِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ شَاذَانَ بْنِ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ السَّرِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ص عَنْ مِيلَادِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ع فَقَالَ آهْ آهْ سَأَلْتَ عَجَباً يَا جَابِرُ عَنْ خَيْرِ مَوْلُودٍ وُلِدَ بَعْدِي عَلَى سُنَّةِ الْمَسِيحِ ... كَانَ رَجُلٌ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ وَ كَانَ زَاهِداً عَابِداً يُقَالُ لَهُ الْمُثْرِمُ بْنُ رَغِيبِ الشَّيْقُبَانُ وَ كَانَ مِنْ أَحَدِ الْعُبَّادِ ... ثُمَّ قَالَ أَبْشِرْ يَا هَذَا [يعني اباطالب] فَإِنَّ الْعَلِيَّ الْأَعْلَى أَلْهَمَنِي إِلْهَاماً فِيهِ بِشَارَتُكَ فَقَالَ أَبُو طَالِبٍ وَ مَا هُوَ قَالَ وَلَدٌ يُولَدُ مِنْ ظَهْرِكَ هُوَ وَلِيُّ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ إِمَامُ الْمُتَّقِينَ

وَ وَصِيُّ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ... قَالَ أَبُو طَالِبٍ إِنِّي لَا أَعْلَمُ حَقِيقَةَ مَا تَقُولُ إِلَّا بِبُرْهَانٍ مُبِينٍ وَ دَلَالَةٍ وَاضِحَةٍ قَالَ الْمُثْرِمُ مَا تُرِيدُ قَالَ أُرِيدُ أَنْ أَعْلَمَ مَا تَقُولُهُ حَقٌّ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَلْهَمَكَ ذَلِكَ قَالَ فَمَا تُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ لَكَ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يُطْعِمَكَ فِي مَكَانِكَ هَذَا قَالَ أَبُو طَالِبٍ أُرِيدُ طَعَاماً مِنَ الْجَنَّةِ فِي وَقْتِي هَذَا قَالَ فَدَعَا الرَّاهِبُ رَبَّهُ قَالَ جَابِرٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص فَمَا اسْتَتَمَّ الْمُثْرِمُ دُعَاءَهُ حَتَّى أُوتِيَ بِطَبَقٍ عَلَيْهِ فَاكِهَةٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَ عِذْقُ رُطَبٍ وَ عِنَبٍ وَ رُمَّانٍ فَجَاءَ بِهِ الْمُثْرِمُ إِلَى أَبِي طَالِبٍ فَتَنَاوَلَ مِنْهُ رُمَّانَةً ثُمَّ نَهَضَ مِنْ سَاعَتِهِ إِلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ أَسَدٍ رض فَلَمَّا اسْتَوْدَعَهَا النُّورَ ارْتَجَّتِ الْأَرْضُ وَ تَزَلْزَلَتْ بِهِمْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ حَتَّى أَصَابَ قُرَيْشاً مِنْ ذَلِكَ شِدَّةٌ فَفَزِعُوا ...ثُمَّ صَعِدَ أَبُو طَالِبٍ الْجَبَلَ وَ قَالَ لَهُمْ أَيُّهَا النَّاسُ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَزَّ وَ جَلَّ قَدْ أَحْدَثَ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ حَادِثاً وَ خَلَقَ فِيهَا خَلْقاً ... فَبَكَى وَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَ قَالَ إِلَهِي وَ سَيِّدِي أَسْأَلُكَ بِالْمُحَمَّدِيَّةِ الْمَحْمُودَةِ وَ الْعَلَوِيَّةِ الْعَالِيَةِ وَ الْفَاطِمِيَّةِ الْبَيْضَاءِ إِلَّا تَفَضَّلْتَ عَلَى تِهَامَةَ بِالرَّأْفَةِ وَ الرَّحْمَةِ قَالَ جَابِرٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص فَوَ اللَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَأَ النَّسَمَةَ قَدْ كَانَتِ الْعَرَبُ تَكْتُبُ هَذِهِ الْكَلِمَاتِ فَيَدْعُونَ بِهَا عِنْدَ شَدَائِدِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَ هِيَ لَا تَعْلَمُهَا وَ لَا تَعْرِفُ حَقِيقَتَهَا حَتَّى وُلِدَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ع فَلَمَّا كَانَ فِي اللَّيْلَةِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا ع أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ وَ تَضَاعَفَتِ النُّجُومُ فَأَبْصَرَتْ مِنْ ذَلِكَ عَجَباً فَصَاحَ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ وَ قَالُوا إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ فِي السَّمَاءِ حَادِثٌ أَ لَا تَرَوْنَ إِشْرَاقَ السَّمَاءِ وَ ضِيَاءَهَا وَ تَضَاعُفَ النُّجُومِ بِهَا قَالَ فَخَرَجَ أَبُو طَالِبٍ وَ هُوَ يَتَخَلَّلُ سِكَكَ مَكَّةَ وَ مَوَاقِعَهَا وَ أَسْوَاقَهَا وَ هُوَ يَقُولُ لَهُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وُلِدَ اللَّيْلَةَ فِي الْكَعْبَةِ حُجَّةُ اللَّهِ تَعَالَى وَ وَلِيُّ اللَّهِ

جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے امام علی کی ولادت کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ: آہ آہ تم نے میرے بعد افضل ترین پیدا ہونے والے انسان کے بارے میں مجھ سے سوال کیا ہے کہ وہ عیسی کے طریقے پر اس دنیا میں آیا تھا......، اس زمانے میں ایک عابد و زاہد انسان تھا کہ اسکو مثرم کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس نے کہا کہ اے ابو طالب تم کو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالی نے مجھے ایسا الہام کیا ہے کہ جس میں تمہارے لیے خوشخبری ہے۔ ابو طالب نے کہا کہ: وہ خوشخبری کیا ہے؟ مثرم نے کہا کہ: آپ سے ایک ایسا بیٹا پیدا ہو گا کہ جو ولی اللہ امام المتقین اور رسول اللہ کا خلیفہ و جانشین ہو گا......، ابو طالب نے کہا کہ: کیا تمہارے پاس اس بات پر کوئی واضح دلیل موجود ہے؟ مثرم نے کہا کہ: آپ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ ابو طالب نے کہا کہ میں بس یہ جاننا چاہتا ہوں کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو، وہ حقیقت ہے یا نہیں، اور کیا واقعی طور تم کو اللہ نے الہام کیا ہے یا نہ؟ مثرم نے کہا کہ: کیا چاہتے ہو کہ میں اللہ سے کہوں کہ تم کو یہاں پر کھانا کھلائے؟ ابو طالب نے کہا کہ: میں جنتی کھانا چاہتا ہوں۔ اس پر مثرم نے اللہ سے طلب کیا۔ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ: رسول اللہ نے فرمایا کہ: ابھی اسکی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ ایک طشت حاضر ہوا کہ جس میں جنتی میوے، کھجور، انگور اور انار تھے۔ مثرم نے اس طشت کو ابو طالب کے لیے لایا تو اس نے ان میں سے ایک انار کو کھایا۔ پھر ابو طالب وہاں سے اٹھ کر فاطمہ بنت اسد کے پاس چلے گئے۔ جب علی کا نور فاطمہ بنت اسد کی رحم میں منتقل ہوا تو، زمین لرز اٹھی اور یہ لرزہ سات دن تک جاری رہا، یہاں تک کہ قریش اس لرزے سے خطرے کا احساس کرنے لگے......، اسکے بعد ابو طالب ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور کہا: اے لوگو جان لو کہ اللہ نے آج کی رات ایک عجیب حادثہ ایجاد کیا ہے اور ایک نئی مخلوق کو خلق فرمایا ہے......، پھر ابو طالب نے گریہ کرنا شروع کیا اور پھر ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی: اے اللہ میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ مقام محمدی کے حق کا واسطہ دے کر اور مقام علوی کا واسطہ کہ جو بلند مرتبہ ہے اور شان فاطمی کا یہ جو بہت نورانی ہے، کہ سرزمین مکہ پر اپنی رحمت کر نازل فرما۔ جابر کہتا ہے کہ: رسول اللہ نے فرمایا کہ: اس اللہ کی قسم کہ جس نے دانے اور انسان کو خلق کیا ہے، عربوں نے ابو طالب کے ان جملوں کو لکھ لیا تھا اور جاہلیت کے زمانے میں سختیوں اور مشکلات میں ان جملات کے ساتھ اللہ کو پکارا کرتے تھے۔

حالانکہ وہ ان کلمات کے معنی اور حقیقت کو نہیں جانتے تھے، یہاں تک کہ علی ابن ابی طالب کی ولادت واقع ہو گئی۔ جس رات کو وہ پیدا ہوئے، زمین پر ایک نور پھیل گیا اور ایسا لگتا تھا کہ آسمان پر ستاروں کی تعداد دو برابر ہو گئی ہے۔ یہ دیکھ کر سب حیران ہو گئے، بعض نے بلند آواز سے کہنا شروع کر دیا کہ آسمان پر کوئی حادثہ رونما ہوا ہے، کیا تم لوگ آسمان کے نور کو اور ستاروں کی تعداد کے زیادہ ہونے کو نہیں دیکھ رہے ہو؟ اس وقت ابو طالب باہر آئے اس حالت میں کہ شہر مکہ کی سڑکوں اور گلیوں میں چلتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ: اے لوگو! آج رات کعبہ میں حجت اللہ اور ولی اللہ کی ولادت واقع ہوئی ہے

سند میں میں شاذان بن العلاء ہے جو اہل سنت و اہل تشیع میں مجہول الحال ہے

شیعہ کتاب کتاب نوادر المعجزات، ص 32 از شیعہ محقق محمد بن جریر بن رستم (متوفی قرن 5) میں ہے

حدثنا أبو التحف علي بن محمد بن إبراهيم المصري قال [حدثني] الأشعث بن مرة عن المثنى بن سعيد عن هلال بن كيسان الكوفي الجزار عن الطيب الفواخري عن عبد الله بن سلمة الفتحي عن شقادة بن الاصيد العطار البغدادي قال [حدثني] عبد المنعم بن الطيب عن العلا بن وهب بن قيس عن الوزير أبي محمد [بن] سايلويه رضي الله عنه فإنه كان من أصحاب أمير المؤمنين عليه السلام [العارفين وروى جماعتهم] عن ابن حريز عن أبي الفتح المغازلي عن أبي جعفر ميثم التمار قال: كنت بين يدي مولاي أمير المؤمنين عليه السلام إذ دخل علينا من الباب رجل مشذب عليه قباء أدكن ... وقال:

أيكم المجتبى في الشجاعة أيكم المولود في الحرم ... فقال أمير المؤمنين عليه السلام:

أنا يا سعد بن الفضل بن الربيع بن مدركة...

میثم تمار کہتا ہے کہ : میں ایک دن کوفہ میں امیر المؤمنین (ع) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک بلند قد شخص وہاں پر آیا اور کہا: تم میں سے کون شجاعت میں مشہور انسان ہے۔ تم میں سے کون ایسا ہے کہ جو حرم میں پیدا ہوا ؟ یہ سن کر علی (ع) نے سر کو بلند کیا اور کہا کہ اے سعید ابن فضل ابن ربیع ابن مدرکۃ جو کچھ تم نے ذکر کیا ہے، وہ میں ہوں

سند میں ایک نہیں متعدد مجہولین ہیں جن کا تذکرہ تک کتب رجال شیعہ میں نہیں ہے مثلا العلا بن وہب بن قیس، إبي الفتح المغازلی وغیرہ-امالی از طوسی میں پیدائش علی کا قصہ تین سندوں سے ہے

(42) مجلس يوم الجمعة الرابع والعشرين من ذي القعدة سنة سبع وخمسين وأربع مائة فيه أحاديث ابن شاذان القمي، وابن الصلت الأهوازي.

بسم الله الرحمن الرحيم 1511 / 1 – حدثنا الشيخ أبو جعفر محمد بن الحسن بن علي بن الحسن الطوسي (رضي الله عنه)، قال: أخبرنا أبو الحسن محمد بن أحمد بن الحسن بن شاذان، قال: حدثني أحمد بن محمد بن أيوب، قال: حدثنا عمر بن الحسن القاضي، قال:

حدثنا عبد الله بن محمد، قال: حدثني أبو حبيبة، قال: حدثني سفيان بن عيينة، عن الزهري، عن عائشة.

قال محمد بن أحمد بن شاذان: وحدثني سهل بن أحمد، قال: حدثنا أحمد ابن عمر الربيعي، قال: حدثنا زكريا بن يحيى، قال: حدثنا أبو داود، قال: حدثنا شعبة، عن قتادة، عن أنس بن مالك، عن العباس بن عبد المطلب.

قال ابن شاذان: وحدثني إبراهيم بن علي، باسناده عن أبي عبد الله جعفر بن محمد (عليهما السلام)، عن آبائه (عليهم السلام)، قال: كان العباس بن عبد المطلب ويزيد بن قعنب جالسين ما بين فريق بني هاشم إلى فريق عبد العزى بإزاء بيت الله الحرام، إذ أتت فاطمة بنت أسد بن هاشم أم أمير المؤمنين (عليه السلام)، وكانت حاملة بأمير

پہلی سند میں ابو حبیبہ ہے جو سفیان بن عُیَیْنَۃَ سے روایت کر رہا ہے یہ ابو حبیبہ مجھول الحال ہے- دوسری کی سند میں اِحمد ابن عمر الربیعی مجھول الحال ہے- تیسری سند میں باسنادہ کہہ کر سند کا عیب چھپا دیا گیا ہے، ساتھ ہی یزید بن قعنب مجھول الحال ہے

دیوار کعبہ میں شیعوں کو ایک شگاف بھی نظر آگیا ہے لیکن کیا کعبہ کی تعمیر مشرکین کے زمانے سے لے کر آج تک نہیں ہوئی؟ کعبہ کو ابن زبیر کے دور میں جمادی االآخرۃ ٦٤ھ میں گرایا گیا اور دوبارہ بنایا گیا جس میں حطیم کو اس میں شامل کر دیا گیا اس کے بعد مخالفین نے ابن زبیر کو قتل کرنے کے لئے کعبہ پر پتھر برسائے کیونکہ ابن

زبیر نے اپنے اپ کو اس میں بند کر لیا تھا کعبہ ٹوٹا اور دوبارہ تعمیر ہوا (تعجیل المنفعة ص-453) جس میں حطیم کو واپس نکال دیا گیا مزید دیکھئے : شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام از محمد بن إحمد بن علی، تقی الدین، إبو الطیب المکی الحسنی الفاسی

ایک اور واقعہ ابن المغازلی، علی بن محمد، (متوفی 483ھ-)، مناقب إمیر المؤمنین علی بن إبی طالب رضی اللہ عنہ، ج 1 ص 26 میں بیان کیا گیا ہے جو اوپر واقعہ سے الگ ہے - اس قصے کے مطابق کعبہ میں کوئی شگاف نہ ہوا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ بنت اسد کو خود کعبہ لے گئے اور وہاں پیدائش ہوئی

أخبرنا أبو طاهر محمد بن علي بن محمد البيع قال أخبرنا أبو عبد الله أحمد بن محمد بن عبد الله بن خالد الكاتب قال حدثنا أحمد بن جعفر بن محمد بن سلم الختلي قال: حدثني عمر بن أحمد بن روح حدثني أبو طاهر يحيى بن الحسن العلوي قال: حدثني محمد بن سعيد الدارمي حدثنا موسى بن جعفر، عن أبيه، عن محمد بن علي عن أبيه علي بن الحسين قال: كنت جالساً مع أبي ونحن زائرون قبر جدنا عليه السلام، وهناك نسوان كثيرة إذ أقبلت امرأة منهن فقلت لها: من أنت يرحمك الله؟ قالت: أنا زيدة بنت قريبة بن العجلان من بني ساعدة. فقلت لها: فهل عندك شيئاً تحدثينا؟ فقالت: إي والله حدثتني أمي أم العارة بنت عبادة بن نضلة بن مالك بن عجلان الساعدي أنها كانت ذات يوم في نساءٍ من العرب إذ أقبل أبو طالب كئيباً حزيناً فقلت له: ما شأنك يا أبا طالب؟ قال: إن فاطمة بنت أسد في شدة المخاض ثم وضع يديه على وجهه فبينا هو كذلك إذ أقبل

محمد صلى الله عليه وسلم فقال له: ما شأنك يا عم؟ فقال: إن فاطمة بنت أسد تشتكي المخاض فأخذ بيده وجاء وهي معه فجاء بها إلى الكعبة فأجلسها في الكعبة ثم قال: اجلسي على اسم الله قال: فطلقت طلقة فولدت غلاماً مسروراً نظيفاً منظفاً لم أر كحسن وجهه فسماه أبو طالب علياً وحمله النبي صلى الله عليه وسلم حتى أداه إلى منزلها. قال علي بن الحسين عليهم السلام: فوالله ما سمعت بشيء قط إلا وهذا أحسن منه.

إم العارة بنت عبادة بن نضلة بن مالک بن عجلان الساعدی سے روایت ہے کہ ایک دن وہ عربی عورتوں کے ساتھ تھیں کہ ابو طالب سامنے آگئے - انہوں نے نوٹ کیا کہ ابو طالب حالت غم میں تھے تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ ابو طالب نے کہا کہ فاطمہ بنت اسد دردزہ میں مبتلا ہیں۔ ابھی ہم وہیں تھیں کہ محمد صلی علیہ وسلم نے ابو طالب سے پوچھا کیا ہوا چچا؟ ابو طالب نے کہا فاطمہ بنت اسد کو درد ہے - پس ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اور فاطمہ بنت اسد کو کعبہ لے آئے اور وہاں بیٹھ گئے ۔ پھر فاطمہ سے فرمایا اللہ کے نام کے ساتھ یہاں بیٹھ جاؤ۔ پھر فاطمہ نے کعبہ میں ایک ہنستے مسکراتے، صاف ستھرے اور خوب صورت بچے کو جنم دیا، اور میں نے اس سے پہلے ایسا حسین بچہ نہیں دیکھا تھا۔ پس ابو طالب نے اس کا نام علی رکھ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اٹھا کر ان کے گھر لے گئے

اس واقعہ کے مطابق ام العارہ کو تمام خبر ہوئی وہ ساتھ ساتھ چچا بھتیجے کی باتیں سنتی رہیں - إم العارة بنت عبادة بن نضلة بن مالک بن عجلان الساعدی مجھول الحال ہیں

علی غیب جانتے ہیں

مسند احمد کے مطابق علی رضی اللہ عنہ اور خوارج کا جب اختلاف ہوا تو علی نے ان کو سمجھانے کے لئے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے ان کو نصیحت کی تو

فَرجعَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةُ آلافٍ كُلُّهُمْ تَائِبٌ، فِيهِمُ ابْنُ الْكَوَّاءِ

ان میں چار ہزار واپس لوٹ آئے جن میں ابْنُ الْكَوَّاءِ بھی تھا

روایات کے مطابق ابْنُ الْكَوَّاءِ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور ان سے ٹیڑھے سوالات کرتا رہتا تھا

کہا جاتا ہے کہ علی نے علم غیب تک رسائی کا دعوی کیا کہ یہ کہا کہ وہ جو قیامت تک جو ہو گا وہ اس کو جانتے ہیں گویا علی الوحی سے یہ سب بتا سکتے تھے

مصنف عبد الرزاق میں ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، سَمِعَ ابْنَ الْكَوَّاءِ، سَأَلَ عَلِيًّا عَنِ الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ مَا هُوَ؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: «ذَلِكَ الضَّرَاحُ فِي سَبْعِ سَمَاوَاتٍ فِي الْعَرْشِ، يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»

اِبَا الطُّفَيْلِ کہتے ہیں انہوں نے ابن الکواء سے سنا کہ اس نے علی سے بیت المعمور پر سوال کیا کہ یہ کیا ہے ؟ علی نے

کہا یہ شیشہ ہے سات آسمان اوپر عرش پر اس میں ہر روز ستر ہزار داخل ہوتے ہیں جو واپس نہیں پلٹتے یہاں تک کہ قیامت ہو

کتاب الجامع فی الحدیث لابن وہب از ابو محمد عبد الله بن وہب بن مسلم المصری القرشی (المتوفی: 197ھ-) کے مطابق

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عُمَرَ مَوْلَى غُفْرَةَ، وَحَمَّادِ بْنِ هِلَالٍ، أَنَّ ابْنَ الْكَوَّاءِ، قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: مَا قَوْسُ قُزَحَ؟ قَالَ: «لَا تَقُولُوا قَوْسَ قُزَحَ، فَإِنَّ قُزَحَ الشَّيْطَانُ، وَلَكِنْ أَمَنَةٌ مِنَ اللَّهِ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنَ الْغَرَقِ بَعْدَ قَوْمِ نُوحٍ»

ابْنَ الْكَوَّاءِ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا یہ قَوْسَ قُزَحَ کیا ہے؟ علی نے جواب دیا اس کو قَوْسَ قُزَحَ مت کہو کیونکہ قُزَحَ شیطان ہے لیکن یہ امان ہے جو اللہ نے نوح کے بعد زمین والوں کو غرق ہونے سے دی

کتاب ادب المفرد از امام بخاری کی روایات ہیں

عن أبي الطفيل سأل ابن الكواء عليا رضي الله عنه عَنِ الْمَجَرَّةِ قَالَ: هُوَ شَرَجُ السَّمَاءِ، وَمِنْهَا فتحت السماء بماء منهمر.

صحيح الإسناد.

البانی نے صحیح قرار دیا ہے

الأدب المفرد پر تحقیق میں البانی کہتے ہیں یہ صحیح ہے

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ وَغَيْرِهِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ سَأَلَ ابْنُ الْكَوَّا عَلِيًّا عَنِ

الْمَجَرَّةِ، قَالَ: هُوَ شَرَجُ السَّمَاءِ، وَمِنْهَا فُتِحَتِ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ

[قال الألباني] : صحيح

إبي الطفيل نے ابن الکواء سے روایت کیا کہ اس نے علی رضی اللہ عنہ سے کہکشاں ملکی وے (جادہ شیر) پر سوال کیا – علی نے کہا یہ آسمان کی مقعد ہے اور اس میں نہر کی طرح پانی برسا

یاد رہے کہ طوفان نوح کے حوالے سے سورہ القمر میں ہے کہ فُتِحَتِ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ آسمان کو کھول دیا گیا کہ اس میں سے نہر کی طرح پانی برسا

الفقیہ والمتفقہ از المؤلف: إبو بکر إحمد بن علی بن ثابت بن إحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (المتوفى: 463ھ) میں ہے

أناه أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ رَوْحٍ , وَأَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ فَهْدٍ النَّهْرَوَانِيَّانِ بِهَا , قَالَا: أنا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَلَمَةَ الْكُهَيْلِيُّ بِالْكُوفَةِ , أنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْحَضْرَمِيُّ , نا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَرْوَزِيُّ , نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ , نا مَعْمَرٌ , عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي دُبَيٍّ , عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ , قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا , وَهُوَ يَخْطُبُ , وَهُوَ يَقُولُ [ص:352] : «سَلُونِي , وَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ»

أَبِي الطُّفَيْلِ نے کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ خطبہ دے رہے تھے

اور کہہ رہے تھے مجھ سے پوچھو اللہ کی قسم تم کوئی چیز نہ ہو گی جو قیامت تک ہو کہ وہ تم پوچھو اور میں اس کا تم سے ذکر نہ کر دوں

محقق عادل بن یوسف العزازی کہتے ہیں اسناده صحيح

اخبار مکہ از الازرقی کی روایت ہے

حَدَّثنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ أَبِي الْمَهْدِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الصَّنْعَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهُوَ يَخْطُبُ، وَهُوَ يَقُولُ: «سَلُونِي، فَوَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ، وَسَلُونِي عَنْ كِتَابِ اللَّهِ، فَوَاللَّهِ مَا مِنْهُ آيَةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْلَمُ أَنَّهَا بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ، أَمْ بِسَهْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِجَبَلٍ» فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ، وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهُوَ خَلْفِي، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ، مَا هُوَ؟ قَالَ: «ذَاكَ الضُّرَاحُ فَوْقَ سَبْعِ سَمَوَاتٍ تَحْتَ الْعَرْشِ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

أَبِي الطُّفَيْلِ نے کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے سوال کرو اللہ کی قسم کوئی چیز نہ ہو گی جو قیامت تک ہو کہ تم اس کا پوچھو اور میں جواب نہ دوں اور کتاب اللہ کے بارے میں پوچھو اللہ کی قسم کوئی اس میں آیت نہیں کہ جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ دن میں اتری یا رات میں سیدھی زمین پر اتری یا پہاڑ پر پس ابن الکواء کھڑا ہوا اور میں اس کے اور علی کے درمیان تھا اور یہ میرے پیچھے تھا کہا کیا اپ نے بیت المعمور دیکھا ہے کیا ہے یہ ؟ علی نے کہا یہ شیش (محل) ہے سات آسمان اوپر عرش کے نیچے ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو واپس نہیں پلٹتے یہاں تک کہ قیامت ہو

وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ فَتْحٍ، نا حَمْزَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: "شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَخْطُبُ وَيَقُولُ: سَلُونِي فَوَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ وَسَلُونِي عَنْ كِتَابِ اللَّهِ؛ فَوَاللَّهِ مَا مِنْهُ آيَةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْلَمُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ أَمْ بِسَهْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِجَبَلٍ، فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا {الذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا} [الذاريات: 2]؟ قَالَ: وَيْلَكَ سَلْ تَفَقُّهًا وَلَا تَسَلْ تَعَنُّتًا، {الذَّارِيَاتُ ذَرْوًا} [الذاريات: 1]: رِيَاحٌ، {فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا} [الذاريات: 2]: السَّحَابُ {فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا} [الذاريات: 3]: السُّفُنُ {فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا} [الذاريات: 4]: الْمَلَائِكَةُ قَالَ: أَفَرَأَيْتَ السَّوَادَ الَّذِي فِي الْقَمَرِ؟ قَالَ: أَعْمَى سَأَلَ عَنْ عَمْيَاءَ أَمَا سَمِعْتَ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: {وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ} [الإسراء: 12] فَمَحْوُهُ السَّوَادُ الَّذِي فِيهِ، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ ذَا الْقَرْنَيْنِ؟ أَنَبِيًّا كَانَ أَمْ مَلِكًا؟ قَالَ: لَا وَاحِدًا مِنْهُمَا وَلَكِنَّهُ كَانَ عَبْدًا صَالِحًا أَحَبَّ اللَّهَ فَأَحَبَّهُ اللَّهُ وَنَاصَحَ اللَّهَ فَنَاصَحَهُ اللَّهُ، دَعَا قَوْمَهُ إِلَى الْهُدَى فَضَرَبُوهُ عَلَى قَرْنِهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ إِلَى الْهُدَى فَضَرَبُوهُ عَلَى قَرْنِهِ الْآخَرِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الثَّوْرِ، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ هَذَا الْقَوْسَ مَا هُوَ؟ قَالَ: هِيَ عَلَامَةٌ بَيْنَ نُوحٍ وَبَيْنَ رَبِّهِ وَأَمَانٌ مِنَ الْغَرَقِ قَالَ: أَفَرَأَيْتَ الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ مَا

هُوَ؟ قَالَ: الصُّرَاحُ فَوْقَ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ تَحْتَ الْعَرْشِ يُدْخِلَهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ [ص:465] أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ: فَمَنِ الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ؟ قَالَ: هُمَا الْأَفْجَرَانُ مِنْ قُرَيْشٍ كُفِينَهُمَا يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ: فَمَنِ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا؟ قَالَ: كَانَ أَهْلُ حَرُورَاءَ مِنْهُمْ"

أَبِي الطُّفَيْلِ نے کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے مجھ سے پوچھو اللہ کی قسم تم کوئی چیز نہ ہو گی جو قیامت تک ہو کہ وہ پوچھو اور میں اس کا تم سے ذکر نہ کر دوں اور کتاب اللہ کے بارے میں پوچھو اللہ کی قسم کوئی اس میں آیت نہیں کہ جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ دن میں اتری یا رات میں سید ھی زمین پر اتری یا پہاڑ پر پس ابن الکواء کھڑا ہوا اور میں اس کے اور علی کے درمیان تھا اور یہ میرے پیچھے تھا کہا یہ الذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا} [الذاریات: 2] کیا ہے؟ علی نے جواب دیا تیری بر بادی ہو وہ سوال کر جس سے تفقہ ہو نہ کہ بھڑ اس نکال- {الذَّارِيَاتُ ذَرْوًا} [الذاریات: 1] یہ ہوائیں ہیں {فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا} [الذاریات: 2] یہ بادل ہیں {فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا} [الذاریات: 3] یہ کشتیاں ہیں {فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا} [الذاریات: 4] یہ فرشتے ہیں—ابن الکواء نے کہا یہ چاند میں اپ نے دھبے دیکھے ہیں؟ علی نے کہا اندھے نے اندھے سے سوال کیا ہے کیا تو نے قرآن میں اللہ کا کہا نہیں سنا؟ {وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ} [الإسراء: 12] (پس ہم رات کی نشانی کو مٹا دیتے ہیں) تو اس میں جو مٹا دیا جاتا ہے وہ یہ دھبے ہیں ابْنُ الْكَوَّاءِ نے پوچھا اپ نے ذوالقرنین کو دیکھا، نبی ہیں کہ فرشتہ ہیں؟ علی نے کہا ان دونوں میں سے ایک بھی نہیں بلکہ صالح شخص ہیں اللہ سے محبت کرنے والے تو اللہ نے ان سے محبت کی اور… قوم کو پکارا ہدایت کی طرف تو ان کے ایک سینگ پر مارا اور پھر پکارا تو دوسرے سینگ پر مارا اور ذوالقرنین کے بیل جیسے دو سینگ نہیں تھے ابْنُ الْكَوَّاءِ نے پوچھا یہ قَوْسَ قُزَحَ کیا ہے؟ علی نے کہا یہ نوح اور اللہ کے درمیان غرق ہونے سے امان کی علامت ہے ابْنُ الْكَوَّاءِ نے پوچھا کیا اپ نے بیت المعمور کو دیکھا؟ یہ کیا ہے؟ علی نے کہا ایک شیش (محل) ہے سات آسمان اوپر

عرش کے نیچے ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو واپس نہیں پلٹتے یہاں تک کہ قیامت ہو ابْنُ الْكَوَّاءِ نے پوچھا آیت بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ میں یہ کون ہیں ؟ علی نے کہا قریش کے فاجر لوگ جن سے بدر کے دن بچے ابن الکواء نے پوچھا آیت الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا میں یہ کون ہیں ؟ علی نے کہا یہ اہل حَرُورَاءَ خوارج ہیں

محقق ابی الاشبال الزھیری کہتے ہیں

اسناده صحيح و رجاله ثقات

سند میں وہب بن عَبد اللَّهِ بن أَبِي دبي الكوفى ہے

مکتبہ عباد الرحمان سے اسی کتاب کا جو نسخہ چھپا ہے اس کے محقق ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمان الصالح اس روایت پر کہتے ہیں

اسنادہ صحیح

امام بخاری نے بھی یہ روایت تاریخ الکبیر میں عبد اللہ بن وھب کے ترجمہ میں دی ہے لیکن اس کو مکمل نقل نہیں کیا صرف یہ لکھا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ کو علم ہے کون سی آیت کہاں اتری

قارئین دیکھ سکتے ہیں کہ محققین جو اہل سنت میں سے ہیں وہ ان روایات کو صحیح کہہ رہے ہیں جبکہ یہ صحیح نہیں ہیں

روایت سند سے صحیح بھی ہوں تو ان کا متن خود بخود صحیح نہیں ہو جاتا

روایت کے مطابق ابن الکواء نے پوچھا آیت الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا میں یہ کون ہیں ؟ علی نے کہا یہ اہل حَرُوراء خوارج ہیں — یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ آیت جہنمیوں کے بارے میں ہے اور علی نے خوارج کو کافر قرار نہیں دیا نہ اہل سنت کے ائمہ نے ان کو کافر قرار دیا ہے- یہاں تک کہ ابن زبیر اور ابن عباس نے خوارج کو حج بھی کرنے دیا ہے

قوس قزح کو طوفان نوح کے بعد اللہ اور اہل ارض کے درمیان ایک امان نامہ قرار دیا گیا ہے اصلا یہ قول یہود کا ہے

کتاب پیدائش باب ۹ میں ہے

I have set my rainbow in the clouds, and it will be the sign of the covenant between me and the earth. Whenever I bring clouds over the earth and the rainbow appears in the clouds, I will remember my covenant between me and you and all living creatures of every kind. Never again will the waters become a flood to destroy all life.

میں نے اپنا قوس قزح بادلوں میں رکھا ہے اور یہ میرے اور زمین کے درمیان ایک عہد میثاق ہے
میں جب بھی زمین پر بادل لاؤں گا اور قوس قزح بادلوں میں ظاہر کروں گا تو میں اپنے اور تمہارے تمام زندہ مخلوقات درمیان اس عہد کو یاد کروں گا کہ آئندہ کبھی بھی پانی سیلاب نہ بنے گا کہ تمام حیات کو برباد کر دے

یہ نظم کائنات کا تغیر ہے کیونکہ اگر قوس قزح نوح علیہ السلام کے دور سے شروع ہوا ہے تو روشنی کا انعکاس پہلے نہ ہوا ہو گا اور نہ آدم علیہ السلام نے دیکھا ہو گا جبکہ زمین و آسمان کے اس تغیر کا ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث نبوی میں

بابل کی غلامی میں یہود کو قوس قزح پر یہ قول بابل سے ملا جن کی

Epic of Gilgamesh

کے مطابق دیوی اشتار

Ishtar

نے اہل ارض سے وعدہ کے کہ ان کو آج کے بعد طوفان سے تباہ نہ کرے گی اور وعدہ کے طور پر اپنا ہار دیا جو قوس قزح ہے

اہل کتاب کے محققین کہتے ہیں کہ کتاب پیدائش کا یہ حصہ

Priests of Temples

نے توریت میں شامل گیا کہ اس کو اپنے حساب سے بیان کیا

اسی طرح علی رضی اللہ عنہ سے منسوب اس قول میں کہا گیا ہے کہ علی نے ملکی وے کہکشاں کو آسمان کی مقعد قرار دیا جس سے طوفان نوح پر پانی نکلا اور زمین پر آیا — یہ بھی ایک غیر سائنسی بات ہوئی کیونکہ آسمان کا پانی بادل سے اتا ہے نہ کہ ملکی وے سے

ملکی وے یا جاہ شیر کہکشاں ایک نہر ہے یہ قول قدیم فراعنہ مصر کا تھا ان کے نزدیک دریائے نیل اصل میں آسمان کی نہر ہے جو ملکی وے سے ملی ہوئی ہے — ابن الکواء نے جس طرح پانی اور ملکی وے کو ملایا ہے اس سے لگتا ہے کہ یہ قول عربوں میں ابن الکواء سے آیا — یاد رہے کہ خوارج مصر سے آئے تھے جو فراعنہ مصر کی تہذیب کا مقام تھا اور ابن الکواء بھی سابقہ خارجی تھا اس طرح ان کے ڈاک خانے مل جاتے ہیں

Ancient Egypt: The Light of the World Book by Gerald Massey

Ancient Egypt: The Light of the World Book by Gerald Massey

way (ch. 86). Another Egyptian name for the heaven as water is urnas or uranus. This we claim to be the Kamite original of the Greek uranus. Dr. Birch renders it in his dictionary "Urnas, Ouranos, the celestial water." The Egyptians did not personalize it under that name; still, the urnas is the celestial water, and urnas = uranos. The okeanus that flows around the world was neither a fabulous sea nor a stream of water, but the firmament itself, that was figured as the celestial water surrounding the mount of earth. Through this ocean ran the great stream of the white water or the Milky Way. Thus we have the okeanos and the ocean stream of Homer for the first time separately identified. Again, the water appeared divided into two lakes at the head of the celestial river united to form one stream in the Via Lactea. The system of the waters in the Bundahish is

علی نے چاند کے گڑھوں کو مستقل قرار نہیں دیا اور کہا وہ مٹ جاتے ہیں اور آیت کی غلط تاویل بھی کی کیونکہ آیت میں چاند کی گھٹتی بڑھتی منازل کا ذکر ہے جو زمین سے نظر اتی ہیں- چاند کے گڑھے اس پر حقیقی ہیں کالے دھبے نہیں ہیں جو مٹ جائیں

یعنی ابن الکواء یا ابی الطفیل کے بقول علی رضی اللہ عنہ نے تین اقوال کہے جو فی الحقیقت غلط ہیں آج سائنس سے ہم کو ان کا علم ہے

إبو الطفيل عامر بن واثلة الليثى بہت سے محدثین کے نزدیک صحابی نہیں –امام احمد نے کہا اس نے رسول اللہ کو دیکھا سنا نہیں ہے

وقال عبد الله: حدثني إبي. قال: حدثنا إبو سعيد مولى بني هاشم. قال: حدثني مهدي بن عمران المازني. قال: سمعت «إبا الطفيل، وسئل هل رإيت رسول الله – صلى الله عليه وسلم -؟ قال: نعم، قيل: فهل كلمته؟ قال: لا.» العلل (5822)

دارقطنی نے کہا اللہ کو پتا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا نہیں

قال الدَّارَقُطْنِيّ: أبو الطفيل رأى النبي – صلى الله عليه وسلم – وصحبه، فأما السماع فالله أعلم. «العلل» 427.

الکامل از ابن عدی میں ان کے بارے میں لکھا ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثني صَالِحُ بْنُ أَحْمَد بْن حنبل، قَال: حَدَّثَنا علي، قَالَ: سَمِعْتُ جرير بْن عَبد الحميد، وقِيلَ لَهُ: كَانَ مغيرة ينكر الرواية، عَن أبي الطفيل؟ قَال: نَعم.

جریر بن عَبد الحمید سے پوچھا گیا کہ مغیرہ کیا ابو الطفیل کی روایت کا انکار کرتے تھے کہا ہاں

جامع التحصیل کے مطابق

له رؤية مجردة وفي معجم الطبراني الكبير روايته عن زيد بن حارثة وهو مرسل لم يدركه

ابو طفیل نے مجرد دیکھا ہے اور معجم طبرانی میں اس کی روایت زید بن حارثہ سے ہے جو مرسل ہے اس کی ملاقات زید سے نہیں

الذھبی کے بقول انہوں نے

رَأَى النَّبِيَّ –صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ– وَهُوَ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ

نبی کو حجہ الوداع کے موقعہ پر دیکھا

بحوالہ سیر اعلام النبلاء

تاریخ دمشق کے مطابق

الأخرم: لم ترك البخاري حديث أبي الطفيل؟ قال: لأنه كان يُفرط في التشيع.

الاخرم نے کہا بخاری نے ابو طفیل کی حدیث کیوں ترک کی؟ کہا کیونکہ یہ شیعیت میں افراط کرتے تھے

اہل تشیع کے مطابق یہ صحابی

عامر بن واثلة ل، ی، ین (کش) کان کیسانیا یقول بحیاة محمدابن الحنیفة و خرج

تحت رایة المختار

کیسانیہ فرقے کے تھے جو اس کے قائل ہیں کہ محمد بن حنفیہ کو موت نہیں اور یہ مختار ثقفی کے جھنڈے تلے نکلے

قرار دیا ہے بحوالہ ھدی الساری از ابن حجر صاحب رایۃ المختار اہل سنت کے امام ابن حزم نے ابو طفیل کو مختار ثقفی اہل سنت میں کذاب ہے اور اہل تشیع کے مطابق غلط شخص کو امام سمجھتا تھا صحیح عقیدے پر نہیں تھا

آخر میں روایت میں علی کا دعوی کہ وہ ہر اس بات کو جانتے ہیں جو قیامت تک ہو گی بھی صحیح نہیں ہو سکتا ورنہ تو یہ علی کی لیلا بن جائے گی کہ ابن ملجم آگے اتا ہے وہ نماز میں کھڑے رہتے ہیں جبکہ وہ جانتے ہیں کہ ابن ملجم ان کو قتل کرنے کے لیے بڑھ رہا ہے

ان شواہد کی روشنی میں یہ روایت باطل متن منکر ہے

جو قول اغلباً صحیح ہے وہ صرف یہ کہ علی نے ذوالقرنین پر خیال کا اظہار کیا

مشکل الآثار از طحاوی میں ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ الْخُرَيْبِيُّ , عَنْ بِسَامٍ الصَّيْرَفِيِّ , عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: قَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: " سَلُونِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلُونِي , وَلَنْ تَسْأَلُوا بَعْدِي مِثْلِي " فَقَامَ إِلَيْهِ ابْنُ الْكَوَّاءِ فَقَالَ: مَا كَانَ ذُو الْقَرْنَيْنِ , أَمَلَكٌ كَانَ أَوْ نَبِيٌّ؟ قَالَ: " لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا وَلَا مَلَكًا , وَلَكِنَّهُ كَانَ عَبْدًا صَالِحًا , أَحَبَّ اللهَ فَأَحَبَّهُ , وَنَاصَحَ اللهَ فَنَصَحَهُ , ضَرَبَ عَلَى قَرْنِهِ الْأَيْمَنِ فَمَاتَ , ثُمَّ بَعَثَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ , ثُمَّ ضَرَبَ عَلَى قَرْنِهِ الْأَيْسَرِ فَمَاتَ , وَفِيكُمْ مِثْلُهُ

ابْنُ الْكَوَّاءِ نے کہا ذُو الْقَرْنَيْنِ کون ہیں نبی یا فرشتہ ؟ علی نے کہا نہ نبی ہیں نہ فرشتہ ہیں بس نیک بندے ہیں اللہ سے محبت کرنے والے تو اللہ نے ان سے محبت کی اور اللہ سے مشورہ کیا تو اللہ نے ان کو نصیحت دی انہوں نے دائیں جانب ایک قریہ پر ضرب کی وہ ہلاک ہوئے پھر اللہ نے انہیں بھیجا بائیں جانب قریہ پر ضرب کی وہ بھی ہلاک ہوئے اور تمھارے درمیان ان کے جیسا موجود ہے

طحاوی نے اس روایت کو قبول کیا ہے اور علی کے قول کہ وہ ذوالقرنین جیسے ہیں کی تاویل بھی کی ہے

فَقَالَ قَائِلٌ: فَفِي حَدِيثِ عَلِيٍّ الَّذِي رَوَيْتَهُ: " وَفِيكُمْ مِثْلُهُ " فَمَا الْمُرَادُ بِذَلِكَ مِمَّا قَدْ جُعِلَ فِيهِ مِثْلًا لِذِي الْقَرْنَيْنِ. فَكَانَ جَوَابُنَا لَهُ فِي ذَلِكَ بِتَوْفِيقِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَوْنِهِ: أَنَّهُ أُرِيدَ بِهِ أَنَّهُ

مِثْلٌ لِذِي الْقَرْنَيْنِ فِي دُعَائِهِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ , وَفِي قِيَامِهِ بِالْحَقِّ , دُعَاءً وَقِيَامًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ , كَمَا كَانَ ذُو الْقَرْنَيْنِ فِيمَا دَعَا إِلَيْهِ , وَفِيمَا قَامَ بِهِ قَائِمًا وَدَاعِيًا بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

طحاوی نے کہا: ہمارا جواب اللہ کی توفیق و مدد سے یہ ہے کہ علی کی مراد ہے کہ وہ ذوالقرنین کی مثل ہیں اللہ سے دعا کرنے میں اور حق پر قائم ہونے پر جیسا کہ ذوالقرنین حق پر قائم ہوئے اور اس کی دعوت دی روز محشر تک کے لئے

راقم کہتا ہے علی نے اہل جمل اور اہل صفین کو شکست دی تھی لہذا علی اگر کوفہ میں مسجد میں خطاب کر رہے تھے تو کعبہ پشت کی طرف تھا بصرہ دائیں طرف تھا جہاں اہل جمل سے لڑے اور رقہ بائیں طرف تھا جہاں اہل شام سے لڑے اس طرح علی نے اپنے اپ کو مرد صالح ذوالقرنین سے ملایا جنہوں نے دائیں اور بائیں جانب قتال کیا

علی ، شہر علم کا دروازہ ہیں

مسند الفردوس میں بلا سند روایت کیا گیا ہے

وأورد صاحب الفردوس وتبعه ابنه المذكور بلا إسناد، عن ابن مسعود رضي الله عنه عن

النبي صلى الله عليه وسلم قال: ”أنا مدينة العلم وأبو بكر أساسها، وعمر حيطانها،

وعثمان سقفها، وعلي بابها“

المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة از سخاوی

اس کے علاوہ کتاب کشف الخفاء ومزيل الإلباس از العجلونی کے مطابق

وروى الديلمي بلا إسناد عن ابن مسعود رفعه: ”أنا مدينة العلم, وأبو بكر أساسها, وعمر حيطانها,

وعثمان سقفها, وعلي بابها“.

الدیلمی نے اس کو بلا سند نقل کیا ہے

کتاب الفردوس بمأثور الخطاب از شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو، ابو شجاع الدیلمیّ الہمذانی (المتوفی: 509ھ) میں اس کو عبد اللہ بن سعید کی روایت کہا گیا ہے

اس روایت کا ایک حصہ کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے اہل سنت واہل تشیع میں مقبول ہے

ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری اس کو حسن روایت کہتے تھے اور اس کو ضعیف کہنے والوں پر جرح کرتے تھے
شوکانی الفوائد المجموعۃ فی الاَحادیث الموضوعۃ میں لکھتے ہیں

قال الحافظ ابن حجر: والصواب خلاف قولهما معًا. يعني: ابن الجوزي، والحاكم. وأن الحديث

.منقسم الحسن، لا يرتقي إلى الصحة، ولا ينحط إلى الكذب، انتهى

ٹھیک قول ہے کہ یہ حسن ہے اور صحیح تک نہیں جاتی اور نہ ہی کذب ہے

البغوی مصابیح السنۃ میں کہتے ہیں اس کو ثقہ نے روایت کیا ہے
المُنَاوِی کتاب كَشْفُ المَنَاهِجِ وَالتَّنَاقِيحِ فِي تَخْرِيجِ إِحَادِيثِ المَصَابِيحِ میں اس کو جید کہتے ہیں اور لکھتے ہیں

وقد ورد من طرق كثيرة صحيحه أن النبي – صلى الله عليه وسلم – لما أمر بسد الأبواب الشارعة في

المسجد إلا باب علي، فشق على بعض من الصحابة، فأجابهم في عذره في ذلك

اور بہت سے صحیح طرق سے آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ حکم کیا کہ مسجد کے رستہ میں جو دروازے ہیں
ان سب کو بند کر دیا جائے سوائے علی کے دروازے کے تو اصحاب پر یہ سخت گزرا پس اس کا جواب دیا[3]

3

خصائص علی میں نسائی نے لکھا ہے

أخبرنَا احْمَد بن يحيى الْكُوفِي قَالَ حَدثنَا عَليّ بن قادم قَالَ أُخْبرْنَا إِسْرَائِيل عَن عبد الله بن شريك عَن الْحَارِث بن مَالك قَالَ أتيت مَكَّة فَلَقِيت سعد بن أبي وَقاص فَقلت هَل سَمِعت لعَلي منقبة قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي الْمَسْجِد فنُودي فِينَا لَيْلًا ليخرج من فِي الْمَسْجِد إِلَّا آل رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَآل عَليّ قَالَ فخرجنا فَلَمَّا أصبح أَتَاهُ عَمه فَقَالَ يَا رَسُول الله أخرجت أَصْحَابك وأعمامك وأسكنت هَذَا الْغُلَام فَقَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم مَا أَنا أمرت بإخراجكم وَلَا بِإِسْكَان هَذَا الْغُلَام إِن الله هُوَ أَمر بِهِ

قَالَ أَبُو عبد الرَّحْمَن قَالَ فطر عَن عبد الله بن شريك عَن عبد الله بن الرقيم عَن سعد أَن الْعَبَّاس أَتَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَقَالَ سددت أبوابنا إِلَّا بَاب عَليّ فَقَالَ مَا أَنا فتحتها وَلَا سددتها

سخاوی الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النبوية میں اس پر آراء پیش کرتے ہیں پھر کہتے ہیں علی کی فضیلت پر اجماع اہل سنت ہے

یہ اس روایت کے حق میں آراء ہیں

دوسری طرف اس پر جرح کرنے والوں میں متقدمین محدثین میں امام بخاری ہیں اور امام الذھبی ہیں اور عصر حاضر میں البانی اور شعیب الأرناؤط ہیں جو اس کو موضوع قرار دیتے ہیں

علی رضی اللہ عنہ اپنا گذر مال فدک سے کرتے تھے - ان کو حدیث رسول ہم (انبیاء) جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے ، نہیں معلوم تھی اور روایات میں موجود ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی اس سے لا علم تھیں —ان دونوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے وراثت النبی کا سوال کیا اور جواب ملا کہ انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی - اہل سنت یہ سب قبول کرتے ہیں اور اس طرح یہ دلیل ہے کہ علی ، باب علم نہیں تھے ان کو تمام احادیث نہیں ملی تھیں -

---

قَالَ أَبُو عبد الرَّحْمَن عبد الله بن شريك لَيْسَ بذلك والْحَارث ابْن مَالك لَا اعرفه وَلَا عبد الله بن الرقيم

عباس ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو نبی نے فرمایا تمام دروازے بند کر دو سوائے علی کے دروازے کے ... نسائی نے کہا اس حدیث میں عبد اللہ شریک اچھا نہیں ہے اور حارث اور عبد اللہ بن رقیم کو میں نہیں جانتا

علی سب سے پہلے ایمان لائے

فضائل صحابہ از امام احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّخَعِيِّ، فَأَنْكَرَهُ وَقَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

زید بن ارقم نے کہا: علی بن ابی طالب سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے - پس اس کا ذکر میں نے ابراھیم نخعی سے کیا تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور کہا سب سے پہلے ابو بکر ایمان لائے

علی بقول حسن بصری ۱۷ سال کی عمر میں ایمان لائے اور اس وقت ان کے ساتھ ہی جعفر بھی ایمان لائے تھے (معجم صحابہ از بغوی) - اس طرح علی ایمان قبول کرتے وقت اتنے کم سن نہیں تھے جتنا لوگوں نے ان کو بنا دیا ہے -

علی نے سب سے پہلے نماز پڑھی

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلَمَةَ يَعْنِي ابْنَ [ص:166] كُهَيْلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنْ حَبَّةَ الْعُرَنِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا، ضَحِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ لَمْ أَرَهُ ضَحِكَ ضَحِكًا أَكْثَرَ مِنْهُ، حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، ثُمَّ قَالَ: ذَكَرْتُ قَوْلَ أَبِي طَالِبٍ، ظَهَرَ عَلَيْنَا أَبُو طَالِبٍ، وَأَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ نُصَلِّي بِبَطْنِ نَخْلَةَ، فَقَالَ: مَاذَا تَصْنَعَانِ يَا ابْنَ أَخِي؟ «فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْإِسْلَامِ» ، فَقَالَ: مَا بِالَّذِي تَصْنَعَانِ بَأْسٌ، أَوْ بِالَّذِي تَقُولَانِ بَأْسٌ، وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَا تَعْلُوَنِي اسْتِي أَبَدًا، وَضَحِكَ تَعَجُّبًا لِقَوْلِ أَبِيهِ، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَا أَعْتَرِفُ أَنَّ عَبْدًا لَكَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَبَدَكَ قَبْلِي غَيْرَ نَبِيِّكَ — ثَلَاثَ مِرَارٍ — لَقَدْ صَلَّيْتُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ النَّاسُ سَبْعًا»

حبہ عرنی کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر اس طرح ہنستے ہوئے دیکھا کہ اس سے قبل انہیں اتنا ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا، یہاں تک کہ ان کے آخری دانت بھی نظر آنے لگے، پھر فرمانے لگے کہ مجھے اپنے والد ابوطالب کی ایک بات یاد آگئی، ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بطن نخلہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ابوطالب آگئے اور کہنے لگے کہ بھتیجے! یہ تم دونوں کیا کر رہے ہو؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی، وہ

کہنے لگے کہ تم دونوں جو کر رہے ہو اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے لیکن بخدا! مجھ اپنے کولہے اوپر نہ کیئے جاسکیں گے، علی رضی اللہ عنہ کو اپنے والد کی اس بات پر تعجب سے ہنسی آگئی اور فرمانے لگے کہ اے اللہ ! میں اس بات پر فخر نہیں کرتا کہ آپ کے نبی کے علاوہ اس امت میں آپ کے کسی بندے نے مجھ سے پہلے آپ کی عبادت کی ہو، یہ بات تین مرتبہ دہرا کر وہ فرمانے لگے کہ میں نے لوگوں کے نماز پڑھنے سے سات سال پہلے نماز پڑھی ہے۔

مسند احمد : مسند العشرۃ المبشرین بالجنتہ : 757

اس روایت کی سند میں يحيى بن سلمه بن كهيل متروک ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔ لیکن اس میں یحیٰی کا تفرد نہیں حبة بن جوين العرني الكوفي المتوفی ٧٦ ھ کا تفرد ہے۔ خصائص علی میں ہے

–أخبرنَا أَبُو عبد الرَّحْمَن أَحْمد بن شُعَيْب بن عَليّ النَّسَائِيّ قَالَ أخبرنَا مُحَمَّد ابْن الْمثنى قَالَ حَدثنَا عبد الرَّحْمَن يَعْنِي ابْن مهْدي قَالَ حَدثنَا شُعْبَة عَن سَلمَة بن كهيل قَالَ سَمِعت حَبَّة العرني قَالَ سَمِعت عليا كرم الله وَجهه يَقُول أَنا أول من صلى مَعَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم

الذھبی میزان میں اس پر جرح پیش کرتے ہیں من غلاۃ الشیعۃ، یہ غالی شیعوں میں سے ہے

يحيى بن معين: كان غير ثقة.

و [حدث سلمة] (1) قال النسائي: ليس بالقوي.

وقال ابن معين وابن خراش: ليس بشيء.

وقال أحمد بن عبد الله العجلي: تابعي ثقة.

یعنی بشتر محدثین اس کو غیر ثقہ کہتے ہیں لیکن العجلی جو شیعیت سے متاثر تھے اس کو ثقہ کہتے ہیں
نماز معراج میں فرض ہوئی اس سے قبل نفل تھی معراج کب ہوئی اس میں بھی کوئی حتمی قول نہیں بعض کہتے ہیں نبوت کے شروع میں اور بعض کہتے ہیں عام الحزن کے بعد
علی رضی اللہ عنہ سے منسوب قول مبہم ہے کہ سات سال پہلے کون سی نماز پڑھی تھی ؟
علی کہا جاتا ہے چار سال کی عمر میں ایمان لائے اور دوسرا قول ہے ۱۷ سال کی عمر میں ظاہر ہے وہ جب ایمان لائے تو نماز پڑھی جا رہی تھی

خصائص علی میں ہے

أَخْبرنِي مُحَمَّد بن عبيد بن مُحَمَّد الْكُوفِي قَالَ حَدثنَا سعيد بن خثيم عَن أَسد بن عبد الله البَجلِيّ عَن يحيى بن عفيف عَن عفيف قَالَ جِئْت فِي الْجَاهِلِيَّة إِلَى مَكَّة فَنزلت على الْعَبَّاس بن عبد الْمطلب فَلَمَّا ارتفعت الشَّمْس وحلقت فِي السَّمَاء وَأَنا أنظر إِلَى الْكَعْبَة أقبل شَاب فَرمى ببصره إِلَى السَّمَاء ثمَّ اسْتقْبل الْقبْلَة فَقَامَ مستقبلها فَلم يلبث حَتَّى جَاءَ غُلَام فَقَامَ عَن يَمِينه فَلم يلبث حَتَّى جَاءَت امْرَأَة فَقَامَتْ خلفهمَا فَركع الشَّاب فَركع الْغُلَام وَالْمَرْأَة فَرفع الشَّاب فَرفع الْغُلَام وَالْمَرْأَة فخر الشَّاب سَاجِدا فسجدا مَعَه فَقلت يَا عَبَّاس أَمر عَظِيم فَقَالَ أَتَدْرِي من هَذَا الشَّاب فَقلت لَا فَقَالَ هَذَا مُحَمَّد بن عبد الله بن عبد الْمطلب

هَذَا ابْن أخي وَقَالَ أَتَدْرِي من هَذَا الْغُلَام فَقلت لَا قَالَ عَليّ بن أبي طَالب بن عبد الْمطلب هَذَا ابْن أخي هَل تَدْرِي من هَذِه الْمَرْأَة الَّتِي خلفهمَا قلت لَا قَالَ هَذِه خَدِيجَة ابْنة خويلد زَوْجَة ابْن أخي هَذَا حَدثنِي أَن رَبك رب السَّمَاوَات وَالْأَرْض أمره بِهَذَا الدّين الَّذِي هُوَ عَلَيْهِ وَلَا وَالله مَا على ظهر الأَرْض كلهَا أحد على هَذَا الدّين غير هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَة

سعید بن خثیم اسد بن دواعه ابی یحیٰ بن عفیف

اپنے دادا عفیف سے روایت کرتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں ایک دفعہ اپنے گھر والوں کے لئے کپڑے اور عطر خریدنے کے لئے مکہ آیا پس میں عباس بن عبد المطلب جو ایک تاجر آدمی تھے کہ پاس پہنچا میں اُن کے پاس ایسی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا جہاں سے مجھے کعبہ نظر آتا تھا آسمان میں سورج کے گرد ہالہ پڑا ہوا تھا پس وہ بلندہ ہوا اور چلا گیا ، کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک ایک نوجوان آیا اور اس نے آسمان کی طرف دیکھا پھر کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا پھر تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ ایک لڑکا آیا اور اور اُس نوجوان کے دائیں طرف کھڑا ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد ایک عورت آئی اور ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی نوجوان نے رکوع کیا تو اس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا نوجوان نے رکوع سے سر اٹھا تو لڑکے اور عورت نے بھی اپنا اپنا سر اٹھایا نوجوان نے سجدہ کیا تو لڑکے اور عورت نے بھی سجدہ کیا میں نے کہا اے عباس بہت بڑا واقعہ ہوا ہے عباس نے کہا بہت بڑا واقعہ ! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ نوجوان کون ہے؟

میں نے جواب دیا نہیں ، کہنے لگے یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ ہے جو میرا بھتیجا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ لڑکا کون ہے؟

یہ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہے جو میرا بھتیجا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ عورت کون ہے؟

یہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے جو اس نوجوان کی بیوی ہے میرے اس بھتیجے نے مجھے بتایا ہے کہ اس کا رب زمین و آسمان کا رب ہے اور جس دین پر وہ کاربند ہے اُس کے رب نے اُسے اِس کا حکم دیا ہے اور خدا کی قسم تمام رُوئے زمین پر ان تینوں کے سوا کوئی اِس دین کا پیروکار نہیں۔

میزان میں الذھبی کہتے ہیں

يحيى بن عفيف الكندي. عن أبيه. لا يعرف مجہول ہے

خصائص علی از نسائی میں ہے

أخبرنَا أَحْمد بن سُلَيْمَان الرهاوي قَالَ حَدثنَا عبيد الله بن مُوسَى قَالَ حَدثنَا الْعَلَاء بن صَالح عَن الْمنْهَال بن عَمْرو عَن عباد بن عبد الله قَالَ قَالَ عَليّ أَنا عبد الله وأخو رَسُوله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَأَنا الصّديق الْأَكْبَر ل يَقُولهَا بعدِي إِلَّا كَاذِب صليت قبل النَّاس بِسبع سِنِين

منہال بن عمرو نے عباد سے روایت کیا کہ علی نے کہا میں عبد اللہ ہوں میں رسول اللہ کا بھائی ہوں میں صدیق اکبر ہوں میرے سوا کوئی کذاب ہی اس قول کو بولے گا میں نے لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی

یہ روایت مسند احمد میں ہے– محقق شعیب کہتے ہیں

قال الذهبي: ما هو بصحيح، بل حديث باطل، وعباد قال ابن المديني: ضعيف. ونقل ابن الجوزي في "الموضوعات" 341/1 عن أبي بكر الأثرم أنه قال: سألت أبا عبد الله (يعني أحمد بن حنبل) عن حديث علي "أنا عبد الله وأخو رسوله ... " فقال: اضرب عليه، فإنه حديث منكر.

الذہبی نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں باطل ہے اور امام علی المدینی نے کہا ضعیف ہے – ابن جوزی اس کو گھڑی ہوئی روایات میں شمار کیا ہے اور اثرم نے احمد سے سوال کیا تو کہا اس حدیث کو مارو یہ منکر ہے

خصاص علی از نسائی میں ہے

–أخبرنَا زَكَرِيَّا بن يحيى قَالَ حَدثنَا عُثْمَان قَالَ حَدثنَا عبد الله بن نمير قَالَ حَدثنَا مَالك بن مغول عَن الْحَارِث بن حصيرة عَن أبي سُلَيْمَان الْجُهَنِيّ قَالَ سَمِعت عليا رض على الْمِنْبَر يَقُول أَنا عبد الله وأخو رَسُوله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لَا يَقُولهَا غَيْرِي إِلَّا كَذَّاب مفتري فَقَالَ رجل أَنا عبد الله وأخو رَسُوله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فخنق فَحمل

ابو سلیمان جہنی نے کہا میں نے منبر پر علی کو کہتے سنا میں عبد الله ہوں میں رسول الله کا بھائی ہوں میرے بعد اس کو کذاب بولے گا پس ایک شخص بولا میں بھی عبد الله ہوں اور رسول الله کا بھائی ہوں

اس کی سند میں الحارث بن حصيرة الأزدی، أبو النعمان الكوفی ہے

قال أبو أحمد الزبيری: كان يؤمن بالرجعة - زبیری نے کہا یہ رجعت پر ایمان رکھتا ہے

وقال يحيى بن معين: ثقة، خشبي، ينسبون إلى خشبة زيد بن على لما صلب عليها – ثقہ ہے لیکن خشبی ہے

. وقال النسائی: ثقة

وقال ابن عدی: يكتب حديثه على ضعفه، اس کی حدیث لکھ لو اس کی کمزوری کے ساتھ

وهو من المحترقين (1) بالكوفة فی التشيع یہ کوفہ کے منحرف شیعوں میں سے ہے

ذكره الدارقطنی [ق110/ا] فی كتاب «الجرح والتعديل» فقال: شيخ للشيعة يغلو فی التشيع بڑھا شیعت میں غالی ہے

وقال إبوالفتح الأزدی: فیماذکرہ ابن خلفون فی کتاب «الثقات»: الحارث بن حصیرۃ زائغ. وسألت إبا العباس ابن سعید قلّت: الحارث بن حصیرۃ کأن علتہ غیر علۃ الناس؟ فقال: کان مذموم المذہب إفسدوہ. وقال ابن خلفون: تکلم فی مذہب الحارث ہذا، وہو عندی فی الطبقۃ الثانیۃ من المحدثین

ازدی نے کہا ابن خلفون نے اس کا ذکر کتاب ثقات میں کیا ہے حق سے ہٹا ہوا ہے ... مذموم مذھب پر ہے – ابن خلفوئن نے کہا اس کے مذھب پر کلام کیا جاتا ہے

شیعہ راویوں کے مطابق نبوت کے شروع کے سات سال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی فرشتہ نہ دیکھا تھا- صحیح مسلم میں ہے

حدیث:1603و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ وَلَا يَرَى شَيْئًا وَثَمَانَ سِنِينَ يُوحَى إِلَيْهِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا

ترجمہ : اسحاق بن ابراہیم، حنظلی روح حماد بن سلمہ عمار بن ابی عمار ابن عباس (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مکہ میں پندرہ سال قیام پذیر رہے – سات سالوں تک آپ صرف آواز سنتے اور روشنی دیکھتے رہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی چیز (یعنی فرشتہ یا معجزہ)نہ دیکھا – اس کے بعد مکہ میں صرف آٹھ سال ان پر وحی آئی – آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔

البانی نے مختصر صحیح مسلم میں درست کہا ہذہ روایۃ شاذۃ یہ شاذ ہے

راقم کہتا ہے کس قدر منکر روایت ہے جو امام مسلم نے نقل کی ہے اور اس پر غور نہیں کیا کہ کیا راوی بک رہا ہے

اس روایت میں عمار بن ابی عمار نے اپنا رافضی عقیدہ پیش کیا ہے کہ سات سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نچلے درجہ کے ایک نبی تھے جس کا درجہ امام جتنا ہے –اس میں نفس پر الوحی اتی ہے لیکن فرشتہ بیداری میں نہیں دیکھا جا سکتا

سنن الصغیر بیہقی میں ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، فِي جَامِعِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، وَغَيْرِ وَاحِدٍ، قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ بَعْدَ خَدِيجَةَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ أَوْ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً» قُلْتُ: وَهَذَا صَحِيحٌ عَلَى مَا رَوَى عَمَّارُ بْنُ أَبِي عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ وَلَا يَرَى شَيْئًا، وَثَمَانِ سِنِينَ يُوحَى إِلَيْهِ، وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا» وَعَلَى مَا رُوِيَ فِي أَشْهَرِ الرِّوَايَاتِ أَنَّ عَلِيًّا قُتِلَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً، فَيَكُونُ إِسْلَامُهُ بَعْدَ سَبْعِ سِنِينَ وَهُوَ بَعْدَ نُزُولُ الْوَحْيِ فَمَكَثَ بَعْدَ الْإِسْلَامِ ثَمَانِيًا وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا وَعَاشَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِينَ سَنَةً، فَيَكُونُ يَوْمَ أَسْلَمَ ابْنَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً كَمَا قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ، وَإِلَى مِثْلِ رِوَايَةِ عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ذَهَبَ الْحَسَنُ وَذَلِكَ فِيمَا

بیہقی نے کہا مشہور ہے کہ علی کا قتل ہوا تو وہ ٦٣ سال کے تھے پس ان کا اسلام لانا سات سال بعد بعثت النبوی ہوا پھر وہ اسلام میں رہے ٨ سال مکہ میں اور ١٠ سال مدینہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ٣٠ سال زندہ رہے پس وہ اسلام لانے کے وقت ١٥ سال کے تھے جیسا حسن بصری کا قول ہےاور عمار کا قول ہے

بیہقی کے حساب کتاب کے مطابق علی بعثت نبوی کے سات سال بعد ایمان لائے – اس دوران رسول اللہ فرشتوں کو نہیں بلکہ روشنی دیکھ رہے تھے آوازیں سن رہے تھے – اس طرح عمار کے مطابق جب علی بھی میدان میں آ گئے تو محمد بن عبد اللہ ، نبی سے رسول اللہ بن گئے

علی، ذو القرنین ہیں

الحافظ المقدسی کی کتاب الأحادیث المختارۃ میں ہے

أخبرنا عبد المعز بن محمد الهروي قراءة عليه بها قلت له: أخبركم محمد بن إسماعيل بن الفضيل — قراءة عليه وأنت تسمع — أنا محلم بن إسماعيل الضبي، أنا الخليل بن أحمد السجزي، أنا محمد بن إسحاق بن إبراهيم السراج، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا أبو عوانة عن سماك عن حبيب بن حماز، قال: كنت عند علي بن أبي طالب وسأله رجل عن ذي القرنين كيف بلغ المشرق والمغرب؟ قال: سبحان الله، سُخِّرَ له السحابُ ومُدَّتْ لَهُ الأسبابُ وبُسِطَ لهُ النُّورُ فقال: أزيدك؟ قال: فسكت الرجل وسكت علي

حبیب بن حماز نے کہا ہم علی کے پاس تھے ان سے ایک شخص نے ذي القرنين پر سوال کیا کہ یہ مشرق و مغرب کیسے پہنچے ؟ علی نے کہا سبحان الله ! ان کے لئے بادل کو مسخر کیا گیا اور اسباب کو مقرر کیا گیا اور نور کو پھیلا دیا گیا- حبیب بن حماز نے کہا اپ کو (بھی بادل پر) بلند کیا گیا ؟ پس حبیب بن حماز نے کہا : یہ شخص اور علی دونوں چپ رہے

سند میں سماک بن حرب ہے جس کو شعبہ ، سفیان الثَّورِیّ، صالح جزرۃ اور ابن مبارک نے ضعیف قرار دیا ہے البتہ دیگر نے صدوق کہا ہے

قال احمد: سماک مضطرب الحدیث

جریر کہتے اس کا دماغ چل گیا تھا

سماک کہا کرتا کہ اس کو خواب میں حکم ملتے ہیں الکامل از ابن عدی میں ہے

حَدَّثَنَا الحسین بن عفیر الأنصاری، حَدَّثَنا سَعِید بن سلمة، حَدَّثَنا إِبْرَاهِیم بْن عُیَیْنة إِخو سُفیان، عَن شُعْبَة عن سماک بْن حرب، قَال:

.قِیل لی فی المنام إِیاک والکذب إِیاک والنمیمة إِیاک ولحوم الناس

.. سماک نے کہا مجھے نیند میں کہا گیا جھوٹ سے بچو

النسائی نے کہا اس کی منفرد روایت نہیں لی جائے گی لہٰذا یہ روایت قابل رد ہے

یہ راوی اختلاط کا شکار ہوا— ممکن ہے اس کا اثر ہو

البتہ امام علی کے لئے بادل تھا جس سے انہوں نے سیاروں کی سیر کی اہل تشیع کا قول قرن اول میں معروف تھا

اس بادل کو الصعب کہا جاتا ہے

ایک روایت میں ہے

ابْنُ الْکَوَّاءِ نے پوچھا اپ نے ذوالقرنین کو دیکھا، نبی ہیں کہ فرشتہ ہیں؟ علی نے کہا ان دونوں میں سے ایک بھی نہیں بلکہ صالح شخص ہیں اللہ سے محبت کرنے والے تو اللہ نے ان سے محبت کی اور … قوم کو پکارا ہدایت کی طرف تو ان کے ایک سینگ پر مارا اور پھر پکارا تو دوسرے سینگ پر مارا اور ذوالقرنین کے بیل جیسے دو سینگ نہیں تھے

تو، تو ہی ہے

سبائیوں کے عقائد کی جڑ یہودی تصوف میں جا کر ملتی ہے اور بڑے واضح یہودی اثرات نظر اتے ہیں. مثلا توریت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کہا جب ان کو جلتے ہوئے درخت میں دیکھا کہ میں فرعون سے کیا کہوں کہ کس سے ہم کلام ہوا؟ اللہ نے کہا (خروج باب ۳ : ۱۴) کہو

אֶהְיֶה אֲשֶׁר אֶהְיֶה

میں (وہ ہوں جو) میں ہوں　　　إنا ہو الذی ہو (عربی میں)　　　اھیے اشر اھیے (عبرانی میں)

ابن المطہر بن طاہر المقدسی　اپنی کتاب　البدء والتاریخ ص ۱۴ پر لکھتے ہیں

وقول اليهود بالعبرانية ايلوهيم ادناي اهيا شراهيا ومعنى ايلوهيم الله

اور یہود کا قول ہے (اللہ کے اسم کے بارے میں) کہ ایلوهیم، ادنای، اھیا شراھیا اور ایلوهیم کا مطلب اللہ ہے

اہیا شراہیا دراصل اہیے عشر اہیے کو معرب کیا گیا ہے. ابن العبری اپنی کتاب **تاریخ مختصر الدول** میں لکھتے ہیں

قال موسى: فان قالوا لي ما اسم ربك ماذا أقول لهم. قال: قل اهيا اشر اهيا أي الأزلي الذي

لا يزال.

موسیٰ نے کہا: اگر وہ فرعونی مجھ سے پوچھیں کہ تمہارے رب کا نام کیا ہے تو میں کیا کہوں. اللہ نے کہا کہو: اہیا شراہیا یعنی میری ہیشگی کو زوال نہیں

ابن منظور نے الصغانی کا قول نقل کیا ہے کہ [4]

وهو اسم من أسماء الله جل ذكره ومعنى إهيا أشر إهيا الأزلي الذي لم يزل هكذا أقرأنيه

حبر من أحبار اليهود بعدن أبين) شَراهِيا معناه يا حيُّ يا قيُّومُ بالعِبْرانِيَّةِ

اور یہ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور اھیا شراھیا کہ میری ہمیشگی کو زوال نہیں اور ایسا ہی عدن کے ایک احباروں میں سے یہودی حبر نے مجھے بتایا ہے کہ شراھیا کا مطلب عبرانی میں یا حی یا قیوم ہے

لہٰذا جب عبداللہ ابن سبا نے علی سے کہا تو، تو ہے! تو اسکا مفہوم تھا کہ تو اللہ ہے چونکہ اللہ نے موسیٰ سے کہا تھا میں، میں ہوں. ابن سبا نے وہی طرز اختیار کیا اور اپنے مافی ضمیر کو بیان کیا. اس طرز کو علی رضی اللہ تعالی عنہ فورا پہچان گئے. دوسرا علی کے بارے میں اس کا دعوی کہ وہ بادلوں میں ہیں اور بجلی کی کوندان کی مسکراہٹ ہے. کچھ اور نہیں بلکہ حزقی ایل کے مرکبہ یا عرش پر موجود شخص سے مماثلت ہے [5]

---

[4] لسان العرب ج ۱۳ ص ۵۰۶ پر

[5]

آیا ابن سبا علی میں حلول[6] کا مدعی تھا یا کسی اور یہودی عقیدے پر تھا، یہ واضح نہیں. اسلامی تصوف میں وہ ذات جو موسیٰ سے ہم کلام ہوئی وہ علی ہے اور اس ذات نے اِنا الحق کا نعرہ لگایا

روا باشد اِنا الحق از درختے

چرا نبود روا از نیک بختے

اس فارسی شعر کا مفہوم ہے

اگر صدائے اِنا الحق ایک درخت سے جائز ہے

تو ایک نیک بندے سے کیوں نہیں

ابن سبا جو اصلا ایک یہودی تھا، اس نے یہ عقیدہ کہاں سے لیا؟ ہماری تحقیق کے مطابق یہ عقیدہ یہودی تصوف سے آیا ہے جو عیسی علیہ السلام سے بھی پہلے مروج ہو چکا تھا اور اس پر علماء یہود کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تھا

تصوف کے بعض حکایتوں میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام کو جب معراج ہوئی تو عرش پر بھی پہنچے لیکن وہاں اللہ پردے میں تھا لیکن اس کا ہاتھ دیکھا جس میں انگوٹھی علی کی تھی نعوذ باللہ

[6] حلول کا مطلب اللہ کا مخلوق میں حل ہونا ہے

حزقی ایل کی کتاب کے مطابق، حزقی ایل کا تعلّق پروہت طبقہ سے تھا وہ یہودیوں کے اشرفیہ میں سے تھے جن کو بابلی غلام بناکر بابل میں لے آئے تھے. دریائے الخابور کے کنارے بابل میں، تل آبیب میں حزقی ایل نے ایک عجیب مکاشفہ دیکھا. انہوں نے دیکھا کہ ایک بہت عظیم رتھ ہے جس کو چاروں جانب فرشتوں نے گھیرا ہوا ہے (حزقیایل باب ا: ۲۸). اس رتھ کو حزقی ایل مرکبہ بولتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس میں نور اور بجلی کی کڑک تھی اور یہ بادلوں میں تھا. وقت کے ساتھ اسی رتھ نے اہمیت اختیار کر لی اور باقاعدہ مرکبہ سرّیت (ا) کے نام سے یہودیوں میں سرّیت و تصوف کا آغاز ہوا جس کو مرکوہ سرّیت بھی کہا گیا. اس سرّیت کی ابتدا کا اندازہ ہے کہ ۱۰۰ ق م سے لے کر ۱۰۰۰ ب م تک ہے. گویا یہ طریقۂ کار عیسیٰ علیہ السلام سے ۱۰۰ سال پہلے شروع ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی اس پر عمل ہوتا رہا

(ا)Merkabah Mysticism

حزقی ایل کے مکاشفہ میں مرکبہ پر انسانی شکل میں موجود ایک شخص سارے ملائکہ کو تدبیر عمل دے رہا ہوتا ہے.

حزقی ایل

اللہ کے رتھ کی رویا

1 3-1 جب مَیں یعنی امام حزقی ایل بن بوزی تیس سال
کا تھا تو مَیں یہوداہ کے جلاوطنوں کے ساتھ ملکِ بابل کے
دریائے کبار کے کنارے ٹھہرا ہوا تھا۔ یہویاکین بادشاہ کو
جلاوطن ہوئے پانچ سال ہو گئے تھے۔ چوتھے مہینے کے
پانچویں دن* آسمان کھل گیا اور اللہ نے مجھ پر مختلف
رویائیں ظاہر کیں۔ اُس وقت رب مجھ سے ہم کلام ہوا،
اور اُس کا ہاتھ مجھ پر آ ٹھہرا۔
4 رویا میں مَیں نے زبردست آندھی دیکھی جس نے
شمال سے آ کر بڑا بادل میرے پاس پہنچایا۔ بادل میں چمکتی
دمکتی آگ نظر آئی، اور وہ تیز روشنی سے گھرا ہوا تھا۔ آگ کا
مرکز چمک دار دھات کی طرح تمتما رہا تھا۔
5 آگ میں چار جاندار جیسے چل رہے تھے جن
کی شکل و صورت انسانی تھی۔ 6 لیکن ہر ایک کے چار چہرے
اور چار پَر تھے۔ 7 اُن کی ٹانگیں انسانوں جیسی سیدھی تھیں،
لیکن پاؤں کے تلوے بچھڑوں کے سے کُھر تھے۔ وہ پالش
کئے ہوئے پیتل کی طرح جگمگا رہے تھے۔ 8 چاروں کے
چہرے اور پَر تھے، اور چاروں پَروں کے نیچے انسانی ہاتھ
دکھائی دیئے۔ 9 جاندار اپنے پَروں سے ایک دوسرے کو چھو
رہے تھے۔ چلتے وقت مُڑنے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ ہر
ایک کے چار چہرے چاروں طرف دیکھتے تھے۔ جب بھی کسی
سمت جانا ہوتا تو اُسی سمت کا چہرہ چل پڑتا۔ 10 چاروں
کے چہرے ایک جیسے تھے۔ سامنے کا چہرہ انسان کا، دائیں
طرف کا چہرہ شیرببر کا، بائیں طرف کا چہرہ بَیل کا اور پیچھے
کا چہرہ عقاب کا تھا۔ 11 اُن کے پَر اوپر کی طرف پھیلے
ہوئے تھے۔ دو پَر بائیں اور دائیں ہاتھ کے جانداروں سے
لگتے تھے، اور دو پَر اُن کے جسموں کو ڈھانپے رکھتے تھے۔
12 جہاں بھی اللہ کا روح جانا چاہتا تھا وہاں یہ جاندار چل
پڑتے۔ اُنہیں مڑنے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ وہ ہمیشہ
اپنے چاروں چہروں میں سے ایک کا رخ اختیار کرتے تھے۔
13 جانداروں کے بیچ میں ایسا لگ رہا تھا جیسے
کوئلے دہک رہے ہوں، کہ اُن کے درمیان مشعلیں اِدھر
اُدھر چل رہی ہوں۔ جھلملاتی آگ میں سے بجلی بھی چمک
کر نکلتی تھی۔ 14 جاندار خود اِتنی تیزی سے اِدھر اُدھر گھوم
رہے تھے کہ بادل کی بجلی جیسے نظر آ رہے تھے۔
15 جب مَیں نے غور سے اُن پر نظر ڈالی تو دیکھا
کہ ہر ایک جاندار کے پاس پہیہ ہے جو زمین کو چھو رہا
ہے۔ 16 لگتا تھا کہ چاروں پہیے پکھراج* سے بنے ہوئے
ہیں۔ چاروں ایک جیسے تھے۔ ہر پہیے کے اندر ایک اَور
پہیہ زاویہٴ قائمہ میں گھوم رہا تھا، 17 اِس لئے وہ مڑے بغیر
ہر رخ اختیار کر سکتے تھے۔ 18 اُن کے لمبے چکر خوف ناک
تھے، اور چکروں کی ہر جگہ پر آنکھیں ہی آنکھیں تھیں۔
19 جب چار جاندار چلتے تو چاروں پہیے بھی ساتھ چلتے،
جب جاندار زمین سے اُڑتے تو پہیے بھی ساتھ اُڑتے تھے۔
20 جہاں بھی اللہ کا روح جاتا وہاں جاندار بھی جاتے
تھے۔ پہیے بھی اُڑ کر ساتھ ساتھ چلتے تھے، کیونکہ جانداروں
کی روح پہیوں میں تھی۔ 21 جب کبھی جاندار چلتے تو یہ بھی
چلتے، جب رُک جاتے تو یہ بھی رُک جاتے، جب اُڑتے

تو یہ بھی اُڑتے۔ کیونکہ جانداروں کی روح پہیوں میں تھی۔

22 جانداروں کے سروں کے اوپر گنبد سا پھیلا ہوا تھا جو صاف شفاف بلور جیسی لگ رہا تھا۔ اُسے دیکھ کر انسان گھبرا جاتا تھا۔ **23** چاروں جاندار اِس گنبد کے نیچے تھے، اور ہر ایک اپنے پَروں کو پھیلا کر ایک سے بائیں طرف کے ساتھی اور دوسرے سے دائیں طرف کے ساتھی کو چھو رہا تھا۔ باقی دو پَروں سے وہ اپنے جسم کو ڈھانپے رکھتا تھا۔ **24** چلتے وقت اُن کے پَروں کا شور مجھ تک پہنچا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے قریب ہی زبردست آبشار بہہ رہی ہو، کہ قادرِ مطلق کوئی بات فرما رہا ہو، یا کہ کوئی لشکر حرکت میں آ گیا ہو۔ رُکتے وقت وہ اپنے پَروں کو نیچے لٹکنے دیتے تھے۔

25 پھر گنبد کے اوپر سے آواز سنائی دی، اور جانداروں نے رُک کر اپنے پروں کو لٹکنے دیا۔ **26** مَیں نے دیکھا کہ اُن کے سروں کے اوپر کے گنبد پر سنگِ لاجورد* کا تخت سا نظر آ رہا ہے جس پر کوئی بیٹھا تھا جس کی شکل وصورت انسان کی مانند ہے۔ **27** لیکن کمر سے لے کر سر تک وہ چمک دار دھات کی طرح تمتما رہا تھا، جبکہ کمر سے لے کر پاؤں تک آگ کی مانند بھڑک رہا تھا۔ تیز روشنی اس کے اردگرد جھلملا رہی تھی۔ **28** اُسے دیکھ کر قوسِ قزح کی وہ آب وتاب یاد آتی تھی جو بارش ہوتے وقت بادل میں دکھائی دیتی ہے۔ یوں رب کا جلال نظر آیا۔ یہ دیکھتے ہی مَیں اوندھے منہ گر گیا۔ اِسی حالت میں کوئی مجھ سے بات کرنے لگا۔

کرنا چاہتا ہوں۔'' **2** جونہی وہ مجھ سے ہم کلام ہوا تو روح نے مجھ میں آ کر مجھے کھڑا کر دیا۔ پھر مَیں نے آواز کو یہ کہتے ہوئے سنا،

3 ''اے آدم زاد، مَیں تجھے اسرائیلیوں کے پاس بھیج رہا ہوں، ایک ایسی سرکش قوم کے پاس جس نے مجھ سے بغاوت کی ہے۔ شروع سے لے کر آج تک وہ اپنے باپ دادا سمیت مجھ سے بے وفا رہے ہیں۔ **4** جن لوگوں کے پاس مَیں تجھے بھیج رہا ہوں وہ بے شرم اور ضدی ہیں۔ اُنہیں وہ کچھ سنا دے جو رب قادرِ مطلق فرماتا ہے۔ **5** خواہ یہ باغی سنیں یا نہ سنیں، وہ ضرور جان لیں گے کہ ہمارے درمیان نبی برپا ہوا ہے۔ **6** اے آدم زاد، اُن سے یا اُن کی باتوں سے مت ڈرنا۔ گو تُو کانٹے دار جھاڑیوں سے گھرا رہے گا اور تجھے بچھوؤں کے درمیان بسنا پڑے گا تو بھی خوف زدہ نہ ہو۔ نہ اُن کی باتوں سے خوف کھانا، نہ اُن کے رویے سے دہشت کھانا۔ کیونکہ یہ قوم سرکش ہے۔ **7** خواہ یہ سنیں یا نہ سنیں لازم ہے کہ تُو میرے پیغامات اُنہیں سنائے۔ کیونکہ وہ باغی ہی ہیں۔ **8** اے آدم زاد، جب مَیں تجھ سے ہم کلام ہوں گا تو دھیان دے اور اِس سرکش قوم کی طرح بغاوت مت کرنا۔ اپنے منہ کو کھول کر وہ کچھ کھا جو مَیں تجھے کھلاتا ہوں۔''

9 تب ایک ہاتھ میری طرف بڑھا ہوا نظر آیا جس میں طومار تھا۔ **10** طومار کو کھولا گیا تو مَیں نے دیکھا کہ اُس میں آگے بھی اور پیچھے بھی ماتم اور آہ و زاری قلم بند ہوئی ہے۔

ترجمہ جیو لنک ریسورس کنسلٹنٹ بار اول ۲۰۱۰

اس پورے مکاشفہ میں اہم بات یہ ہے

حزقی ایل باب ۱: ۲۶ میں لکھتے ہیں

וּמִמַּעַל, לָרָקִיעַ אֲשֶׁר עַל-רֹאשָׁם, כְּמַרְאֵה אֶבֶן-סַפִּיר, דְּמוּת כִּסֵּא; וְעַל, דְּמוּת הַכִּסֵּא, דְּמוּת כְּמַרְאֵה אָדָם עָלָיו, מִלְמָעְלָה

اور آسمان سے اوپر جو ان کے سروں پر تھا ایک عرش تھا جیسا کہ نیلم کا پتھر ہوتا ہے اور اس عرش نما پر ایک انسان نما تخت افروز تھا

یہودیت تصوف میں ان آیات کا مفہوم اللہ کے حوالے سے لیا جاتا ہے اور مرکبہ کو عرش ہی سمجھا جاتا ہے جو بادلوں اور بجلی کی کڑک میں ہے

اللہ، مرکبہ پر تھا جس کو چار فرشتے اٹھاتے ہیں اور وہ بادل میں ہے

ابن سبا نے اس عقیدے کو علی رضی اللہ عنہ پر منطبق کر دیا اسی وجہ سے السبئية کا غالی فرقہ علی میں اللہ کے حلول کا قائل ہوا اور مصر میں اس کی تبلیغ کرتا رہا

السبئية کی روایات اہل تشیع میں پھیل گئیں اور علی سے منسوب الوہی اقوال منظر عام پر آنے لگے – مثلا خطبہ

شیعہ عالم حافظ رجب البصری نے مشارق الانوار میں علی کا ایک خطبہ دیا ہے

أنا عندي مفاتيح الغيب ، لا يعلمها بعد رسول الله إلا أنا ، أنا ذو القرنين المذكور في الصحف الأولى ، أنا صاحب خاتم سليمان ، أنا ولي الحساب ، أنا صاحب الصراط والموقف ، قاسم الجنة والنار بأمر ربي ، أنا آدم الأول ، أنا نوح الأول ، أنا آية الجبار ، أنا حقيقة الأسرار ، أنا مورق الأشجار ، أنا مونع الثمار ، أنا مفجر العيون ، أنا مجري الأنهار ، أنا خازن العلم ، أنا طود الحلم ، أنا أمير المؤمنين ، أنا عين اليقين ، أنا حجة الله في السماوات والأرض ، أنا الراجفة ، أنا الصاعقة ، أنا الصيحة بالحق ، أنا الساعة لمن كذب بها ، أنا ذلك الكتاب الذي لا ريب فيه ، أنا الأسماء الحسنى التي أمر أن يدعى بها ، أنا ذلك النور الذي اقتبس منه الهدى ، أنا صاحب الصور ، أنا مخرج من في القبور ، أنا صاحب يوم النشور ، أنا صاحب نوح ومنجيه ، أنا صاحب أيوب المبتلى وشافيه ، أنا أقمت السماوات بأمر ربي ، أنا صاحب إبراهيم ، أنا سر الكليم . أنا الناظر في الملكوت ، أنا أمر الحي الذي لا يموت ، أنا ولي الحق على سائر الخلق ، أنا الذي لا يبدل القول لدي ، وحساب الخلق إلي ، أنا المفوض إلي أمر الخلائق ، أنا خليفة الإله الخالق ، أنا سر الله في بلاده ، وحجته على عباده ، أنا أمر الله والروح ، كما قال سبحانه : ويسألونك عن الروح قل الروح من أمر ربي . أنا أرسيت الجبال الشامخات ، وفجرت العيون الجاريات ، أنا غارس الأشجار ، ومخرج الألوان والثمار ، أنا مقدر الأقوات ، أنا ناشر الأموات ، أنا منزل القطر ، أنا منور الشمس والقمر والنجوم ، أنا قيم القيامة ، أنا القيم الساعة ، أنا الواجب له من الله الطاعة ، أنا سر الله المخزون ، أنا العالم بما كان وما يكون ، أنا صلوات المؤمنين وصيامهم ، أنا مولاهم وإمامهم ، أنا صاحب النشر الأول والآخر ، أنا صاحب المناقب والمفاخر ، أنا صاحب الكواكب ، أنا عذاب الله الواصب ، أنا مهلك الجبابرة الأول ، أنا مزيل الدول ، أنا صاحب الزلازل والرجف ، أنا صاحب الكسوف والخسوف ، أنا مدمر الفراعنة بسيفي هذا ، أنا الذي أقامني الله في الأظلة ودعاهم إلى طاعتي ، فلما ظهرت أنكروا ، فقال الله سبحانه : فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به ، أنا نور الأنوار ، أنا حامل العرش مع الأبرار ، أنا صاحب الكتب السالفة ، أنا باب الله الذي لا يفتح لمن كذب به ولا يذوق الجنة ، أنا الذي تزدحم الملائكة على فراشي ، وتعرفني عباد أقاليم الدنيا ، أنا ردت لي الشمس مرتين ، وسلمت علي كرتين ، وصليت مع رسول الله القبلتين ، وبايعت البيعتين ، أنا صاحب بدر وحنين ، أنا الطور ، أنا الكتاب المسطور ، أنا البحر المسجور ، أنا البيت المعمور ، أنا الذي دعا الله الخلائق إلى طاعتي ، فكفرت ، وأصرت ، فمسخت ، وأجابت أمة فنجت ، وأزلفت ، أنا الذي بيدي مفاتيح الجنان ، ومقاليد النيران ، كرامة من الله ، أنا مع رسول الله في الأرض وفي السماء ، أنا المسيح حيث لا روح يتحرك ولا نفس يتنفس غيري ، أنا صاحب القرون الأولى ، أنا الصامت ومحمد الناطق ، أنا جاوزت بموسى في البحر ، وأغرقت فرعون وجنوده ، وأنا أعلم هماهم البهائم ، ومنطق الطير ، أنا الذي أجوز السماوات السبع والأرضين السبع في طرفة عين ، أنا المتكلم على لسان عيسى في المهد ، أنا الذي يصلي عيسى خلفي ، أنا الذي أنقلب في الصور كيف شاء الله ، أنا مصباح الهدى ، أنا مفتاح التقى ، أنا الآخرة والأولى ، أنا الذي أرى أعمال العباد ، أنا خازن السماوات والأرض بأمر رب العالمين

اس کے چند جملوں کا ترجمہ کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ علی بعض کے نزدیک الوہی صفات کے مالک تھے

میرے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، انھیں اللہ کے نبی کے بعد کوئی نہیں جانتا ہے۔ میں گذشتہ صحیفوں میں مذکور ذوالقرنین ہوں۔ میں سلیمان کی خاتم ہوں۔ میں حساب لینے والا ہوں؛ میں پل صراط کا رب ہوں - میں جہنم اور وقف (قیامت کے دن) کا مالک ہوں ؛ میں جنت اور آگ کی تقسیم کرتا ہوں میرے رب کے حکم کے مطابق؛ میں پہلا آدم ہوں۔ میں پہلا نوح ہوں۔ میں الجبار کی علامت ہوں؛ میں السر (راز) کی حقیقت ہوں؛ میں درختوں اور پھلوں کا مالک ہوں، میں وہی ہوں جس نے ندیوں کو پھوڑ نکالا اور علم پر خزانچی میں ہوں- عاجزی کا پہاڑ میں

ہوں، میں امیر المومنین ہوں۔ میں یقین کی آنکھ ہوں۔ میں آسمانوں اور زمین پر اللہ کا فیصلہ ہوں۔ میں زلزلہ ہوں؛ میں ہوں بجلی کی کوند، میں زلزلہ و چیخ ہوں، میں وہ ساعت قیامت ہوں جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

میں اللہ کا اسم ہوں جسے استعمال کرنے کا اس ہی نے حکم دیا

میں نور ہوں جس سے ہدایت آتی ہے۔ میں صور کا مالک ہوں، میں قبروں کو کھولنے والا ہوں۔ میں نوح اور ان لوگوں کے ساتھ تھا جو بچائے گئے تھے۔ میں ایوب کا ساتھی ہوں ایک اور اس کی شفا ہوں ۔ میں نے اپنے رب کے حکم پر آسمانوں کو بنایا۔

میں ابراہیم کا ساتھی ہوں۔ میں موسیٰ کا راز ہوں۔ میں ملکوت پر نگہبان ہوں - میں الحی کا حکم ہوں میں ولی حق ہوں... مخلوق کا امر مجھے تفویض کیا جا چکا ہے... میں وہ ہوں جس کے سامنے الفاظ نہیں بدلے گئے ہیں۔ اور قیامت تخلیق عمل میں آئے گی میرے حکم پر۔ میں الخالق کا نائب ہوں۔ میں شہروں میں اللہ کا راز ہوں اور اس کے غلاموں پر اس کا فیصلہ۔ میں اللہ کا حکم ہوں

اور اس کی روح القدس، جیسا کہ خود اللہ تعالی نے کہا ہے کہ وہ روح کے بارے میں پوچھتے ہیں کہو روح میرے رب کے حکم سے ہے۔... میں وہی ہوں جس نے بحر احمر کو عبور کیا اور فرعون اور اس کے لشکروں کو غرق کر دیا۔.. میں وہی ہوں جو بولا تھا

عیسی علیہ السلام کی زبان کے ذریعے پالنے میں

علی اب بادلوں میں ہیں

ابن سبا ایک صوفی قسم کا آدمی تھا[7]۔

7

عبد الله بن سبأ ایک تاریخی شخصیت ہے اور اس کی روایات سیف بن عمر المتوفی ۲۰۰ ھ کی سند سے ہیں جس کو عمدہ فی التاریخ کہا جاتا ہے
لیکن ابن سبا کے وجود پر سیف کا تفرد نہیں ہے – دیگر اسناد سے معلوم ہے

ابن سبا سے ظاہر ہے بہت لوگوں کی ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ یہ گردش میں رہا اور پھر معلوم نہیں اس کا انجام کیا ہوا
لیکن اس کا فلسفہ اہل تشیع نے قبول کر لیا جو خالص یہودی تصوف ہے

ابن حجر نے لسان المیزان میں لکھا
.أخرج من طريق سيف بن عمر التميمي في الفتوح له قصة طويلة لا يصح إسنادها
الفتوح میں سیف بن عمر کی سند سے اس پر ایک طویل قصہ ہے اس کی اسناد صحیح نہیں
پھر ابن حجر نے وہ اسناد دیں جن میں سیف بن عمر نہیں ہے اور ابن سبا کے وجود کی خبر ہے جو مندرجہ ذیل ہیں
ومن طريق ابن أبي خيثمة: حدثنا محمد بن عباد , حَدَّثنا سُفيان، عَن عمار الدهني سمعت أبا الطفيل يقول: رأيت المُسَيب بن نجبة أتي به بلببه وعلي على المنبر فقال: ما شأنه؟ فقال: يكذب على الله وعلى رسوله.

ابو طفیل نے کہا میں نے المسیب بن نجبة بن ربيعة بن رياح بن عوف بن هلال بن شمخ بن فرارة الفزاری کو دیکھا جو علی کے پاس آیا اور علی منبر پر تھے کہا اس (ابن سبا) کا کیا حال ہے ؟ یہ تو اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ کہتا ہے

حدثنا عَمْرو بن مرزوق حدثنا شُعبة، عَن سلمة بن كهيل عن زيد بن وهب قال: قال علي بن أبي طالب رضي الله عنه: ما لي ولهذا الخبيث الأسود، يعني عبد الله بن سبأ – كان يقع في أبي بكر وعمر.

زید بن وہب نے کہا علی نے کہا میرے اور اس کالے خبیث کے بیچ کیا ہے یعنی عبد اللہ بن سبا

ومن طريق محمد بن عثمان بن أبي شيبة: حَدَّثنا محمد بن العلاء , حَدَّثنا أبو بكر بن عَيّاش، عَن مجالد عن الشعبي قال: أول من كذب عبد الله بن سبأ.

الشعبي (المتوفى ١٠٠ ھ) نے کہا سب سے پہلا جھوٹا عبد اللہ بن سبا ہے

وقال أبو يَعلَى الموصلي في مسنده: حَدَّثنا أبو كريب , حَدَّثنا محمد بن الحسن الأسدي , حَدَّثنا هارون بن صالح عن الحارث بن عبد الرحمن، عَن أبي الجلاس سمعت عَليًّا يقول لعبد الله بن سبأ: والله ما أفضى إلي بشيء كتمه أحدا من الناس ولقد سمعته يقول: إن بين يدي الساعة ثلاثين كذابا وإنك لأحدهم.

أبي الجلاس نے کہا علی کو سنا انہوں نے عبد اللہ بن سبا کا ذکر کیا کہا اللہ کی قسم مجھے کون سی چیز اس طرف لے گئی کہ میں لوگوں سے کچھ چھپاؤں؟ اور میں نے سنا کہ قیامت سے قبل تیس جھوٹے ہیں جن میں سے وہ ایک ہے

وقال أبو إسحاق الفزاري: عن شُعبة، عَن سلمة بن كهيل، عَن أبي الزعراء [ص:485] أو عن زيد بن وهب أن سويد بن غفلة دخل على علي في إمارته فقال: إني مررت بنفر يذكرون أبا بكر وعمر يرون أنك تضمر لهما مثل ذلك منهم عبد الله بن سبأ – وكان عبد الله أول من أظهر ذلك – فقال علي: ما لي ولهذا الخبيث الأسود. ثم قال: معاذ الله أن أضمر لهما إلا الحسن الجميل.

سوید بن غفلة ، علی کے پاس آئے ان کی خلافت میں کہا میں ایک گروہ پر گذرا جو ابو بکر اور عمر کا ذکر کرتے ہیں کہتے ہیں اپ ان دونوں سے (حق) چھپاتے تھے ہیں ایسا ہی کہا جیسا ابن

سبا کہتا تھا – علی نے کہا مجھے اس کالے خبیث سے کیا سروکار – اللہ کی پناہ کی میں دونوں سے کچھ چھپاؤں سوائے وہ جو جسن وجمال (والی ازواج) ہوں

ان روایات کو ابن حجر نے صحیح اسناد سے نقل کیا ہے جن میں سیف بن عمر نہیں ہے اور عبد اللہ بن سبا کا ترجمہ قائم کیا ہے- اس طرح اس کے وجود کا اثبات کیا ہے

قال ابن حبان: كان سبئيا من أصحاب عبد الله بن سبأ، كان يقول: إن عليا يرجع إلى الدنيا
ابن حبان نے کہا سبئیا وہ ہیں جو اصحاب ابن سبا ہیں اور کہا کرتے کہ علی دنیا میں پلٹیں گے

تفسیر عبد الرزاق میں ہے
قَالَ مَعْمَرٌ: وَكَانَ قَتَادَةُ إِذَا قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: {فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ} [آل عمران: 7] قَالَ: إِنْ لَمْ تَكُنِ الْحَرُورِيَّةُ أَوِ السَّبَئِيَّةُ , فَلَا أَدْرِي مَنْ هُمْ
معمر نے کہا قتادہ (المتوفي ۱۱۸ ھ) تلاوت کرتے وہ {فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ} [آل عمران: 7] (جن کے دل ٹیڑھے ہیں ال عمران) – کہتے اگر یہ خوارج اور سبائی نہیں تو معلوم نہیں اور کون ہیں

تفسیر طبری میں بھی قتادہ کا قول ہے
حدثنا الحسن بن يحيى قال، أخبرنا عبد الرزاق قال، أخبرنا معمر، عن قتادة في قوله:"فأما الذين في قُلوبهم زَيغٌ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاءَ الفتنة"، وكان قتادة إذا قرأ هذه الآية:"فأما الذين في قلوبهم زيغ" قال: إن لم يكونوا الحرورية والسبائية

تفسیر ابن المنذر میں ہے
وتتأول السبئية إذ يقولون فيه بغير الحق إِنَّمَا يقولون قول الله عَزَّ وَجَلَّ: وَأَقْسَمُوا بِاللهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لا يَبْعَثُ اللهُ مَنْ يَمُوتُ، فيجعلونها فيمن يخاصمهم من أمة محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بعث الموتى قبل يَوْمِ الْقِيَامَةِ
السبئية نے بلا حق اس آیت کی تاویل کی کہ اللہ کا قول ہے وَأَقْسَمُوا بِاللهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لا يَبْعَثُ اللهُ مَنْ يَمُوتُ، پس اس سے انہوں نے امت محمد کو لڑوایا کہ قیامت سے قبل مردوں کو زندہ کیا جائے گا

طبری تفسیر میں کہتے ہیں
وَاللَّه إِنَّ الْيَهُودَ لَبِدْعَةٌ، وَإِنَّ النَّصْرَانِيّةَ لَبِدْعَةٌ، وَإِنَّ الْحَرُورِيَّةَ لَبِدْعَةٌ، وَإِنَّ السَّبَئِيّةَ لَبِدْعَةٌ،
یہود (دین حق میں) بدعت ہیں نصرانی بدعت ہیں خوارج بدعت ہیں اور السَّبَئِيّةَ بدعت ہیں

امام بخاری تاریخ الکبیر 5 / 187 کہتے ہیں
قَالَ البُخَارِيّ ، قَالَ عَلِي: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا الزهْرِيّ، قَالَ: كَانَ الحَسَنُ أَوْثَقَهُمَا، وكَانَ عَبْدُ الله يَتْبَع السَّبَائِيّةَ
امام زہری نے کہا ... عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الحَنَفِيّةِ الهَاشِمِيّ السَّبَائِيّةَ کے پیچھے چلتا تھا

الکامل از ابن عدی میں ہے
حَدَّثَنَا السّاجِي، حَدَّثَنا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنا أَبُو معاوية، قَال: قَال الأَعْمَش اتق هذه السبئية فإني أدركت الناس وإنما يسمونهم الكذابين
أَبُو معاوية نے کہا الأَعْمَش نے کہا السبئية سے بچو کیونکہ میں لوگوں سے ملا وہ ان کو کذاب نام دیتے ہیں

اسی کتاب میں ابن عباس رضی الله عنہ کا قول ہے
حَدَّثَنا السَّاجِي، حَدَّثَنا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنا عثمان بن الهيثم، حَدَّثَنا عَبد الْوَهَّابِ بْنُ مُجَاهد، عَنْ أَبيه، عنِ ابْنِ عَبّاسٍ قَال: إذا كثرت القدرية بالبصرة استكفت أهلها، وَإذا كثرت السبئية بالكوفة استكفت أهلها.
کوفہ میں السبئية کی کثرت ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے وہاں کے رہنے والوں کو گھیر لیا

تاریخ ابن ابی خیثمہ میں ہے
حَدَّثَنَا هَارُون بْنُ مَعْرُوف، قَالَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنا الزّهْرِيّ، قَالَ: حَدَّثَنِي حَسَنُ وعَبْدُ اللَّهِ ابْنَا مُحَمَّد وكانَ حَسَنٌ أَرْضَاهُمَا وكَانَ عَبْدُ اللَّه يَتَّبِعُ حَدِيثَ السَّبَئِيَّة.
امام زہری نے کہا ... عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الحَنَفِيّةِ الهَاشِمِيّ السَّبَائِيّةَ کے پیچھے چلتا تھا

تہذیب الکمال از المزی میں عبد الله بن محمد بن عقیل کے ترجمہ میں اسی قول میں ہے

.قال: وكَانَ عَبد اللَّه يتبع – وفي رواية: يجمع – أحاديث السبئية وهم صنف من الروافض
يہ (عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الحَنَفِيِّةِ) السبئية کی احادیث جمع کرتا جو روافض میں سے ایک صنف ہے

امام احمد نے ابن سبا کا ذکر کیا
وقال صالح بن أحمد: حدثني أبي. قال: حدثنا معاذ، قال: حدثنا ابن عون، قال: ذكرت لإبراهيم رجلين من السبئية، يعني المغيرة بن سعيد، وأبا عبد الرحيم، قد عرفهما، قال: إحذروهما، فإنهما كذأبان. «سؤالاته» (325)
ابن عون، نے کہا میں نے ابراہیم سے السبئية میں سے دو کا ذکر کیا یعنی المغيرة بن سعيد، وأبا عبد الرحيم ... پس کہا یہ کذاب ہیں

یہ حوالے ثابت کرتے ہیں سیف بن عمر سے پہلے سے لوگ ابن سبا کا ذکر کر رہے تھے یہاں کہ ائمہ محدثین نے بھی ابن سبا اور اس کے فرقے کے وجود کا اقرار کیا ہے مثلا قتادہ، الشعبي ، امام زہری، اعمش وغیرہ جو سیف بن عمر سے پہلے کے ہیں
یہ تو صرف اہل سنت کی کتب ہیں اہل تشیع کی کتابوں میں بھی اس کے حوالے بھرے پڑے ہیں

ابن سبا کے نزدیک صرف زبان کا اقرار نہیں بلکہ ایمان کامل نہ ہو گا جب تک ان سابقہ انبیاء کے حکم پر عمل نہ کیا جائے – ابن سبا کے نزدیک قرآن کی بہت سی آیات دو مخالف الوحی کی موجودگی میں نہیں چلے گی مثلا قرآن میں ہے کہ حدود میں گواہ لاو – لیکن ابن سبا کے نزدیک یہ حکم داود علیہ السلام نے نہیں کیا ہے لہذا یہ گواہ طلب کرنا غیر ضروری ہوا – افسوس اس قسم کی سوچ کے چند اقوال اہل تشیع کی کتب میں در کر آئے ہیں

اہل تشیع کی کتاب كلمات الإمام الحسين (ع) الشيخ الشريفي ، مختصر بصائر الدرجات- الحسن بن سليمان الحلي میں ہے
حدثنا إبراهيم بن هاشم، عن محمد بن خالد البرقي، عن ابن سنان أو غيره، عن بشير، عن حمران، عن جعيد الهمداني ممن خرج مع الحسين عليه السلام بكربلا، قال: فقلت للحسين عليه السلام

جعلت فداك بأي شئ تحكمون. قال [عليه السلام]: يا جعيد نحكم بحكم آل داود، فإذا عيينا عن شئ تلقانا به روح القدس

جعيد الهمداني جو امام حسين علیہ السلام کے خروج کربلا میں ساتھ نکلے تھے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام حسین سے پوچھا کہ آپ کس بات کا حکم کرتے ہیں ؟ حسین نے فرمایا ہم ائمہ ال داود کے حکم پر حکم کرتے ہیں- جب ہم کسی چیز کو تلاش کرتے ہیں تو ہم پر روح القدس سے القا کیا جاتا ہے

معلوم ہوا کہ سبائیوں کے نزدیک حسین رضی اللہ عنہ قرآن کی سر بلندی کے لئے نہیں بلکہ شریعت داودی کی سر بلندی کے لئے خروج کر رہے تھے - جعيد الهمداني کا تذکرہ اہل سنت کی کتب میں موجود نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے یہ کوئی مجہول تھا

اہل تشیع کی کتاب الخرائج والجرائح از قطب الدين الراوندي میں امام ابو عبد اللہ کے کشف یا خواب کا ذکر ہے

وعن محمد بن عيسى بن عبيد ، عن صفوان
بن يحيى ، عن أبي علي الخراساني ، عن أبان بن تغلب ، عن أبي عبدالله عليه السلام
قال : كأني بطائر أبيض فوق الحجر ، فيخرج من تحته رجل يحكم بين الناس بحكم آل
داود وسليمان ، ولايبتغي بينة
أبان بن تغلب نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں میں ایک سفید پرندہ پر ہوں الحجر (کعبہ ؟) پر اور میرے قدم سے نکلا جو لوگوں پر حکم کرے گا ال داود و سلیمان کی طرح اور شہادت طلب نہیں کرے گا

شیعوں کی معجم أحاديث المهدي میں ہے

سيأتي من مسجدكم هذا يعني مكة ثلثمائة وثلث (ثلاثة) عشر رجلا ،
يعلم أهل مكة أنه لم يلدهم آبائهم ولا أجدادهم ، عليهم السيوف مكتوب
على كل سيف كلمة تفتح ألف كلمة ، تبعث الريح فتنادي بكل واد : هذا

المهدي هذا المهدي ، يقضي بقضاء آل داود ولا يسأل عليه بينة

مسجد الحرام پر ۳۳۰ مرد آئیں گے جن کو اہل مکہ جانتے ہوں گے کہ یہ ان کے باپوں و دادا کی اولاد نہیں ان پر تلواریں ہوں گی جن پر ایک کلمہ لکھا ہو گا – اس کلمہ سے ہزار کلمے اور کھلیں گے ایک ہوا آئی گی جس سے وادی گونجے گی کہ یہ المہدی ہے یہ المہدی ہے یہ ال داود کے مطابق فیصلہ کرے گا اور گواہی طلب نہیں کرے گا

محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن سنان ،
. عن أبان قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : – كما في رواية بصائر الدرجات الاولى
الارشاد : ص 365 – 366 – مرسلا ، عن عبدالله بن عجلان ، عنه عليه السلام ، إذا قام قائم
آل محمد صلي الله عليه وآله حكم بين الناس بحكم داود عليه السلام لا يحتاج إلى بينة ،
يلهمه الله تعالى فيحكم بعلمه ، ويخبر كل قوم بما استبطنوه ، ويعرف وليه من عدوه
. " بالتوسم ، قال الله سبحانه : إن في ذلك لآيات للمتوسمين وإنها لبسبيل مقيم

جب ال محمد قائم ہوں گے وہ لوگوں کے درمیان داود کے حکم پر حکم کریں گے ان کو شہادت کی ضرورت نہ ہو گی

مدعا یہ ہے کہ امام المہدی شریعت محمدی کے تحت فیصلہ کرنے کے پابند نہ ہوں گے بلکہ چونکہ قرآن میں تمام انبیاء کو ماننے کا ذکر ہے تو وہ اس میں شریعت داود پر عمل کریں گے

ابن سبا کا یہ تصور اصل میں داودی نسل سے مسیح کا تصور ہے جس کے یہودی منتظر تھے – اور ان کے نزدیک اصلی مسیح کا ظہور نہیں ہوا ہے

صحیح عقیدہ یہ ہے کہ ہم صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و شریعت کی اتباع کریں گے -سابقہ انبیاء کی شریعتوں کو ہم مانتے ہیں کہ من جانب اللہ تھیں لیکن وقتی و محدود علاقوں کے لئے تھیں – شریعت محمدی تمام عالم کے لئے ہے

اس کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور موسی علیہ السلام میں بہت مماثلت تھی اور اس یہ بائبل کے انبیاء کو من و عن قبول کرتا تھا اور ان کے اقوال کی روشنی میں رسول اللہ کو بھی دیکھتا تھا- اس کے نزدیک علی کے کئی روپ تھے-

اوپر آپ نے دیکھا کہ ایک انسان نما شخص مرکبہ پر یا کعب الاحبار کے بقول عرش پر تھا- اس انسان کو یہودی صوفی رب الارض یا بار النعش کہتے ہیں- بار النعش کا مطلب ہے ابن آدم لیکن یہ ابن آدم کوئی عام انسان نہیں اس کا ذکر کتاب دانیال میں ہے کہ یہ زمین کی سیر کرتا ہے اور واپس جا کر رب تعالی کو خبر کرتا ہے

ابن سبا نے اس بار النعش کو علی رضی اللہ عنہ سے ملا دیا- اس طرح علی آسمان میں بادل میں اڑنے لگے- ان کو کہا گیا کہ ایک بادل ملا ہے جس پر وہ سوار ہوتے ہیں جس کو شیعہ الصعب کہتے ہیں

صحیح مسلم میں ہے کہ بادل اللہ کے پاس سے اتا ہے

وحدثنا يحيى بن يحيى ، اخبرنا جعفر بن سليمان ، عن ثابت البناني ، عن انس، قال: قال انس : " اصابنا ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم مطر، قال: فحسر رسول الله صلى الله عليه وسلم ثوبه حتى اصابه من المطر، فقلنا: يا رسول الله لم صنعت هذا؟ قال: " لانه حديث عهد بربه تعالى "

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم پر برسات ہوئی اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو کھول دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا یہاں تک کہ پہنچا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مینہ اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس لئے کہ یہ ابھی اپنے پروردگار کے پاس سے آیا ہے"۔

راقم کہتا ہے یہ روایت کوئی شیعہ ہی روایت کر سکتا ہے جو سبائی ہو - اس میں جعفر بن سلیمان الضبعی ہے جو ثابت سے روایت کرتا ہے اور شیعہ ہے اس کو امام یحییٰ القطان نے ضعیف قرار دیا ہے

کتاب بصائر الدرجات از محمد بن الحسن الصفار، تصحیح و تعلیق وتقدیم: الحاج میرزا حسن کوچہ باغی، مطبعۃ الأحمدی – طہران منشورات الأعلمی –طہران کے مطابق

أبو جعفر محمد بن الحسن بن فروخ الصفار المتوفى سنة ٢٩٠ جو الإمام الحسن العسكري کے اصحاب میں سے تھے باب في ركوب أمير المؤمنين ع السحاب وترقيه في الأسباب والأفلاك (باب امير المومنين على علیہ السلام کا بادل کی سواری کرنااور اس میں اسباب و افلاک پر بلند ہونا) میں روایت کرتے ہیں

حدثنا أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة بن مهران عن أبي بصير عن أبي جعفر عليه السلام أنه قال إن عليا عليه السلام ملك ما في الأرض و ما في تحتها فعرضت له السحابان الصعب والذلول فاختار الصعب وكان في الصعب ملك ما تحت الأرض وفى الذلول ملك ما فوق الأرض واختار الصعب على الذلول فدارت به سبع أرضين فوجد ثلث خراب وأربع عوامر

(٢) حدّثنا أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة بن مهران عن أبي بصير عن أبي جعفر عليه السلام أنه قال: **إن علياً عليه السلام ملك ما فوق الأرض وما تحتها فعرضت له السحابان الصعب والذلول فاختار الصعب وكان في الصعب ملك ما تحت الأرض وفي الذلول ملك ما فوق الأرض واختار الصعب على الذلول فدارت به سبع ارضين فوجد ثلاثاً خربة وأربعاً عوامر.**

ابی بصیر، ابی جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک علی کی تمکنت میں ہے جو کچھ زمین میں اور تحت الثری میں ہے پس ان پر دو بادل پیش کیے گئے الصعب (مشکل) اور الذلول (آسانی) . انہوں نے الصعب کو الذلول پر منتخب کیا پس الصعب پر انہوں نے سات زمینوں کی سیر کی اور اس میں سے ایک تہائی کو ویران و برباد پایا اور باقی کو آباد

ابی جعفر ایک اور روایت میں الصعب کی تفصیل بتاتے ہیں

(١) حدّثنا أحمد بن محمد عن علي بن سنان عن عبد الرحيم أنه قال: ابتدأني أبو جعفر عليه السلام فقال: **أما إنّ ذا القرنين قد خيّر السحابين فاختار الذلول وذخر لصاحبكم الصعب،** قلت: وما الصعب؟ قال: **ما كان من سحاب فيه رعد وبرق وصاعقة فصاحبكم يركبه أما إنه سيركب السحاب ويرقى في الأسباب أسباب السموات السبع خمس عوامر واثنتان خراب.**

احمد بن محمّد کہتے ہیں ابو جعفر علیہ السلام نے بات شروع کی اور کہا کہ ذوالقرنین نے دو بادلوں میں سے الذلول کو لیا اور تمھارے صاحب نے الصعب کو لیا میں نے پوچھا یہ الصعب کیا ہے؟ کہا وہ بادل جس میں بجلی، اس کی کوند اور کڑک ہے پس تمھارے صاحب (علی) اس کی سواری کرتے ہیں اور اسباب میں سے بلند ہوتے سات آسمان کی سیر کرتے ہیں...ہ

صحیح مسلم میں ہے

وحدثني أبو أيوب سليمان بن عبيد الله الغيلاني، حدثنا أبو عامر يعني العقدي، حدثنا رباح، عن قيس بن سعد، عن مجاهد، قال: جاء بشير العدوي إلى ابن عباس، فجعل يحدث، ويقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجعل ابن عباس لا يأذن لحديثه، ولا ينظر إليه، فقال: يا ابن عباس، مالي لا أراك تسمع لحديثي، أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا تسمع، فقال ابن عباس: " إنا كنا مرة إذا سمعنا رجلا يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، ابتدرته أبصارنا، وأصغينا إليه بآذاننا، فلما ركب الناس الصعب، والذلول، لم نأخذ من الناس إلا ما نعرف

بشیر العدوی[8]، ابن عباس کے پاس آیا اور روایت کرنے لگا اور بولا رسول اللہ نے کہا، رسول اللہ نے کہا، پس ابن عباس نے اس کی حدیث کی اجازت نہیں دی اور نہ اس کی طرف دیکھا۔ اس پر وہ ابن عبّاس سے مخاطب ہوا کیا وجہ ہے کہ اپ میری حدیث نہیں سنتے جبکہ میں رسول اللہ کی حدیث سنا رہا ہوں؟ پس ابن عباس نے کہا ایک

8

امام احمد العلل میں ذکر کرتے ہیں
وقال عبد الله: حدثني أبو خيثمة. قال: حدثنا سفيان بن عيينة. قال: قال عمرو: قال لي طاووس: انطلق بنا نجالس الناس فوجدنا رجلاً عليه جماعة، فإذا فيهم بشير بن كعب. فقال طاووس: رأيت هذا أي ابن عباس، فجعل يحدثه. فقال ابن عباس: كأني أسمع حديث أبي هريرة
طاؤس نے عمرو سے کہا چلو لوگوں کي اس مجلس ميں بيٹھتے ہيں جس ميں لوگ جمع ہوں تو وہ وہاں پہنچے تو ديکھا وہاں بشير العدوي بصري ہے - طاؤس نے کہا ميں نے اس کو ابن عباس کے پاس ديکھا تھا حديث بيان کرتے ہوئے پھر ابن عباس نے کہا ميں نے (بشير سے) گويا ابو ہريرہ جيسي کوئي حديث سني

بشير بن كعب بن أبي الحميري کي بدعات کا امام بخاري نے تاريخ الکبير ميں ذکر کيا
قَالَ الحسنُ بْن واقع: حدَّثنا ضَمرة، عن الحَكَم بن سُليمان بْن أَبي غيلان (1) ، لما كَانَ طاعونُ الجارف، احتفر بُشير بن كَعب العَدَوِيّ زمن طاعون الجارف قبرا، فقرأ فِيهِ القرآنَ، فلما ماتَ دُفن فيه.

سليمان بن ابي غيلان نے کہا جب طاعونُ الجارف کے دور ميں بشير بن کعب العدوي نے قبر کھودي اس ميں بيٹھ کر قرآن پڑھا پس جب موت ہوئي تو اس قبر ميں تدفين ہوئي

وقت تھا جب ہم سنتے کسی نے کہا قال رسول اللہ ہم نگاہ رکھتے اور اپنے کان اس (حدیث) پر لگاتے . لیکن جب سے لوگوں نے الصعب اور الذلول کی سواری کی تو ہم روایات نہیں لیتے مگر صرف اس سے جس کو جانتے ہوں

الصعب اور الذلول کی اہل سنت میں کوئی حتمی رائے نہیں لیکن شیعہ کتب سے واضح ہے کہ یہ ابن سبا کا عقیدہ تھا اور ابن عباس اس پر جرح کر رہے ہیں

علی کسی بادل پر رہتے تھے اہل سنت نے بھی روایت کیا ہے

الحافظ المقدسی کی الأحادیث المختارۃ میں ہے

أخبرنا عبد المعز بن محمد الهروي قراءة عليه بها قلت له: أخبركم محمد بن إسماعيل بن الفضيل — قراءة عليه وأنت تسمع — أنا محلم بن إسماعيل الضبي، أنا الخليل بن أحمد السجزي، أنا محمد بن إسحاق بن إبراهيم السراج، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا أبو عوانة عن سماك عن حبيب بن حماز، قال: كنت عند علي بن أبي طالب وسأله رجل عن ذي القرنين كيف بلغ المشرق والمغرب؟ قال: سبحان الله، سُخِّرَ له السحابُ ومُدَّتْ لَهُ الأسبابُ وبُسِطَ لهُ النُّورُ فقال: أزيدك؟ قال: فسكت الرجل وسكت علي

حبیب بن حماز نے کہا ہم علی کے پاس تھے ان سے ایک شخص نے ذی القرنین پر سوال کیا کہ یہ مشرق و مغرب کیسے پہنچے ؟ علی نے کہا سبحان اللہ ! ان کے لئے بادل کو مسخر کیا گیا اور اسباب کو مقرر کیا گیا اور نور کو پھیلا دیا گیا- حبیب بن حماز نے کہا اپ کو (بھی بادل پر) بلند کیا گیا؟ پس حبیب بن حماز نے کہا: یہ شخص اور علی دونوں چپ رہے

سند میں سماک بن حرب ہے جس کو شعبہ ، سفیان الثَّوریّ، صالح جزرۃ اور ابن مبارک نے ضعیف قرار دیا ہے البتہ دیگر نے صدوق کہا ہے

قال إحمد: سماک مضطرب الحدیث

جریر کہتے اس کا دماغ چل گیا تھا

سماک کہا کرتا کہ اس کو خواب میں حکم ملتے ہیں الکامل از ابن عدی میں ہے

حَدَّثَنَا الحسين بن عفير الأنصاري، حَدَّثَنا سَعِيد بن سلمة، حَدَّثنا إِبْرَاهِيم بْن عُيَينة أخو سُفيان، عَن شُعْبَة عن سماك بْن حرب، قَال: قِيل لي في المنام إياك والكذب إياك والنميمة إياك ولحوم الناس.

.. سماک نے کہا مجھے نیند میں کہا گیا جھوٹ سے بچو

النسائی نے کہا اس کی منفرد روایت نہیں لی جائے گ لہذا یہ روایت قابل رد ہے

یہ راوی اختلاط کا شکار ہوا۔ ممکن ہے اس کا اثر ہو

البتہ امام علی کے لئے بادل تھا جس سے انہوں نے سیاروں کی سیر کی اہل تشیع کا قول قرن اول میں معروف تھا

اس بادل کو الصعب کہا جاتا ہے

ابن سباجو اصلاایک یہودی تھا، اس نے یہ عقیدہ کہاں سے لیا؟ ہماری تحقیق کے مطابق یہ عقیدہ یہودی تصوف سے آیا ہے جو عیسی علیہ السلام سے بھی پہلے مروج ہو چکا تھا اور اس پر علماء یہود کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تھا

اہل تشیع کی کتب میں علی کو الیاس سے اصف بن برخیاہ سے ذوالقرنین سے اسی وجہ سے ملایا گیا ہے کہ ان سب شخصیات کو یہودی آج تک زندہ سمجھتے ہیں اور رافضیوں کے نزدیک علی مرے نہیں آسمان میں چلے گئے وہاں بادل سے امت کو دیکھ رہے ہیں –وقت انے پر امام مہدی کا اعلان کریں گے

کتب جرح و تعدیل میں بعض راویوں کے لئے ملتا ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ علی بادلوں میں ہیں. اس عقیدے کو ابن سبا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے

البیان از جاحظ کے مطابق ان لوگوں کے لئے المعتمر شعر پڑھا کرتے تھے

ومن قوم إذا ذكروا عليا ... يردون السلام على السحاب

اور ایک قوم ہے کہ جب علی کا ذکر ہوا انہوں نے بادل کو سلام کیا

کتاب سیر اِعلام النبلاء از الذہبی کے مطابق إِسْحَاقُ بنُ سُنَيْنٍ روایت کرتے ہیں کہ ابْنِ المُبَارَكِ کہتے تھے

ولااقول علی فی السحاب لقد...إقول فیہ إذاجوراوعدوانا

اور نہیں کہتا کہ علی بادل میں ہیں گر کہہ دوں تو یہ ظلم وزیادتی ہے

امام مسلم صحیح مسلم کے مقدمے میں لکھتے ہیں

وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ [ص:21]: {فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ} [يوسف: 80]، فَقَالَ جَابِرٌ: «لَمْ يَجِئْ تَأْوِيلُ هَذِهِ»، قَالَ سُفْيَانُ: وَكَذَبَ، فَقُلْنَا لِسُفْيَانَ: وَمَا أَرَادَ بِهَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ الرَّافِضَةَ تَقُولُ: إِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ، فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مِنْ وَلَدِهِ حَتَّى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ يُرِيدُ عَلِيًّا أَنَّهُ يُنَادِي اخْرُجُوا مَعَ فُلَانٍ، يَقُولُ جَابِرٌ: «فَذَا تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ، وَكَذَبَ، كَانَتْ فِي إِخْوَةِ يُوسُفَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

روافض سورہ یوسف کی آیت فَلَنۡ اَبۡرَحَ الۡاَرۡضَ حَتّٰى يَاۡذَنَ لِىۡۤ اَبِىۡۤ اَوۡ يَحۡكُمَ اللّٰهُ لِىۡ‌ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ کی تشریح اس سے کرتے کہ علی بادلوں میں ہیں اور وہ ان سے نہیں نکلیں گے یہاں تک کہ ان کی اولاد میں سے ایک شخص آئے جس کے لئے آسمان سے علی منادی کریں گے کہ فلاں کے ساتھ خروج کرو اور یہ تاویل جابر الجعفی کیا کرتا تھا

کتاب تہذیب التہذیب از ابن حجر میں سنن ابن ماجہ کے راوی عمرو بن جابر الحضرمی جو امام مہدی کی روایت کے راوی ہیں، ان کے لئے بتاتے ہیں

عمرو بن جابر الحضرمی کے لئے ابو زرعۃ المصری کہتے تھے

قال بن إبي مريم قلت لابن لهيعة من عمرو بن جابر هذا قال شيخ منا إحمق كان يقول إن عليا في السحاب

ابن ابی مریم کہتے ہیں میں نے ابن لھیعۃ سے پوچھا کہ عمرو بن جابر کون ہے بولے ایک بوڑھا احمق کہتا تھا علی بادلوں میں ہیں

ابن ماجہ کی روایت جو یہ بیان کیا کرتا تھا وہ یہ ہے

حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِىُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِىُّ قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ الْحَرَّانِىُّ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِى زُرْعَةَ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ الْحَضْرَمِىِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِىِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُونَ لِلْمَهْدِىِّ ». يَعْنِى سُلْطَانَهُ.

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِىِّ کہتے ہیں رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا مشرق سے لوگ نکلیں گے جو المہدی کے لئے راہ ہموار کریں گے یعنی ان کی حکومت

کتاب لسان المیزان از ابن حجر میں مسند ابی یعلی کے راوی فرات بن الأحنف کے لئے ابن نمیر کہتے ہیں

قال ابن نمير: كان من أولئك الذين يقولون: علي في السحاب

ابن نمیر کہتے ہیں یہ ان میں سے ہیں جو کہتے ہیں علی بادل میں ہیں

کتاب لسان المیزان از ابن حجر میں راوی مسعدة بن الیسع الباہلی کے لئے کہتے ہیں

قال جعفر: قال أبي: فحرفها هؤلاء وقالوا: علي في السحاب

جعفر کہتے ہیں میرے باپ نے کہا ان لوگوں نے (دین میں) تحریف کی اور کہا علی بادل میں ہیں

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ کے راوی بھی سبائی عقائد کے پرچارک ہیں

جنگ خیبر کے حوالے سے

هبيرة نے کہا حسن نے خطبہ دیا کہا کل تم کو ایک شخص چھوڑ گیا اس کا سا علم پچھلے والوں میں سے کسی کے پاس نہ تھا اور نہ بعد والوں تک ہو گا- رسول الله نے اس کو جھنڈے کے ساتھ بھیجا جبریل سیدھے ہاتھ پر میکائیل بائیں ہاتھ پر وہ نہیں لوٹا یہاں تک کہ فتح ہوئی

ہبیرۃ بْن یریم. پر سخت جرح ہے

قَالَ السعدي هبيرة بْن يريم كَانَ مختاريا

یہ مختار ثقفی کذاب کا ساتھی تھا

مختار ثقفی کذاب کا کہنا تھا کہ اس کے اوپر جبریل اتے ہیں اور اس روایت میں یہ علی کے لئے بیان کیا گیا ہے

جبکہ فرشتے صرف جنگ بدر و احد میں اترے ہیں

دوسری سند میں عمرو بن حبشی نے اضافی الفاظ بیان کیے ہیں

اس نے نہ پیلا چھوڑا نہ سفید سوائے سات سو درہم کے جو عطا کیے اپنے گھر والوں کے خادموں کو

قال المزي: زعم ابن حبان أن عمرو بن حبشي الزبيدي، وعمرو بن حريش الزبيدي واح

ابن حبان کے نزدیک عمرو بن حبشی اور عمرو بن حریش الزبیدی ایک ہیں اور یہ مجہول. ہے

عمرو بن حبشی الزبیدی الکوفی بھی مجہول ہے

یہ دیکھیں یہ آپ کے لئے مثال ہے جس راوی کو متقدمین مجہول قرار دے گئے ہیں، علی کی محبت میں

البانی، زبیر علی زئی، شعیب ارنوط، محمد عوّامۃ، الدکتور علی الصلابی، احمد شاکر وغیرہ اس کو حسن قرار دینا چاہ رہے ہیں- جو راوی مجہول الحال ہو اس کی روایت فضائل میں بیان ہونے کی وجہ سے حسن ہوتی ہے- البتہ روایت میں غلو کس قدر ہے علی جیسا علم ان سے پہلے کسی کے پاس نہ تھا جبکہ انبیاء کا درجہ علی سے بلند ہے وہ علی سے بڑھ کر علم والے تھے

کتاب اوسط الطبرانی میں اس کی ایک سند ہے

حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ: نا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: نا سُكَيْنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: نا حَفْصُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عَلِيٌّ قَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، وَاللَّهِ لَقَدْ قَتَلْتُمُ اللَّيْلَةَ رَجُلًا فِي لَيْلَةٍ نَزَلَ فِيهَا الْقُرْآنُ، وَفِيهَا قُتِلَ يُوشَعُ بْنُ نُونَ فَتَى مُوسَى، وَفِيهَا رُفِعَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، مَا سَبَقَهُ أَحَدٌ مِنْ قَبْلِهِ، وَلَا لَحِقَهُ أَحَدٌ كَانَ بَعْدَهُ، وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَبْعَثُهُ فِي السَّرِيَّةِ، جِبْرِيلُ عَنْ يَمِينِهِ، وَمِيكَائِيلُ عَنْ يَسَارِهِ، وَاللَّهِ مَا تَرَكَ صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ، إِلَّا سَبْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ، أَوْ ثَمَانَ مِائَةِ دِرْهَمٍ، أَرْصَدَهَا لِخَادِمٍ يَشْتَرِيهَا» [ص:225] لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَفْصِ بْنِ خَالِدٍ إِلَّا سُكَيْنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، تَفَرَّدَ بِهِ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ"

سند میں حفص بْن خالِد بْن جابِر مجہول ہے البتہ البانی نے ادھر ادھر کی باتیں کی ہیں پھر جرح کی ہے اور اس روایت کو الصحیحہ میں بھی رہنے دیا جو عجیب بات ہے

السنن الکبری از نسائی میں ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ: حَاصَرْنَا خَيْبَرَ فَأَخَذَ اللِّوَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَانْصَرَفَ وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُ، وَأَخَذَهُ مِنَ الْغَدِ عُمَرُ فَانْصَرَفَ، وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُ، وَأَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ شِدَّةٌ وَجَهْدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي دَافِعٌ لِوَائِي غَدًا إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ، وَيُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، لَا يَرْجِعُ حَتَّى يُفْتَحَ لَهُ» وَبِتْنَا طَيِّبَةً أَنْفُسُنَا أَنَّ الْفَتْحَ غَدًا، فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْغَدَاةَ، ثُمَّ قَامَ قَائِمًا وَدَعَا بِاللِّوَاءِ، وَالنَّاسُ عَلَى مَصَافِّهِمْ فَمَا مِنَّا إِنْسَانٌ لَهُ مَنْزِلَةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَهُوَ يَرْجُو أَنْ يَكُونَ صَاحِبَ اللِّوَاءِ فَدَعَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَهُوَ أَرْمَدُ فَتَفَلَ فِي عَيْنَيْهِ، وَمَسَحَ عَنْهُ، وَدَفَعَ إِلَيْهِ اللِّوَاءَ، فَفَتَحَ اللهُ لَهُ، قَالَ: «أَنَا فِيمَنْ تَطَاوَلَ لَهَا«

حسین بن واقد نے ابو بریدہ سے روایت کیا کہ ابی بریدہ نے کہا میں خیبر میں حاضر تھے جھنڈا ابو بکر کو دیا گیا وہ گئے اور بغیر فتح لوٹے پھر عمر کو دیا گیا وہ گئے اور بغیر فتح لوٹے ...پھر رسول اللہ نے فرمایا میں جھنڈا اب اس کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور وہ نہیں لوٹے گا حتی کہ فتح ہو گی

پھر راوی بیان کرتا ہے کہ علی کو جھنڈا دیا گیا-اس روایت کو شیخین کی مخالفت میں بیان کیا گیا اور مقصد یہ تھا کہ علی کو شیخین سے افضل قرار دیا جا سکے-امام احمد کا قول ہے

قال عبد الله بن أحمد: قال أبي: ما أنكر حديث حسين بن واقد، وأبي المنيب، عن ابن بريدة. «العلل»

کتنی منکر ہوتی ہیں حسین بن واقد کی ابن بریدہ سے روایات

وقال المروذى: وذكر (أبو عبد الله) حسين بن واقد. فقال: ليس بذاك. «سؤالاته» (146).

وقال الميموني: قال أبو عبد الله: حسين بن واقد، له أشياء مناكير. «سؤالاته» (444).

وقال أحمد بن أصرم بن خزيمة: سمعت أحمد بن حنبل. وقيل له في حديث أيوب عن نافع، عن ابن عمر، عن النبي عليه السلام في الملبقة، فأنكره أبو عبد الله وقال: من روى هذا؟ قيل له: الحسين بن واقد. فقال بيده، وحرك رأسه، كأنه لم يرضه. «ضعفاء العقيلي. (300) »

امام احمد نے الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ کو سخت ضعیف قرار دیا-ابو یعلی نے مدلس بھی قرار دیا

علی، عیسیٰ کی مانند ہیں

فضائل صحابہ از احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قثنا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، قَالَا: نا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَّارُ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَصِيرَةَ، عَنْ أَبِي صَادِقٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِذٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا عَلِيُّ، فِيكَ مَثَلٌ مِنْ عِيسَى، أَبْغَضَتْهُ يَهُودُ حَتَّى بَهَتُوا أُمَّهُ، وَأَحَبَّتْهُ النَّصَارَى حَتَّى أَنْزَلُوهُ الْمَنْزِلَ الَّذِي لَيْسَ لَهُ»

–حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ أَبُو الْحَارِثِ، قثنا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَّارُ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَصِيرَةَ، عَنْ أَبِي صَادِقٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِذٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فِيكَ مَثَلٌ مِنْ عِيسَى أَبْغَضَتْهُ يَهُودُ حَتَّى بَهَتُوا أُمَّهُ، وَأَحَبَّتْهُ النَّصَارَى حَتَّى أَنْزَلُوهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِي لَيْسَ بِهِ» . ثُمَّ قَالَ: «يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ، مُحِبٌّ مُفْرِطٌ، يُقَرِّظُنِي بِمَا لَيْسَ فِيَّ، وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ شَنَآنِي عَلَى أَنْ يَبْهَتَنِي»

علی نے کہا: (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا "تم میں عیسیٰ علیہ السلام سے ایک طرح کی مشابہت ہے یہودیوں نے ان (عیسیٰ علیہ السلام) سے بغض رکھا تو اتنا زیادہ رکھا کہ ان کی ماں (مریم علیہ

السلام) پر (زنا کا) بہتان باندھا اور عیسائیوں نے ان سے محبت و وابستگی قائم کی تو اتنی (زیادہ اور غلو کے ساتھ قائم کی) کہ ان کو اس مرتبہ و مقام پر پہنچا دیا جو ان کے لئے ثابت نہیں ہے (یعنی ان کو " اللہ " یا ابن اللہ " قرار دے ڈالا) یہ حدیث بیان کرنے کے بعد علی نے کہا (مجھے یقین ہے کہ اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی طرح میرے بارے میں بھی) دو شخص یعنی دو گروہ اس طرح ہلاک (یعنی گمراہ) ہوں گے کہ ان میں سے ایک تو جو مجھ سے محبت رکھنے والا ہوگا اور اس محبت میں حد سے متجاوز ہوگا، مجھ کو ان خوبیوں اور برائیوں کا حامل قرار دے گا جو مجھ میں نہیں ہونگی، اور ایک جو مجھ سے بغض و عناد رکھنے والا ہوگا، میری دشمنی سے مغلوب ہو کر مجھ پر بہتان باندھے گا

اس کی سند میں الحارث بن حصیرۃ الأزدی، أبو النعمان الکوفی ہے

.قال أبو أحمد الزبيري: كان يؤمن بالرجعة – زبیری نے کہا یہ رجعت پر ایمان رکھتا ہے[9]

9

مفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام از دکتور جواد علی میں ہے
الرجعة: واعتقد قوم من العرب في الجاهلية بالرجعة: أي الرجوع إلى الدنيا بعد الموت فيقولون أن الميت يرجع إلى الدنيا كرة أخرى ويكون فيها حيًّا كما كان
جاہلی عربوں کی ایک قوم رجعت کا عقیدہ رکھتی تھی کہ مرنے والا واپس دنیا میں موت کے بعد آ جاتا ہے اور اسی طرح زندہ ہو جاتا ہے جیسے پہلے تھا

وفات النبی کے وقت اس قسم کا قول عمر رضی اللہ عنہ نے بھی بولا
طبری میں ہے
فَحَدَّثَنَا ابْنُ حميد، قال: حدثنا سلمة، عن ابن إسحاق، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ....
لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم، قام عمر بن الخطاب، فقال: إن رجالًا من المنافقين يزعمون أن رسول الله توفي، وأن رسول الله والله ما مات،
ولكنه ذهب إلى ربه كما ذهب موسى بن عمران، فغاب عن قومه أربعين ليلة، ثم رجع بعد أن قيل قد مات، والله ليرجعن رسول الله فليقطعن أيدي رجال وأرجلهم يزعمون أن رسول الله مات

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عمر بن الخطاب نے کہا منافقوں میں بعض مرد کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ کی وفات ہو گئی ہے اور بے شک آپ کی وفات نہیں ہوئی لیکن آپ اپنے رب کے پاس گئے ہیں جیسے موسی علیہ السلام
اپنے رب کے پاس گئے اور چالیس رات اپنی قوم پر غائب رہے پھر رجع کیا بعد اس کے کہا گیا کہ وہ مر گئے ہیں – اللہ کی قسم رسول اللہ واپس آئیں گے وہ ان منافقوں کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالیں گے کہ ان کا دعوی ہے کہ رسول اللہ وفات پا گئے ہیں

عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سختی سے رد کیا – بلا شبہ اس وقت جو غم کی کیفیت تھی اس کی وجہ سے عمر ایسا کہہ گئے

عقیدہ رجعت لیکن ایک عقیدے کے طور پر یہود میں موجود ہے اور آج بھی یہود اس کے قائل ہیں کہ اصلی مسیح کے ظہور پر بنی اسرائیلی زندہ ہوں گے – اس عقیدے کا پرچار ابن سبا نے سب سے پہلے کیا

ابن سبأ أول من قال بالرجعة

ابن سبا نے سب سے پہلے رجعت کا قول کہا

اس کے بعد رجعت کا قول شیعہ راویوں میں قرن اول سے ہی چل رہا ہے جن میں بعض بہت مشہور ہیں مثلا

أبو الطفیل عامر بن واثلة المتوفی 110 ہجری پر ابن قتیبہ کا المعارف میں قول ہے
وكان مع «المختار» صاحب رايته، وكان يؤمن بالرّجعة
یہ مختار ثقفی کے جھنڈے تلے تھے اور رجعت پر ایمان رکھتے تھے

جابر الجعفي المتوفی ١٣٠ ھ کے لئے ابن قتیبہ المعارف میں لکھتے ہیں
جابر بن يزيد. وكان ضعيفا في حديثه. وهو من الرّافضة الغالية، الذين يؤمنون بالرّجعة
یہ حدیث میں ضعیف ہے رافضی غالی ہے رجعت پر ایمان رکھتا تھا

کتاب از الفسوی میں ہے
قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَحْمِلُونَ عَلَى جَابِرٍ قَبْلَ أَنْ يُظْهِرَ مَا أَظْهَرَ، فَلَمَّا أَظْهَرَ مَا أَظْهَرَ اتَّهَمَهُ النَّاسُ فِي حَدِيثِهِ، وَتَرَكَهُ بَعْضُ النَّاسِ، فَقِيلَ لَهُ: وما أظهر؟ قال: الايمان بالرجعة.

جب جابر کا عقیدہ ظاہر نہیں تھا لوگ اس کی روایت لیتے تھے

تاریخ طبری جلد ١١ میں لکھا ہے
قال العباس: وحدثنا يحيى بن يعلى المحاربى عن زائده قال: كان جابر الجعفى كذابا يؤمن بالرجعة

تاریخ المنتظم في تاريخ الأمم والملوك از ابن جوزی میں إسماعيل بن محمد بن يزيد بن ربيعة، أبو هاشم الحمْيَري
پر لکھا ہے
وكان الحميري يشرب الخمر، ويقول بالرجعة

عبداللہ بن محمد بن حنفیہ (علی رضی اللہ عنہ کا پوتا) امام زہری کے مطابق یہ السبییہ میں سے تھا

اصبغ بن نباتہ المتوفی ١١٠ ہجری – یہ علی کی پولیس میں تھا اور یہ رجعت پر ایمان رکھتا تھا
قَالَ الْعُقَيْلِيُّ : كَانَ يَقُولُ بِالرَّجْعَةِ.
امام عقیلی کہتے ہیں یہ رجعت کا کہتا تھا

تاریخ اسلام از الذھبی میں ہے
عُثْمَانُ بْنُ عمير أبو اليقظان البجلي الكوفي الأعمى١٥٠ ھ رجعت پر ایمان رکھتا تھا
قَالَ أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: كَانَ يُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ.

قرن اول کا مشہور شاعر کثیر بھی اسی عقیدے پر تھا – تاریخ اسلام از الذھبی میں ہے
كثيّر عزّة الشاعرة المشهور هو كثير بن عبد الرحمن بن الأسود الخزاعي
تاریخ طبری میں سن ١٥٠ ہجری میں مرنے والوں پر لکھا ہے
وكثير شيعى يؤمن بالرجعة.
کثیر عزہ الشاعر رجعت پر ایمان رکھتا تھا
قَالَ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ: قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: إِنِّي لأَعْرِفُ صَلاحَ بَنِي هَاشِمٍ وَفَسَادَهُمْ بِحُبِّ كُثَيِّرٍ، فَمَنْ أَحَبَّهُ مِنْهُمْ فَهُوَ فَاسِدٌ، وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَهُوَ صَالِحٌ، لِأَنَّهُ كَانَ خَشَبِيًّا يُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ

مزید لوگ یہ ہیں جو رجعت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ لسٹ تو صرف اہل سنت کے مصادر کو دیکھ کر مرتب کی گئی ہے
راشد الہجری یہ علی کے ساتھ تھا رجعت پر ایمان رکھتا تھا
یونس بن خبیب رجعت پر ایمان رکھتا تھا
داود بن یزید رجعت پر ایمان رکھتا تھا
المغیرہ بن سعید رجعت پر ایمان رکھتا تھا
بیان بن سمعان رجعت پر ایمان رکھتا تھا
حارث بن حصیرہ المتوفی ١٥٠ ھ رجعت پر ایمان رکھتا تھا
محمد بن سائب الکلبی رجعت پر ایمان رکھتا تھا
اسمعیل بن خلیفہ رجعت پر ایمان رکھتا تھا
عمرو بن جابر الحضرمی رجعت پر ایمان رکھتا تھا
ثابت بن ابی صفیہ المتوفی ١٥٠ ھ رجعت پر ایمان رکھتا تھا
فرات بن الاحنف رجعت پر ایمان رکھتا تھا

وقال يحي بن معين: ثقة، خشبي، ينسبون إلى خشبة زيد بن علي لما صلب عليها – ثقہ ہے لیکن خشبی ہے.

.وقال النسائي: ثقة

.وقال ابن عدي: يكتب حديثه على ضعفه ، اس کی حدیث لکھ لو اس کی کمزوری کے ساتھ

وهو من المتحرقين (1) بالكوفة في التشيع یہ کوفہ کے منحرف شیعوں میں سے ہے

ذكره الدارقطني [ق110/أ] في كتاب «الجرح والتعديل» فقال: شيخ للشيعة يغلو في التشيع بڈھا شیعت میں غالی ہے.

تلید بن سلیمان رجعت پر ایمان رکھتا تھا
نصر بن الصباح رجعت پر ایمان رکھتا تھا
محمد بن القاسم بن زكريا أبو عبد الله المحاربي الكوفي السوداني رجعت پر ایمان رکھتا تھا
مسلم بن نضير یا یزید رجعت پر ایمان رکھتا تھا
عبد الله بن الحسين المتوفی ۱٤۰ ہجری رجعت پر ایمان رکھتا تھا
داود بن يزيد رجعت پر ایمان رکھتا تھا

شیعہ امامیہ کا رفض کا عقیدہ قرن چہارم یا پنجم کا نہیں ہے بلکہ یہ تو قرن اول بلکہ قبل اسلام سے معروف ہے

زید بن علی نے پہلی بار رفضونی بولا تھا ان سے قبل ہی رجعت کا عقیدہ پھیل چکا تھا اور راوی اگر رجعت کا عقیدہ بھی رکھتا ہو تو اس کو شیعہ ہی کہا جاتا تھا – لہذا یہ دعوی کہ قرن اول میں صرف شیعہ تھے رافضی و سبائی نہ تھے جاہلانا بات ہے

وقال أبو الفتح الأزدي: فيما ذكره ابن خلفون في كتاب «الثقات»: الحارث بن حصيرة زائغ. وسألت أبا العباس ابن سعيد قلت: الحارث بن حصيرة كأن علته غير علة الناس؟ فقال: كان مذموم المذهب أفسدوه. وقال ابن خلفون: تكلم في مذهب الحارث هذا، وهو عندي في الطبقة الثالثة من المحدثين

ازدی نے کہا ابن خلفون نے اس کا ذکر کتاب ثقات میں کیا ہے حق سے ہٹا ہوا ہے ... مذموم مذھب پر ہے — ابن خلفوٗن نے کہا اس کے مذھب پر کلام کیا جاتا ہے

اس کی سند میں أَبُو صَادِقٍ الاَزْدِیّ الْكُوفِیّ بھی ہے — کتاب ذیل دیوان الضعفاء والمتروکین از الذہبی میں ہے

أبو صادق: عن مخنف بن سليم، وعنه الحارث بن حصين إسناد مظلم في فضل علي

ابو صادق یہ مخنف سے روایت کرتا ہے اور اس سے حارث بن حصیرہ - علی کی فضیلت پر اس کی ایک روایت ہے جس کی سند اندھیرے میں ہے

علی سے اختلاف کرنا علامت نفاق ہے؟

علی اپنی زندگی میں اس کے قائل تھے کہ ان سے مومن کدورت رکھ سکتے ہیں، جو انسانی زندگی کا لازمہ ہے کہ ایک شخص کی دوسرے سے ناچاکی ہو سکتی ہے- علی نے اس کا اظہار متعدد بار کیا- مسند احمد کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الشَّرِيدِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْطُبُ فَقَالَ: " إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ [ص:91] أَكُونَ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ {وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ} [الحجر: 47]

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الشَّرِيد کہتے ہیں میں نے علی کو کہتے سنا وہ خطبہ دے رہے تھے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میں اور عثمان وہ ہیں جن پر اللہ کا قول ہے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِين

کتاب الفتن از ابو عبد اللہ نعیم بن حماد بن معاویۃ بن الحارث الخزاعی المروزی (المتوفی: 228ھ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: " إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا وَعُثْمَانُ مِمَّنْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ} [الحجر: 47]

علی کہتے کہ میں امید کرتا ہوں میں اور عثمان ہی وہ ہیں جن کے لئے قرآن میں ہے کہ ہم ان کے دلوں کی کدورت دور کر دیں گے

اس دونوں کی اسناد جید ہیں لیکن ۲۰۰ ہجری کے اس پاس یہ پروپیگنڈا مشہور کیا گیا کہ علی سے لڑنے والے مسلمان ہی نہیں منافق تھے - جامع الترمذی: اَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بَابُ قَوْلِ الاَنصَارِ كُنَّا لَنَعرِفُ المُنَافِقِينَ بِبُغضِهِم عَلِيَّ ابنَ أَبِي طَالِبٍ) جامع ترمذی: کتاب: فضائل و مناقب کے بیان میں (باب: انصار کا قول کہ ہم لوگ پہچانتے ہیں منافقین کو کہ وہ علی سے عداوت رکھتے ہیں) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ نَحْنُ مَعْشَرَ الأَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم گروہ انصار منافقین کو ان کے علی سے بغض کی بنا پر جان جاتے تھے

.امام ترمذی نے تبصرہ کیا ہے

.هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ, وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي أَبِي هَارُونَ

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنِ الْمُسَاوِرِ الحِمْيَرِيِّ، عَنْ أُمِّهِ، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَسَمِعْتُهَا تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لاَ يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلاَ يَبْغَضُهُ .مُؤْمِنٌ وَفِي البَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ

یہ حدیث غریب ہے اور شعبہ نے ابوہارون پر کلام کیا ہے - اس حدیث کو اعمش نے ابی صالح سے انہوں نے ابو سعید سے روایت کیا ہے سند دی ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنِ الْمُسَاوِرِ الحِمْيَرِيِّ، عَنْ أُمِّهِ، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَسَمِعْتُهَا تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يَبْغَضُهُ مُؤْمِنٌ وَفِي البَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ

راقم کہتا ہے کہ ترمذی نے شعبہ کا کلام نقل نہیں کیا کہ ابوہارون پر کیا کلام کیا ہے لیکن ہم کو جرح و تعدیل کی کتب سے علم ہے کہ محدثین کے نزدیک یہ متروک ہے دوسری کی سند میں المساور مجھول ہے - امام ترمذی کی پیش کردہ دونوں روایات ضعیف ہیں

علی کی منقبت کی روایات کوفیوں کی بیان کردہ ہیں – مسند احمد کی روایت ہے
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: "عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلا مُؤْمِنٌ، وَلا يُبْغِضُكَ إِلا مُنَافِقٌ
علی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا کہ مجھ سے مومن محبت کرے گا اور منافق بغض رکھے گا
اس میں الْأَعْمَشُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ کا تفرد ہے تمام کوفی ہیں اور اس کی سند میں عدی بن ثابت غالی شیعہ ہے

صحیح مسلم کی روایت ہے
حدیث: 242

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرٍّ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ

ابو بکر بن ابی شیبہ، وکیع، ابو معاویہ اعمش، یحیٰی بن یحیٰی، ابو معاویہ اعمش عدی، بن ثابت، زر (رض) فرماتے ہیں: کہ علی (رض) نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا اور جس نے جانداروں کو پیدا کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ مجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور مجھ سے بغض منافق ہی رکھے گا۔

کتاب الالزامات والتتبع از دار قطنی میں دار قطنی نے امام مسلم کا خاص ذکر کیا کہ اس روایت کو انہوں نے قبول کر لیا ہے جبکہ بخاری نے اس کو نہیں لیا

.وأخرج مسلم حديث عدي بن ثابت: والذي فلق الحبة. ولم يخرجه البخاري

متفق علیہ روایت ہے

الأنصار لا يحبهم إلا مؤمن، ولا يبغضهم إلا منافق، فمن أحبهم أحبه الله، ومن أبغضهم أبغضه الله”

انصار سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہیں کرتا پس جو ان سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے گا اور ان سے سوائے منافق کوئی بغض نہیں رکھتا

یہ خصوص و عموم کی بحث ہے – انصار کی تو کثیر تعداد ہے جو علی رضی اللہ عنہ کے خصوص کو ختم کر دیتی ہے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ انصار والی روایت کی سند، علی سے متعلق روایت سے بہت بہتر ہے

یہ تو تھی فنی بحث اب اصول کی بات ہے کہ تمام اصحاب رسول اور امہات المومنین کا احترام لازم ہے
اصحاب رسول کا اپس میں بغض اور وقتی عداوت اس کی دلیل نہیں کہ ان میں ایمان نہیں تھا
فضائل صحابہ از امام احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَبِي السَّوَّارِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: لَيُحِبُّنِي قَوْمٌ حَتَّى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي حُبِّي، وَلَيُبْغِضُنِي قَوْمٌ حَتَّى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي بُغْضِي.

علی نے کہا ایک قوم مجھ سے محبت کرے گی یہاں تک کہ اگ میں داخل ہو گی اور ایک قوم بغض کرے گی یہاں تک کہ اگ میں داخل ہو گی

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: «لَيُحِبُّنِي قَوْمٌ حَتَّى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي حُبِّي وَلَيُبْغِضُنِي قَوْمٌ حَتَّى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي بُغْضِي«

سند صحیح ہے اس سے مراد روافض و سبائی ہیں اور نفرت کرنے والے یعنی خوارج

علی، الیاس کی مانند ہیں

سبائیوں کو قرآن سے آیت ملی

و رفعناه مکانا علیا

اور ہم نے اس کو ایک بلند مقام پر اٹھایا

اس آیت میں علیا کا لفظ ہے یعنی الیاس کو اب بلند کر کے علی کر دیا گیا ہے

اپ سوچ رہے ہوں گے یہ کیا عجیب بات ہے- تو حیران نہ ہوں یہ کتب شیعہ میں موجود ہے

مختصر بصائر الدرجات از الحسن بن سلیمان الحلیی المتوفی ٨٠٦ھ روایت پیش کرتے ہیں

حدثنا الحسين بن أحمد قال حدثنا الحسين بن عيسى حدثنا يونس ابن عبد الرحمن عن سماعة بن مهران عن الفضل بن الزبير عن الاصبغ ابن نباتة قال: قال لي معاوية يا معشر الشيعة تزعمون ان عليا دابة الارض فقلت نحن نقول اليهود تقوله فارسل إلى رأس الجالوت فقال ويحك تجدون دابة الارض عندكم فقال نعم فقال ما هي فقال رجل فقال اتدري ما اسمه قال نعم اسمه اليا قال فالتفت الي فقال ويحك يا اصبغ ما اقرب اليا من عليا.

الاصبغ ابن نباتۃ کہتے ہیں کہ معاویہ نے کہا اے گروہ شیعہ تم گمان کرتے ہو علی دابۃ الارض ہے پس میں الاصبغ ابن نباتۃ نے معاویہ کو جواب دیا ہم وہی کہتے ہیں جو یہود کہتے ہیں پس معاویہ نے یہود کے سردار جالوت کو بلوایا اور کہا تیری بربادی ہو کیا تم اپنے پاس دابۃ الارض کا ذکر پاتے ہو؟ جالوت نے کہا ہاں – معاویہ نے پوچھا کیا ہے اس میں؟ جالوت نے کہا ایک شخص ہے – معاویہ نے پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ جالوت نے کہا اس کا نام الیا (الیاس) ہے – اس پر معاویہ میری طرف پلٹ کر بولا بربادی اے الاصبغ یہ الیا، علیا کے کتنا قریب ہے

الاصبغ ابن نباتۃ کا تعلق یمن سے تھا یہ علی کا محافظ تھا – یعنی الیاس اب علی ہیں

اسی کتاب میں دوسری روایت ہے

حدثنا الحسين بن احمد قال حدثنا محمد بن عيسى حدثنا يونس عن بعض اصحابه عن ابى بصير قال: قال أبو جعفر (ع) اي شئ يقول الناس في هذه الآية (وإذا وقع القول عليهم اخرجنا لهم دابة من الارض تكلمهم) فقال هو أمير المؤمنين

ابی بصیر یحییٰ بن القاسم الاسدی، امام جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ اس آیت (وإذا وقع القول علیہم اخرجنا لہم دابۃ من الارض تکلمھم) پر کیا چیز بول رہے ہیں پس امام نے کہا یہ تو امیر المومنین ہیں

ابی بصیر یحییٰ بن القاسم الاسدی کے لئے الطوسی کہتے ہیں إنہ واقفی یہ واقفی تھے اور الکشی کہتے ہیں مختلط تھے[10]

---

10 بحوالہ سماء المقال فی علم الرجال – ابو الہدی الکلباسی

علی رضی اللہ عنہ ہی الیاس تھے- جواب بادلوں میں ہیں — علی کی قبر قرن اول میں کسی کو پتا نہیں تھی — سبائیوں کے نزدیک یہ نشانی تھی کہ وہ مرے نہیں ہیں — البتہ قرن اول اور بعد کے شیعہ یہ عقیدہ آج تک رکھتے ہیں کہ علی مدت حیات میں بادل الصعب کی سواری کرتے تھے اور علی اب دابتہ الارض ہیں جس کا ذکر قرآن میں ہے- اسی بنا پر روایات میں ہے کہ اس جانور کی داڑھی بھی ہو گی — یعنی یہ انسان ہے- عام اہل سنت کو مغالطہ ہے کہ یہ کوئی جانور ہے

مسند امام الرضا کے مطابق امام الرضا اور یہود کے سردار جالوت میں مکالمہ ہوا

قال لرأس الجالوت: فاسمع الان السفر الفلاني من زبور داود عليه السلام. قال: هات بارك الله فيك وعليك وعلى من ولدك فتلى الرضا عليه السلام السفر الاول من الزبور،

كليات في علم الرجال از جعفر السبحاني کے مطابق الواقفة سے مراد وہ لوگ ہیں

وہم الذين ساقوا الامامة إلى جعفر بن محمد، ثم زعموا ان الامام بعد جعفر كان ابنه موسى بن جعفر عليهما السلام، وزعموا ان موسى بن جعفر حي لم يمت، وانه المهدي المنتظر، وقالوا إنه دخل دار الرشيد ولم يخرج منها وقد علمنا إمامته وشككنا في موته فلا نحكم في موته إلا بتعيين

جو کہتے ہیں امامت امام جعفر پر ختم ہوئی پھر انہوں نے دعوی کیا کہ ان کے بیٹے موسی امام ہیں اور دعوی کیا کہ موسی مرے نہیں زندہ ہیں اور وہی امام المہدی ہیں اور کہا کہ وہ دار الرشید میں داخل ہوئے اور اس سے نہ نکلے اور ہم ان کو امام جانتے ہیں اور ان کی موت پر شک کرتے ہیں پس ہم ان کی موت کا حکم تعین کے ساتھ نہیں لگا سکتے

حتى انتهى إلى ذكر محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين فقال سألتك يا رأس الجالوت بحق الله أهذا في زبور داود عليه السلام ولك من الامان والذمة والعهد ما قد أعطيته الجاثليق فقال راس الجالوت نعم هذا بعينه في الزبور باسمائهم. فقال الرضا عليه السلام: فبحق العشر الآيات التي أنزلها الله تعالى على موسى بن عمران في التورية هل تجد صفة محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين في التوراية منسوبين إلى العدل والفضل، قال نعم ومن جحد هذا فهو كافر بربه وأنبيائه. فقال له الرضا عليه السلام: فخذ على في سفر كذا من التورية فاقبل الرضا عليه السلام يتلو التورية وأقبل رأس الجالوت يتعجب من تلاوته وبيانه وفصاحته ولسانه، حتى إذا بلغ ذكر محمد قال رأس الجالوت: نعم، هذا أحماد وبنت أحماد وإيليا وشبر و شبير تفسيره بالعربية محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين. فتلى الرضا عليه السلام إلى آخره

یہود کے سردار جالوت نے کہا میں نے زبور میں(اہل بیت کے بارے میں) پڑھا ہے امام رضا نے شروع سے آخر تک زبور کو پڑھا یہاں تک کہ محمد اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کا ذکر آیا پس کہا اے سردار جالوت اللہ کا واسطہ کیا یہ داود کی زبور ہے ؟ جالوت نے کہا جی ہاں ... امام رضا نے کہا اللہ نے دس آیات موسی پر توریت میں نازل کی تھیں جس میں محمد ، علی ، فاطمہ ، حسن ، حسین کی صفت ہیں جو عدل و فضل سے منسوب ہیں جالوت بولا جی ہیں ان پر حجت نہیں کرتا مگر وہ جو کافر ہو

علی، ہارون کی مانند ہیں

یہود کے مطابق اگرچہ موسی کو کتاب اللہ ملی لیکن موسی لوگوں پر امام نہیں تھے—امام ہارون تھے لہٰذا دشت میں خیمہ ربانی

Tabernacle

میں صرف بنی ہارون کو داخل ہونے کا حکم تھا

"Then bring near to you Aaron your brother, and his sons with him, from among the people of Israel, to serve me as priests—Aaron and Aaron's sons, Nadab and Abihu, Eleazar and Ithamar."

Exodus. 28:1

تم بنی اسرائیل کے ہاں سے صرف ہارون اور اس کے بیٹے میرے قریب آئیں کیونکہ یہ امام بنیں گے—ہارون اور اس کے بیٹے ندب اور ابیہو، علیعیضر اور اثمار

اسی بنا پر جب یہ حدیث پیش کی جاتی ہے جو حدیث منزلت کے نام سے مشہور ہے جس کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے کہا کہ تم کو وہی منزلت حاصل ہے جو موسی کو ہارون سے تھی تو اس کا مفہوم سبائیوں اور اہل تشیع کے نزدیک وہ نہیں جو اہل سنت کے ہاں مروج ہے بلکہ جس طرح ہارون کو امام اللہ تعالی نے مقرر کیا اسی طرح علی کا امام مقرر ہونا بھی من جانب اللہ ہونا چاہیے

جس طرح موسی کے بعد ان کے بھائی ہارون اور ان کے بیٹے امام ہوئے اسی طرح محمد کے بعد ان کے چچا زاد بھائی اور ان کے بیٹے امام ہوں گے یعنی ابن سبا توریت کو ہو بہو منطبق کر رہا تھا

علی، آصف کی مانند ہیں

قرآن میں بعض واقعات کا ذکر ہے جن کی صحیح تعبیر کا علم نہیں دیا گیا مثلا سلیمان علیہ السلام کے دربار میں جب سلیمان نے سوال کیا کہ کون ہے جو ملکہ سبا کا عرش یہاں یروشلم میں لے آئے تو

قال عفريت من الجن أنا آتيك به قبل أن تقوم من مقامك وإني عليه لقوي أمين

قال الذي عنده علم من الكتاب أنا آتيك به قبل أن يرتد إليك طرفك فلما رآه مستقرا عنده قال هذا من فضل ربي ليبلوني أأشكر أم أكفر ومن شكر فإنما يشكر لنفسه ومن كفر فإن ربي غني كريم

عفریت میں سے ایک نے کہا میں لاتا ہوں اس سے پہلے کہ یہ اجلاس برخاست ہو اس پر ایک شخص جس کو کتاب کا علم تھا اس نے کہا میں اس کو پلک جھپکتے میں ہی لاتا ہوں اور یکایک عرش اہل دربار کے سامنے تھا۔ سلیمان نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا

مقصد یہ تھا کہ جنات کی قوت کو انسانی علم سے کم تر کیا گیا کہ اگرچہ جنات میں قوت ہے لیکن انسانوں کی طرح علم مکمل نہیں ہے انسان علم میں ان سے بڑھ کر ہیں۔ ان کے مقابلے پر سرکش جنات کا علم اصل میں سحر و کہانت ہے جس میں انسانوں میں سے بعض ان کی مدد حاصل کرتے ہیں اور یہ شیطانی علوم ہیں

سورہ النمل کی اس آیت کی مختلف فرقوں نے تاویلات کی ہیں

اہل سنت ہوں یا اہل تشیع، دونوں اپنی تفسیروں میں ایک شخصیت آصف بن برخیا کا ذکر کرتے ہیں

سلیمان کے دربار کے اس شخص کے بارے میں جس کو کتاب کا علم دیا دیا تھا، الکافی باب ۱۶ کی روایت ہے کہ

محمد بن يحيى وغيره ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن محمد بن الفضيل قال :
أخبرني شريس الوابشي ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إن اسم الله الأعظم على ثلاثة وسبعين حرفا وإنما كان عند آصف منها حرف واحد فتكلم به فخسف بالأرض ما بينه وبين سرير بلقيس حتى تناول السرير بيده ثم عادت الأرض كما كانت أسرع من طرفة عين ونحن عندنا من الاسم الأعظم اثنان وسبعون حرفا ، وحرف واحد عند الله تعالى استأثر به في علم الغيب عنده ، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم

شريس الوابشي نے جابر سے انہوں نے ابی جعفر علیہ السلام سے روایت کیا کہ

اللہ کے اسم اعظم کے تہتر ۷۳ حروف ہیں. ان میں سے اصف نے صرف ایک حرف کو ادا کیا تھا کہ اسکے اور ملکہ بلقیس کے عرش کے درمیان زمین کو دھنسا دیا گیا کہ اس نے تخت تک ہاتھ بڑھا لیا اور زمین واپس اپنی جگہ لوٹ آئی. یہ سب پلک جھپکتے میں ہوا. ہمارے پاس اسم اعظم کے بہتر ۷۲ حروف ہیں . اللہ نے بس علم غیب میں ہم سے ایک حرف پوشیدہ رکھا ہے

کتاب بصائر الدرجات کی روایت ہے

وعن ابن بكير، عن أبي عبد الله [عليه السلام]، قال: كنت عنده، فذكروا سليمان وما أعطي من العلم، وما أوتي من الملك.

فقال لي: وما أعطي سليمان بن داود؟ إنما كان عنده حرف واحد من الاسم الأعظم، وصاحبكم الذي قال الله تعالى: قل: كفى بالله شهيداً بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب. وكان - والله - عند علي [عليه السلام]، علم الكتاب.

فقلت: صدقت والله جعلت فداك

ابن بکیر ابی عبداللہ امام جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ میں ان کے پاس تھا پس سلیمان اور ان کو جو علم عطا ہوا اس کا ذکر ہوا اور جو فرشتہ لے کر آیا پس انہوں (امام جعفر) نے مجھ سے کہا اور سلیمان بن داود کو کیا ملا؟ اس کے پاس تو الاسم الأعظم کا صرف ایک ہی حرف تھا اور ان کے صاحب جن کے لئے اللہ تعالی کہتا ہے: قل کفی باللہ شہیداً بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب الرعد: 43 اور وہ تو اللہ کی قسم! علی علیہ السلام کے پاس ہے علم الکتاب

تفسیر القمی ج1 ص368 کے مطابق

عن أبي عبد الله [عليه السلام]، قال: الذي عنده علم الكتاب هو أمير المؤمنين

ابی عبداللہ سے روایت ہے کہ قال الذی عندہ علم الکتاب یہ امیر المومنین (علی) ہیں

کہتے ہیں سلیمان علیہ السلام کے دربار میں اس شخص کا نام اصف بن برخیا تھا یعنی علی کرم اللہ وجہ اس دور میں اصف بن برخیا کی شکل میں تھے

اٹھارہ ذی الحجہ یعنی عید الغدیر کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے کتاب السرائر –ابن إدريس الحلي –ج 1 –ص 418 میں لکھتے ہیں

وفيه أشهد سليمان بن داود سائر رعيته على استخلاف آصف بن برخيا وصيه ، وهو يوم عظيم ، كثير البركات

اور اس روز سلیمان بن داود اور تمام عوام کو اصف بن برخیا کی خلافت کی وصیت کی اور وہ دن بہت عظیم اور بڑی برکت والا ہے

کتاب الِامامۃ والتبصرۃ از ابن بابویہ القمی میں نے اصف کی خلافت کا ذکر کیا ہے

کتاب الأمالی ۔الشیخ الصدوق ۔ص 487–488 میں اور کمال الدین وتمام النعمۃ از الشیخ الصدوق ص ۲۱۲ میں ہے

وأوصى داود (عليه السلام) إلى سليمان (عليه السلام) ، وأوصى سليمان (عليه السلام) إلى آصف بن برخيا ، وأوصى آصف بن برخيا إلى زكريا (عليه السلام

اور داود نے سلیمان علیہ السلام کی وصیت کی اور سلیمان نے اصف بن برخیا کی وصیت کی اور اصف بن برخیا نے زکریا علیہ السلام کی وصیت کی

کتاب تحف العقول ۔ابن شعبۃ الحرانی ۔ص 476–478 کے مطابق یحییٰ بن اِکثم نے علی بن محمد الباقر سے سوال کیا

قلت : كتب يسألني عن قول الله : " قال الذي عنده علم من الكتاب أنا آتيك به قبل أن يرتد إليك طرفك " نبي الله كان محتاجا إلى علم آصف ؟

میں یحیی بن أکثم نے پوچھا : (میرے نصیب میں) لکھا ہے کہ میں سوال کروں گا اللہ کے قول قال الذي عنده علم من الكتاب أنا آتيك به قبل أن يرتد إليك طرفك پر کہ اللہ کا نبی کیا اصف کا محتاج تھا ؟

امام الباقر نے جواب دیا

سألت : عن قول الله جل وعز : '' قال الذي عنده علم من الكتاب '' فهو آصف بن برخيا

ولم يعجز سليمان عليه السلام عن معرفة ما عرف آصف لكنه صلوات الله عليه أحب أن

يعرف أمته من الجن والإنس أنه الحجة من بعده ، وذلك من علم سليمان عليه السلام

أودعه عند آصف بأمر الله ، ففهمه ذلك لئلا يختلف عليه في إمامته ودلالته كما فهم

سليمان عليه السلام في حياة داود عليه السلام لتعرف نبوته وإمامته من بعده لتأكد

الحجة على الخلق

تم نے سوال کیا کہ قول الله جل وعز : " قال الذي عنده علم من الكتاب پر تو وہ اصف بن برخیا ہیں اور سلیمان عاجز نہیں تھے اس معرفت میں جو اصف کو حاصل تھی لیکن آپ صلوات اللہ علیہ نے اس کو پسند کیا کہ اپنی جن و انس کی امت پر اس کو حجت بنا دیں اس کے بعد اور یہ سلیمان کا علم تھا جو اصف کو ان سے عطا ہوا تھا- اس کا فہم دینا تھا کہ بعد میں امامت و دلالت پر کہیں (بنو اسرائیل) اختلاف نہ کریں جیسا ان سلیمان کے لئے داود کی زندگی میں (لوگوں کا) فہم تھا کہ انکی نبوت و امامت کو مانتے تھے تاکہ خلق پر حجت کی تاکید ہو جائے

یعنی آصف اصل میں سلیمان علیہ السلام کے خلیفہ ہونے کو تھے تو ان کو ایک علم دیا گیا تاکہ عوام میں ان کی دھاک بٹھا دی جائے اور بعد میں کوئی اس پر اختلاف نہ کر سکے

کتاب مستدرک الوسائل –المیرزا النوری الطبرسی –ج 13 – ص 105 میں ہے کہ

العياشي في تفسيره : عن أبي بصير ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : " لما هلك سليمان ، وضع إبليس السحر ، ثم كتبه في كتاب وطواه وكتب على ظهره : هذا ما وضع آصف بن برخيا للملك سليمان بن داود (عليهما السلام) من ذخائر كنوز العلم ، من أراد كذا وكذا فليقل كذا وكذا ، ثم دفنه تحت السرير ، ثم استثاره لهم ، فقال الكافرون : ما كان يغلبنا سليمان الا بهذا ، وقال المؤمنون : هو عبد الله ونبيه ، فقال الله في كتابه : (واتبعوا ما تتلوا الشياطين على ملك سليمان) اي : السحر

العياشي اپنی تفسیر میں کہتے ہیں عن أبي بصير ، عن أبي جعفر (عليه السلام) سے کہ امام ابی جعفر نے کہا جب سلیمان ہلاک ہوئے تو ابلیس نے سحر لیا اور ایک کتاب لکھی ..(اور لوگوں کو ورغلایا). یہ وہ کتاب تھی جو اصف کو سلیمان سے حاصل ہوئی جو علم کا خزانہ ہے جو اس میں یہ اور یہ کہے اس کو یہ یہ ملے گا پھر اس سحر کی کتاب کو تخت کے نیچے دفن کر دیا پھر اس کو (دھوکہ دینے کے لئے واپس) نکالا اور کافروں نے کہا ہم پر سلیمان غالب نہیں آ سکتا تھا سوائے اس (جادو) کے (زور سے) اور ایمان والوں نے کہا وہ تو اللہ کے نبی تھے پس اللہ نے اپنی کتاب میں کہا اور لگے وہ (یہود) اس علم کے پیچھے جو شیاطین ملک سلیمان کے بارے میں پڑھتے تھے یعنی جادو

شیعوں کے نزدیک اصف بن برخیا اصل میں سلیمان علیہ السلام کے امام بنے اور وہ ایک خاص علم رکھتے تھے بعض کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ ہی تھے اور اس دور میں وہ اصف بن برخیا کہلاتے تھے یہاں تک کہ اصف نے مریم علیہ السلام کے کفیل زکریا علیہ السلام کے وصی ہونے کی وصیت کی گویا اصف کئی ہزار سال تک زندہ ہی تھے پتا نہیں شیعوں کے نزدیک اب وفات ہو گئی یا نہیں

اھل سنت کی تفاسیر میں بھی اصف کا ذکر ہے- تفسیر السمرقندی یا تفسیر بحر العلوم اِز ابو اللیث نصر بن محمد بن اِحمد بن اِبراہیم السمرقندی (المتوفی: 373ھ-) میں ہے

ويقال: إن آصف بن برخيا لما أراد أن يأتي بعرش بلقيس إلى سليمان – عليه السلام – دعا بقوله يا حي يا قيوم – ويقال: إن بني إسرائيل، سألوا موسى – عليه السلام – عن اسم الله الأعظم فقال لهم: قولوا اهيا – يعني يا حي – شراهيا – يعني يا قيوم –

اور کہا جاتا ہے جب اصف بن برخيا نے بلقيس کا عرش سليمان کے پاس لانے کا ارادہ کيا تو انہوں نے کہا يا حي يا قيوم- اور کہا جاتا ہے نبی اسرئيل نے موسی سے اسم الأعظم کا سوال کيا -تو ان سے موسی نے کہا کہو اهيا- يعني يا حي- شراهيا- يعني يا قيوم

تفسیر القرطبّی میں ہے

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' إِنَّ اسْمَ اللَّهِ الْأَعْظَمَ الَّذِي دَعَا بِهِ آصَفُ بْنُ بَرْخِيَا يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ'' قِيلَ: وَهُوَ بِلِسَانِهِمْ، أَهَيَا شَرَاهِيَا

اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اسم اللّہِ الْأَعْظَمَ جس سے اصف نے دعا کی وہ یَاحَیُّ یاقَیُّومُ ہے ان کی زبان میں تھا اَہیَا شَرَاہِیَا

اہیَا شَرَاہِیَا کا ذکر شوکانی کی فتح القدیر اور تفسیر الرازی میں بھی ہے

اس سے قطع النظر کہ وہ الفاظ کیا تھے جو بولے گئے جو بات قابل غور ہے وہ اصف بن برخیا کا ذکر ہے جو اہل سنت کی کتب میں بھی ہے

صوفیاء نے اس آیت سے ولی کا تصور نکالا کہ ولی نبی سے بڑھ کر ہے اور محی الدین ابن العربی کی کتب میں اس قول کو بیان کیا گیا اور صوفیاء میں اس کو تلقھا بالقبول کا درجہ حاصل ہوا

اصف بن برخیا کا کردار اصلا یمنی یہودیوں کا پھیلایا ہوا ہے جو اغلباً عبد اللہ ابن سبا سے ہم کو ملا ہے اگرچہ اس بات کی کوئی صریح دلیل نہیں ہے لیکن شواہد بتاتے ہیں کہ اصل میں چکر کچھ اور ہی ہے

اصف بن برخیا کا ذکر بائبل کی کتاب تواریخ میں ہے

Asaph the son of Berechiah, son of Shimea

اس نام کا ایک شخص اصل میں غلام بناجب اشوریوں نے مملکت اسرایل پر حملہ کیا- سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد نبی اسرائیل میں پھوٹ پڑی اور ان کی مملکت دو میں تقسیم ہو گئی ایک شمال میں تھی جس کو اسرئیل کہا جاتا تھا اور دوسری جنوب میں تھی جس میں یروشلم تھا اور اس کو یہودا کہا جاتا تھا- سلیمان علیہ السلام کی وفات کے کئی سو سال بعد ختم ہونے والی ان دو ریاستوں میں بادشاہت رہی اور کہیں بھی اتنی طویل مدت تک زندہ رہنے والے شخص کا ذکر ملتا

سلیمان علیہ السلام (وفات ۱۰۲۲ ق م) کے بعد ان کے بیٹے رہوبم خلیفہ ہوئے اور اس کے بعد مملکت دو حصوں میں ٹوٹ گئی جس میں شمالی سلطنت کو ۷۱۹ قبل مسیح میں اشوریوں نے تباہ کیا۔یعنی مفسرین کے مطابق ۳۰۳ سال بعد جب اشوریوں نے غلام بنایا تو ان میں سلیمان کے درباری اصف بن برخیا بھی تھے جو ایک عجیب بات ہے

شمال میں اسرائیل میں دان اور نفتالی کے یہودی قبائل رہتے تھے جو اشوریوں کے حملے کے بعد یمن منتقل ہوئے اور بعض وسطی ایشیا میں آرمینیا وغیرہ میں ۔دان اور نفتالی قبائل کا رشتہ اصف بن برخیا سے تھا کیونکہ

وہ مملکت اسرئیل کا تھااور وہیں سے غلام بنااور چونکہ یہ ایک اہم شخصیت ہو گا اسی وجہ سے اس کے غلام بننے کا خاص طور پر بائبل کی کتاب میں ذکر ہے-

ابن سبا بھی یمن کا ایک یہودی تھا جو شاید انہی قبائل سے ہو گا جن کا تعلق دان و نفتالی قبائل سے تھا- پر لطف بات ہے کہ ان میں سے ایک قبیلے کا نشان ترازو تھا اور عدل کو اہمیت دیتا تھا جو ان کے مطابق توحید کے بعد سب سے اہم رکن تھا– شمال میں امراء پر جھگڑا رہتا تھا اور ان پر قاضی حکومت کرتے تھے ایک مرکزی حکومت نہیں تھی یہاں تک کہ آج تک ان کے شہر کو

Tel Dan

یا

Tel Qadi

کہا جاتا ہے

یعنی اس قبیلہ میں امراء کے خلاف زہر اگلنا اور عدل کو توحید کے بعد سب سے اہم سمجھنا پہلے سے موجود ہے اور ابن سبا نے انہی فطری اجزا کو جمع کیا اور اس پر مصر میں اپنا سیاسی منشور مرتب کیا

اہیَا شَر َاہِیَا بھی اصلا عبرانی الفاظ ہیں جو یمنی یہودیوں نے اصف سے منسوب کیے اور یہ توریت سے لئے گئے جس میں موسی علیہ السلام اور اللہ تعالی کا مکالمہ درج ہے –توریت کا یہ حصہ یقینا موسی علیہ السلام کی وفات کے بعد کا

ہے کیونکہ اصلی توریت میں احکام درج تھے لہٰذا اہیا شراہیا کو اصلا الحہ القیوم کہنا راقم کے نزدیک ثابت نہیں ہے

اصف بن برخیا اصل میں یہود کی جادو کی کتب کا راوی ہے اور اس سے منسوب ایک کتاب کتاب الا جنس ہے جس میں انبیاء پر جادو کی تہمت ہے اس قسم کے لوگ جن پر اشوری قہر الہی بن کر ٹوٹے ان کو مفسرین نے سلیمان علیہ السلام کا درباری بنا کر ایک طرح سے جادو کی کتاب کے اس راوی کی ثقاہت قبول کر لی

بائبل ہی میں یہ بھی ہے کہ اصف نام کا ایک شخص داود علیہ السلام کے دور میں ہیکل میں موسیقی کا ماہر تھا – کتاب سلاطین میں پہلے ہیکل میں موسیقی کا کوئی ذکر نہیں جبکہ کتاب تواریخ میں اس کا ذکر ہے لہٰذا اس پر اعتراض اٹھتا ہے کہ موسیقی کا عبادت میں دخل بعد میں کیا گیا ہے جو اغلباً عزیر اور نحمیاہ نے کیا ہو گا اور انہوں نے جگہ جگہ اصف کا حوالہ موسیقی کے حوالے سے شامل کیا

داود علیہ السلام اسلامی روایات کے مطابق موسیقی اور سازوں کی مدد سے عبادت نہیں کرتے تھے یہ یقینا اہل کتاب کا اپنے دین میں اضافہ ہے اور اس میں انہوں نے اصف نام کا ایک شخص گھڑا جو موسیقار تھا اور مسجد سلیمان ہر وقت موسیقی سے گونجتی رہنے کا انہوں نے دعوی کیا اور اس کو سند دینے کے لئے اصف کو پروہتوں کے قبیلہ لاوی سے بتایا پھر اس کی مدت عمر کو اتنا طویل کہا کہ وہ داود و سلیمان سے ہوتا ہوا اشوریوں کا قیدی تک بنا- یہ سب داستان بائبل کی مختلف کتب میں ہے جس کو ملا کر آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے

اسلامی کتب میں الفہرست ابن ندیم میں بھی اس کا ذکر ہے یہاں بات کو بدل دیا ہے

و كان يكتب لسليمان بن داود آصف بن برخيا

اور اصف بن برخیا سلیمان کے لئے لکھتے تھے

یعنی اصف بن برخیا ایک کاتب تھے نہ کہ موسیقار-آصف کو یہود ایک طبیب بھی کہتے ہیں اور اس سے منسوب ایک کتاب سفر ریفوط ہے جس میں بیماریوں کا ذکر ہے-زبور کی مندرجہ ذیل ابیات کو اصف کی ابیات کہا جاتا ہے

Asaph Psalm 50, 73, 74,75,76,77,78,79,80,81,82,83

گویا خود یہود کے اس پر اتنے اقوال ہیں کہ اس کی شخصیت خود ان پر واضح نہیں

حدیث منزلتین

کتاب السنہ از ابن ابی عاصم میں ہے

ثنا محمد بن المثنى، حدثنا يحي بن حماد، عن أبي عوانة، عن يحيى بن سليم أبي بلج

عن عمرو بن ميمون، عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي: أنت

مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنك لست نبيا وأنت خليفتي في كل مؤمن من بعدي

علی تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو موسی اور ہارون میں تھی سوائے اس کے کہ تم نبی نہیں
اور یہ ہونا چاہیے کہ تم نہ جاو اور تم تو میرے خلیفہ ہو ہر مومن کے لئے میرے بعد

البانی نے حسن کہا ہے - راقم کہتا ہے اس میں یحیٰی بن سلیم ،اِبوابن اِبی سلیم ،اِبوبلج الفزاری ہے

یحیٰی بن سلیم ،اِبوابن اِبی سلیم ،اِبوبلج الفزاری: قال البخاری: فیہ نظر، و قال اِحمد: روی حدیثاً منکراً، و قال الأزدی: غیر ثقة

. (184) / قال اِحمد: روی حدیثًا منکرًا. «تہذیب التہذیب» 12

اس کو ثقہ بھی کہا گیا ہے

. قال إسحاق بن منصور عن ابن معین و محمد بن سعد والنسائی والدار قطنی: ثقة

یہ روایت حدیث منزلتین ہے —یہ واقعہ ہے کہ جنگ تبوک پر جاتے وقت علی کو مدینہ میں رہنے کا حکم دیا گیا—
علی کو یہ پسند نہیں آیا کہ ان کو وہاں عورتوں کی حفاظت کے لے رکھا جائے وہ جنگ میں جانا چاہتے تھے لہٰذا وہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے مدینہ سے نکل گئے اور رسول اللہ مدینہ چھوڑ چکے تھے۔ رسول اللہ نے علی کو سمجھایا کہ اب واپس جاو اور جو کہا گیا اس پر عمل کرو تم کو مدینہ میں عورتوں کے ساتھ اس لئے رکھا گیا ہے کہ تم جس طرح موسی طور پر گئے اور ہارون کو چھوڑ گئے اسی طرح تم کو بھی چھوڑا جا رہا ہے

اس حدیث کو وہاں صرف سعد بن ابی وقاص نے سنا اور انہوں نے ہی اس کو بعد میں روایت کیا۔ ابن عباس اس وقت وہاں نہیں ہوں گے کیونکہ ابن عباس ایک بچے تھے یہ عورتوں کے ساتھ مدینہ میں ہی تھے

سیرت ابن ہشام کے مطابق جنگ تبوک میں مدینہ پر مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّ یا سِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ کو امیر مقرر کیا گیا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کہ میرے بعد خلیفہ ہو سے مراد جنگ تبوک کا وقتی دور ہے اس سے مراد مستقبل میں بعد وفات النبی خلیفہ ہونا نہیں ہے

شیعہ عقیدے کے مطابق حدیث منزلت علی کی خلافت پر نص ہے[11]- مناسب ہے اس کو دیکھا جائے کہ اس میں کیا کہا گیا ہے- غَزْوَةُ تَبُوكَ سن ۹ ہجری کے لئے ابن اسحاق سیرت میں لکھتے ہیں

11

اہل سنت کے مطابق یہ علی کی منقبت ہے اور یہ اسی طرح کا قول ہے جیسا کہ رسول اللہ نے دیگر اصحاب کے لئے کہا مثلا ابو عبیدہ کو کہا کہ اس امت کے امین ہیں اور ان کو نجران بھیجا- کہا جا سکتا ہے خلافت کا حقدار صرف وہی ہے جو سب سے بڑھ کر امین ہو – لیکن اس طرح کا نتیجہ نکالنے کا مقصد علی کی منقبت پر شک نہیں لیکن ان کے غالی شیعوں کے لئے مثال ہے- کعب بن مالک اور دو اور صحابیوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپس آ کر بائیکاٹ بھی کرایا تھا اور اس پر قرآن میں تبصرہ بھی ہے- نہایت مناسب ہوتا کہ امامت

وَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ، عَلَى أَهْلِهِ، وَأَمَرَهُ بِالْإِقَامَةِ فِيهِمْ، فَأَرْجَفَ بِهِ الْمُنَافِقُونَ، وَقَالُوا: مَا خَلَّفَهُ إلَّا اسْتِثْقَالًا لَهُ، وَتَخَفُّفًا مِنْهُ. فَلَمَّا قَالَ ذَلِكَ الْمُنَافِقُونَ، أَخَذَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ سِلَاحَهُ، ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجُرْفِ ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، زَعَمَ الْمُنَافِقُونَ

جیسے اہم مسئلہ پر بھی قرآن میں کوئی حکم آ جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا اور امت اس کے علم سے محروم رہ گئی-

اس حدیث سے علی کی خلافت پر اشارہ لینا بھی عبث ہے کیونکہ علی، ہارون علیہ السلام جیسے تھے جو موسی علیہ السلام کے خلیفہ نہ ہوئے بلکہ یوشع بن نون ہوئے - شیعہ حضرات کے اصول پر یہ روایت بنو امیہ کی گھڑی ہوئی بنتی ہے کیونکہ اس کی تمام صحیح اسناد میں سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ کا تفرد ہے جو شیعان معاویہ میں سے تھے- حدیث کی صحاح ستہ سے باہر کی ایک دو کتب میں اس کو أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بھی روایت کرتی ہیں جو ابو بکر کی بیوی تھیں اور مرض وفات میں دوا پلانے والے واقعہ میں دوا انہی کی بنائی ہوئی تھی ،جس کے لئے شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ اس میں زہر تھا – کسی خاتون کا اس کو روایت کرنا بھی بحث سے خالی نہیں کیونکہ یقینا وہ اس موقعہ پر موجود نہ ہوں گی جب رسول الله نے علی کو یہ سب کہا، کیونکہ تمام مسلم خواتین مدینہ میں تھیں - شیعہ عالم مدقق آمدی حدیث منزلت کو قبول نہیں کرتے اور رد کرتے ہیں- لب لباب یہ ہے کہ اس حدیث کے سیاق و سباق کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ واضح ہے کہ علی رضی الله عنہ کو تبوک کے موقعہ پر اہل بیت کے بچوں اور خواتین کی دیکھ بھال پر مقرر کیا گیا تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاندانی حکم تھا امت کے لئے نہ تھا

أَنَّكَ إِنَّمَا خَلَّفْتَنِي أَنَّكَ اسْتَثْقَلْتَنِي وَتَخَفَّفْتَ مِنِّي، فَقَالَ: كَذَبُوا، وَلَكِنَّنِي خَلَّفْتُكَ لِمَا تَرَكْتُ وَرَائِي، فَارْجِعْ فَاخْلُفْنِي فِي أَهْلِي وَأَهْلِكَ، أَفَلَا تَرْضَى يَا عَلِيُّ أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، فَرَجَعَ عَلَيٌّ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَفَرِهِ. قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَلِيٍّ هَذِهِ الْمَقَالَةَ.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو اپنے گھر والوں کے لئے پیچھے چھوڑا تو مناقفوں نے اس پر افواہ پھیلائی اور کہا کہ اس کو اس لئے رکھا ہے کیونکہ اس کے لئے یہ کام بھاری ہے اور یہ کمزور ہے ، پس جب مناقفوں نے یہ بات کی تو علی بن ابی طالب نے اپنا اسلحہ لیا اور رسول اللہ کے پاس پہنچے اور نبی چٹانوں تک (مدینہ سے باہر) جا چکے تھے علی نے کہا اے نبی اللہ ! منافق کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے چھوڑا ہے کیونکہ مجھ پر یہ بھاری ہے اور میں اس قابل نہیں ؟ رسول اللہ نے کہا جھوٹ بولتے ہیں لیکنتم کو بنایا گیا ہے کہ تم میرے پیچھے رہو اور واپس میرے اور اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ، کیا تم راضی نہیں اے علی کہ تمہارا درجہ میرے لئے ایسا ہو جیسا ہارون کا موسی کے لئے تھا؟ خبر دار میرے بعد کوئی نبی نہیں ! پس علی (یہ سن کر) واپس لوٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سفر جاری رکھا – ابن اسحاق نے کہا مجھ سے مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ نے روایت کیا اس نے إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سے اس نے   سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سب علی کو کہتے سنا

ابن اسحاق اس کو إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سے وہ   سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سے روایت کرتے ہیں- صحیح بخاری اور صحیح مسلم، سنن ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، میں مصعب بن سعد بن أبي وقاص اس کو سعد بن أبي وقاص سے روایت کرتے ہیں-

سیرۃ ابن إسحاق جس کے مؤلف محمد بن إسحاق بن یسار المطلبی (المتوفی: 151ھ-) ہے دار الفکر، بیروت سے ۱۹۷۸ میں شائع ہوئی ہے اس میں صحابیوں کا ذکر ملتا ہے جن کو مدینہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیر موجودگی میں مقرر کیا۔ اسی طرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی وأولادہ بمصر سے سن ۱۹۵۵ میں چھپی ہے اس میں بھی صحابیوں کا ذکر ملتا ہے جن کو مدینہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیر موجودگی میں مقرر کیا۔ان کتب میں ان اصحاب رسول کے نام ہیں جن کو رسول اللہ نے مدینہ پر اپنی غیر موجودگی میں مقرر کیا تھا۔ان ناموں کی لسٹ یہ ہے

موقعہ و محل	صحابی رسول رضی اللہ عنہما کو مدینہ پر نائب کیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر گئے	سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ
غَزْوَةُ بُوَاط	السَّائِبَ بْنَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونِ
غَزْوَةُ صَفْوَانَ وَهِيَ غَزْوَةُ بَدْرِ الْأُولَى	زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ
غَزْوَةُ بَنِي سُلَيْمٍ بِالْكَدَرِ	سِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ الْغِفَارِيَّ یا ابْنَ أُمِّ مَكْتُومِ
غَزْوَةُ السّوِيقِ	أَبُو لُبَابَةَ بَشِيرَ بْنَ عَبْد الْمُنْذر
غَزْوَةُ ذِي أَمَرَ	عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ
غَزْوَةُ بَنِي النَّضِيرِ	ابْنَ أُمِّ مَكْتُوم
غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاعِ	أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ اور کہا جاتا ہے عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ
غَزْوَةُ بَدْرٍ	عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْد اللَّه بْنِ أُبَيٍّ بن سَلُولَ الْأَنْصارِيَّ
غَزْوَةُ دُومَةَ الْجَنْدَلِ	سِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ الْغِفَارِيَّ
غَزْوَةُ خندق	ابْنَ أُمِّ مَكْتُوم
غَزْوَةُ بنی قُرَيْظَةَ	ابْنَ أُمِّ مَكْتُوم
غَزْوَةُ بَنِي لحْيَانَ	ابْنَ أُمِّ مَكْتُوم
غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلَقِ	أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، اور کہا جاتا ہے نُمَيْلَةُ بْنُ عَبْد اللَّه اللَّيْثِيّ
أَمرُ الْحُدَيْبِيَةَ	نُمَيْلَةُ بْنُ عَبْد اللَّه اللَّيْثِيّ

غَزْوَةُ خَيبَر	نُمَيْلَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ اللَّيْثِيّ ، وَدَفَعَ الرّايَةَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَتْ بَيْضَاءَ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نُمَيْلَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ اللَّيْثِيّ کو نائب مدینہ مقرر کیا اور علی کو لشکر پر علم بردار کیا جو سفید تھا
عمرہ کے لئے ذِي الْقَعْدَةِ میں مدینہ سے نکلے	عُوَيْفَ بْنَ الْأَضْبَطِ الدِّيلِيَّ
غَزْوَةَ تبوک	محمد بْنَ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّ یا سِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ

معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کو کسی بھی موقعہ پر مدینہ میں نائب نہیں کیا گیا بلکہ تبوک میں بھی ان کو صرف اہل بیت کی خواتین کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑا گیا تھا جو ایک ضروری امر تھا اور خود علی کو یہ ناپسند ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ کیوں چھوڑ رہے ہیں – لہذا تالیف قلب کے لئے رسول اللہ نے ان کو کہا کہ جس طرح قوم بنی اسرائیل کو ہارون کے حوالے کر کے موسیٰ کوہ طور گئے تھے اسی طرح علی کو منافقین کے ساتھ چھوڑا گیا ہے

علی پر دوسرے نکاح کی پابندی

معجم الکبیر طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحُسَيْنِ الصَّابُونِيُّ التُّسْتَرِيُّ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ، ثنا بِشْرُ بْنُ الْوَلِيدِ الْهَاشِمِيُّ، ثنا عَبْدُ النُّورِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمِسْمَعِيُّ، عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا»

ابن مسعود نے کہا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا کہ فاطمہ کو علی سے بیاہ دوں

میزان الاعتدال میں الذھبی نے اس روایت کا خاص ذکر کیا ہے کہ یہ کذاب عبد النور بن عبد اللہ المسمعی کا قول ہے

عبد النور بن عبد الله المسمعي. عن شعبة. كذاب. وقال العقيلي: كان يغلو في الرفض، ووضع هذا عن شعبة. عن عمرو ابن مرة، عن أبيه، عن إبراهيم، عن مسروق، عن عبد الله، قال لنا رسول اللهصلى الله عليه وسلم في غزوة تبوك: إن الله أمرني أن أزوج فاطمة من علي. ففعلت، فقال لي جبرائيل: إن الله قد بنى جنة من لؤلؤ.. وسرد حديثاً طويلا

صحیح مسلم میں ہے

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا ، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا ، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر فرمارہے تھے کہ ہشام بن مغیرہ جو ابو جہل کا باپ تھا اس کی اولاد (حارث بن ہشام اورسلم بن ہشام) نے اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کرنے کی مجھ سے اجازت مانگی ہے لیکن میں انہیں ہر گز اجازت نہیں دوں گا یقینا میں اس کی اجازت نہیں دوں گا ہر گز میں اس کی اجازت نہیں دوں گا ۔ البتہ اگر علی بن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہیں (تو میں اس میں رکاوٹ نہیں بنوں گا) کیونکہ وہ (فاطمہ رضی اللہ عنہا) میرے جگر کا ایک ٹکڑا ہے جو اس کو برا لگے وہ مجھ کو بھی برا لگتا ہے اور جس چیز سے اسے تکلیف پہنچتی ہے اس سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے

اس روایت کو عَلِیّ بْنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیّ بْنِ اِبِی طالب، زین العابدین نے بھی روایت کیا ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْلَى، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي مَنِيعٍ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ فَاطِمَةَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، قَالَ الْمِسْوَرُ: فَشَهِدْتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَشَهَّدَ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ''أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ ابْنَتِي فَحَدَّثَنِي، فَصَدَقَنِي، وَإِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي وَإِنَّهُ وَاللَّهِ لَا

تَجْتَمِعُ عِنْدَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ'' فَأَمْسَكَ عَلِيٌّ عَنِ الْخِطْبَةِ

ابو داود میں ہے

اور صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحًا ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ، قَالَ الْمِسْوَرُ: فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: ''أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي، فَصَدَقَنِي وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ مُضْغَةٌ مِنِّي، وَإِنَّمَا أَكْرَهُ أَنْ يَفْتِنُوهَا، وَإِنَّهَا، وَاللهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَدًا'' قَالَ: فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ.

اگر یہ جھوٹ ہوتا تو دادا کے حوالے سے عَلِيّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيّ بْنِ اَبِي طالب، زین العابدین اس کو روایت کیوں کرتے تھے؟

اس کو عبداللہ بن زبیر نے بھی بیان کیا ہے

أَنَّ بن الزُّبَيْرِ وُلِدَ فِي السَّنَةِ الْأُولَى فَيَكُونُ عُمُرُهُ عِنْدَ الْوَفَاةِ النَّبَوِيَّةِ تِسْعَ سِنِينَ

اور ابن زبیر وفات النبی کے وقت نو سال کے تھے

ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قال: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَلِيًّا، ذَكَرَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "إِنَّمَا فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا": "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ هَكَذَا قَالَ أَيُّوبُ: عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ ابْنِ الزُّبَيْرِ، وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، رَوَى عَنْهُمَا جَمِيعًا

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ نے کہا علی نے بنت ابی جهل کا ذکر کیا جس کو خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی پس کہا فاطمہ میرا حصہ ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے دی

مسند احمد میں ہے

دَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَلِيًّا ذَكَرَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «إِنَّهَا فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي، يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا، وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا

اس کو ابن عباس نے بھی بیان کیا ہے

المعجم الصغیر اور المعجم الکبیر از طبرانی

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ السَّرِيِّ بْنِ مِهْرَانَ النَّاقِدُ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأُرُزِّيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ تَمَامٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ , فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «إِنْ كُنْتَ تَزَوَّجُهَا , فَرُدَّ عَلَيْنَا ابْنَتَنَا» إِلَى هَا هُنَا انْتَهَى حَدِيثُ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ وَفِي غَيْرِ هَذَا زِيَادَةٌ قَالَ , فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «وَاللَّهِ , لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ تَحْتَ رَجُلٍ

البتہ یہ سند ضعیف ہے

سوال کیا جاتا ہے کہ کیا یہ حدیث قرآن کے خلاف نہیں

فَانْكِحُوا ما طابَ لَكُمْ مِنَ النِّساءِ مَثْني وَ ثُلاثَ وَ رُباعَ النساء

-قرآن میں اجازت ہے کہ مرد چار شادی کر سکتے ہیں؟

راقم کہتا ہے اس آیت کی وجہ سے علی رضی اللہ عنہ کو بھی دوسری شادی کی خواہش ہوئی لیکن شوہر فاطمہ ، داماد النبی ہونے کی وجہ سے ان پر پابندی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لگا دی کہ وہ فاطمہ کی زندگی میں شادی نہیں کر سکتے - نبی کے داماد عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کی بیٹیوں کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کی تھی

جہاں تک احادیث میں ملتا ہے ان میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں علی کو لونڈی بھی نہیں دی گئی- راقم کو کوئی حدیث نہیں ملی کہ جنگوں کے بعد کوئی لونڈی علی رضی اللہ عنہ کو دی گئی ہو - علی رضی اللہ عنہ کا مال فدک یا مال فے میں خمس کا حصہ تھا لیکن اس میں ان کو لونڈی نہیں دی گئی حتی کہ انہوں نے خود ایک لونڈی یمن میں حاصل کی

شیعہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ از الصدوق میں ہے

لو أتيت أباك فسألته خادما يكفيك حر ما أنت فيه من هذا العمل، قال: أفلا أعلمكما ما هو خير لكما من الخادم؟ إذا أخذتما منامكما(5) فكبرا أربعا وثلاثين تكبيرة، وسبحا ثلاثا وثلاثين تسبيحة، واحمدا ثلاثا وثلاثين تحميدة، فأخرجت فاطمة عليها السلام رأسها وقالت: " رضيت عن الله وعن رسوله رضيت عن الله وعن رسوله

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے روزمرہ کے کام کاج تھک جانے کی بنا پر اپنے والد ماجد سے گھر کے لئے ایک خادم مقرر کرنے کی درخواست کرنا چاہتی تھیں، لیکن آپ(ص) نے سیدہ (س) کی درخواست کے جواب میں یہ تسبیح آپ(س) کو سکھا دی اور اس کو ہر خادم سے افضل قرار دیا

اہل سنت میں یہ روایت سنن ابو داود ۵۰۶۲ میں ہے

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ. ح حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ الْمَعْنَى، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ : حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: "شَكَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى، فَأُتِيَ بِسَبْيٍ فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ، فَلَمْ تَرَهُ فَأَخْبَرَتْ بِذَلِكَ عَائِشَةَ، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ، فَأَتَانَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ، فَقَالَ: عَلَى مَكَانِكُمَا، فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنَنَا، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي، فَقَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا، فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ".

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چکی پیسنے سے اپنے ہاتھ میں پہنچنے والی تکلیف کی شکایت لے کر گئیں، اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی لائے گئے تو وہ آپ کے پاس لونڈی مانگنے آئیں، لیکن آپ نہ ملے تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا کر چلی آئیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو بتایا ، یہ سن کر آپ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم سونے کے لیے اپنی خواب گاہ میں لیٹ چکے تھے، ہم اٹھنے لگے تو آپ نے فرمایا: "اپنی اپنی جگہ پر رہو (اٹھنا ضروری نہیں)" چنانچہ آپ آ کر ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے، یہاں تک کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، آپ نے فرمایا: "کیا میں تم دونوں کو اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں جو تم نے مانگی ہے، جب تم سونے چلو تو (۳۳) بار سبحان اللہ کہو، (۳۳) بار الحمدللہ کہو، اور (۳۴) بار اللہ اکبر کہو، یہ تم دونوں کے لیے خادم سے بہتر ہے"۔

یعنی علی رضی اللہ عنہ کو لونڈی نہیں دی گئی ورنہ کام فاطمہ رضی اللہ عنہا کو

نہ کرنا پڑتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی لونڈی سے منع کیا تو یہ بھی مومنوں کو قبول کرنا ہو گا

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

اور رسول جو دے اس کو لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ

یمن میں جو لونڈی علی رضی اللہ عنہ نے خود لی، وہ امیر سریہ کے تحت لی چونکہ شرعا وہ یہ کر سکتے تھے اس پر علی پر جرح نہیں کی گئی، ورنہ عموم یہی تھا کہ مال مدینہ پہنچ کر بٹتا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے – اسی بنا پر اصحاب رسول کا یمن میں علی سے اختلاف ہوا کہ ان کو انتظار کرنا چاہیے تھا لیکن جب رسول اللہ کو خبر دی گئی تو اپ نے اس کی اجازت دے دی

اس طرح کی اور مثالین بھی ہیں مثلا اصحاب رسول نے کافر سے دم کرنے پر بکریاں لیں لیکن تردد ہوا کہ صحیح کیا یا نہیں مدینہ وہ بکریاں بھی پہنچا دی گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی کہ ایسا کرنا اس وقت پر صحیح تھا

علی پر دوسری شادی کی پابندی کی روایت کو اہل تشیع بیان کرتے رہے ہیں-اس پر جرح عصر حاضر میں ہی کی گئی ہے مثلا مرآۃ العقول فی شرح إخبار آل الرسول از محمد باقر المجلسی میں ہے

و مما يدل على عصمتها صلوات الله عليها الأخبار الدالة على أن إيذاءها إيذاء الرسول، و أن الله تعالى يغضب لغضبها و يرضى لرضاها، كما روى البخاري و مسلم و غيرهما عن المسور بن مخرمة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه و آله يقول، و هو على المنبر إنه قال في سياق حديث فاطمة: فإنما هي بضعة مني يربيني ما رابها، و يؤذيني من آذاها و قد روى البخاري و مسلم و غيرهما أنه صلى الله عليه و آله قال: فاطمة بضعة مني يؤذيني ما آذاها- و في صحيح الترمذي عن ابن الزبير قال صلى الله عليه و آله و سلم: إنما فاطمة بضعة مني يؤذيني ما آذاها و ينصبني ما أنصبها و روي في المشكاة عن المسور بن مخرمة أنه قال صلى الله عليه و آله: فاطمة بضعة مني فمن أغضبها فقد أغضبني و روى ابن شهرآشوب عن مستدرك الحاكم بإسناده أن النبي صلى الله عليه و آله قال فاطمة شجنة مني يقبضني ما يقبضها، و يبسطني ما يبسطها، و عن أبي سعيد الواعظ في شرف النبي صلى الله عليه و آله و سلم و أبي عبد الله العكبري في الإبانة، و محمود

الإسفرائيني في الديانة رووا جميعا أن النبي صلى الله عليه و آله قال: يا فاطمة إن الله يغضب لغضبك و يرضى لرضاك.

محمد باقر المجلسی المتوفی ۱۱۱۱ھ نے اس روایت کو رد نہیں کیا ہے

اس روایت پر جرح محمد حسین الطباطبائی المتوفی ۱۴۰۲ھ نے تفسیر میں کی ہے اور ان کے بعد شیعوں نے اس جرح کو لکھا شروع کر دیا ہے۔ محمد حسین الطباطبائی کی تحقیق شاذ اقوال پر مبنی ہے مثلا ابن زبیر کی سند سے روایت کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ کے دشمن تھے- ان سے قبل اہل تشیع کے متعدد علماء نے بلا تحقیق اس روایت کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث قرار دیا اور ان پر جرح کی اور حیرت اس پر ہے کہ ایک نہیں بہت سے لوگ تھے جو اس کو ابو ہریرہ کی حدیث کہہ گئے جبکہ یہ ابن زبیر اور المسور رضی اللہ عنہم کی سند سے ہے

مولائے کائنات

غالیوں نے علی کا نام رکھا ہوا ہے مولائے کائنات یعنی تمام کائنات کا مددگار- یہ اس طرح نکالا کہ حدیث ہے

من كنت مولاه فعلي مولاه   میں جس کا دوست اس کا علی دوست

لیکن مولاہ کے مادہ سے مولی بھی نکلتا ہے لہذا یہ لفظ کئی مطلب رکھتا ہے – درست مطلب سیاق و سباق سے متعین کیا جاتا ہے

غور طلب ہے کہ یہ روایت جن طرق سے آتی ہے ان پر جرح ہے

سنن ابن ماجہ میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ ابْنِ سَابِطٍ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فِي بَعْضِ حَجَّاتِهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدٌ فَذَكَرُوا عَلِيًّا فَنَالَ مِنْهُ فَغَضِبَ سَعْدٌ وَقَالَ تَقُولُ هَذَا لِرَجُلٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وعلى آله وَسَلَّمَ يَقُولُ: (مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ) .

سند میں عبد الرحمٰن بن سابط ہے جس کا سماع سعد بن ابی وقاص سے نہیں

عقیلی نے اس کا ایک طرق نقل کیا جو مجہول سے تھا پھر کہا
وَقَدْ رُوِيَ هَذَا بِإِسْنَادٍ أَصْلَحَ مِنْ هَذَا الْإِسْنَادِ
اس کو اس سے اصلح اسناد سے بھی روایت کیا گیا ہے

راقم کہتا ہے یہ روایت ضعیف اسناد سے مروی ہے متواتر ہے
اس کو سُلَيْمَان بن قرم الضَّبِّىّ نے روایت کیا ہے جو متروک ہے
اس کو مُحَمَّد بن سَلَمَة بن کہیل نے روایت کیا ہے جو واہی الحدیث ہے
اس کو دَاوُد الأَوْدِی نے روایت کیا ہے جو ضعیف ہے
اس کو عَمْرو بن ثَابت نے روایت کیا ہے جو متروک ہے
اس کو مَيْمُون إِبِي عبد اللہ نے روایت کیا ہے جو ضعیف ہے
اس کو عمر بن شبیب المسلی نے روایت کیا ہے جو متروک ہے
اس کو مالک بن الحسن بن مالک بن الحویرث نے روایت کیا ہے جو منکر الحدیث ہے
اس کو الحسین بن الحسن الأشقر، نے روایت کیا ہے جو منکر الحدیث ہے
اس کو علی بن سعید بن قتیبۃ الرّملی نے روایت کیا ہے جو ضعیف ہے
اس کو حمید بن إِبِي غنیۃ الأصبہانی نے روایت کیا ہے جو مجہول ہے
جو بہتر اسناد ہیں ان میں ایک مدلس إبو إسحاق السبیعی ہے جس نے اس کو روایت کیا ہے
اس کو بہت سی اسناد سے زید بن ارقم سے بھی روایت کیا گیا ہے
معرفہ صحابہ میں ہے
وَرَوَاهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ: أَبُو سُلَيْمَانَ زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ، وَأَبُو الضُّحَى، وَيَحْيَى بْنُ جَعْدَةَ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي الْحَسْنَاءِ وَأَبُو إِسْحَاقَ، وَأَبُو سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ، وَأَبُو عُبَيْدِ اللهِ الشَّيْبَانِيُّ، وَأَبُو لَيْلَى الْحَضْرَمِيُّ، وَأَبُو صَالِحٍ

وَأَبُو عَبْدِ اللهِ مَيْمُونٌ، وَعَطِيَّةُ الْعَوْفِيُّ، وَثُوَيْرُ بْنُ أَبِي فَاخِتَةَ، فِي آخَرِينَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ

یہ راوی بہت مضبوط نہیں ہیں

اس کی اسناد بہت ہیں اور کہا جاتا ہے یہ متواتر ہے الذہبی تذکرہ الحفاظ میں کہتے ہیں اس کے کثرت طرق نے مجھے حیران کر دیا ہے

وقد حكم عليه غير واحد بالتواتر، منهم الذهبي في ''النبلاء'' (8/ 335)، والسيوطي في ''قطوف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة'' ص (277)، والكتاني في ''نظم المتناثر'' برقم (232)، والعجلوني في ''كشف الخفاء'' (2/ 261)، والألباني في ''الصحيحة'' (**4/ 343**).

ان سب نے اس کو متواتر کہا ہے

ابن حجر نے کہا

ابن حجر في ''الفتح'' (7/ 74): هو كثير الطرق جدًا، وقد استوعبها ابن عقدة في كتاب مفرد، وكثير من أسانيدها صحاح وحسان اهـ.

اس کے طرق بہت ہیں...اور سندیں صحیح یا حسن ہیں

الزیلعی (المتوفى: 762ھ) نے نصب الرایۃ میں کہا

وَحَدِيثِ: مَنْ كُنْت مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ3، بَلْ قَدْ لَا يُزِيدُ الْحَدِيثَ كَثْرَةُ الطُّرُقِ إلَّا ضَعْفًا،

حدیث من کنت مولاہ کا حال یہ ہے کہ اس کے جتنے طرق ہوں اس کا ضعف بڑھتا ہے

مناقب امام الشافعی میں اس کی تاویل ہے

أخبرنا أبو عبد الرحمن السلمي، قال: أخبرنا محمد بن محمد بن يعقوب؛ قال: حدثنا العباس بن يوسف الشِّكْلِي (2)، :قال: سمعت الربيع بن سليمان، يقول

سمعت الشافعي، يقول في معنى قول النبي، صلى الله عليه وسلم، لعلي بن أبي طالب، رضي الله عنه: «من كنت مولاه فعلي مولاه (3)» يعني بذلك وَلَاءَ الإِسلام.

وذلك قول الله تعالى: {ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ

امام شافعی نے کہا مولا سے مراد ہے کہ یعنی ایسا اسلام میں لگاؤ (اطاعت) ہے اور اللہ کا قول ہے

سورہ محمد

یہ اس لئے کہ اللہ مولی ہے ایمان والوں کا اور کافروں کا کوئی مولی نہیں ہے

قاسم بن سلام غریب الحدیث میں کہتے ہیں مولی کا مطلب الْعصبَة (خون کے تعلق سے رشتہ دار) ہے

فَكل وليّ لِلْإِنْسَان هُوَ مَوْلَاهُ مثل الْأَب وَالْأَخ وَابْن الْأَخ والعَم وَابْن الْعم وَمَا وَرَاء ذَلِك من الْعصبَة كلّهم

وَمِنْه قَوْله تَعَالَى: {وَإِنّي خِفْتُ الموَالِي من ورائي}

ہر انسان کا جو وليّ ہے وہ مولاہ ہے جیسے اس کا باپ یا بھائی یا بھتیجا یا چچا یا کزن اور اسی طرح خونی رشتہ والے جیسے اللہ کا قول ہے کہ زکریا نے کہا
اور میں اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں

یعنی مولاہ مطلب بھائی بند

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا علی میرا کزن میرا بھائی بند ہے اور جس طرح یہ میرا جگری خاندان کا ہے

سادہ الفاظ میں میں جن خاندانی رشتوں میں جڑا ہوں، انہی میں علی بھی جڑا ہے

یاد رہے کہ یہ روایت اگر صحیح ہے تو یہ خمس کے جھگڑے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنا پڑا

کتاب المجموع المغيث فی غريبي القرآن والحديث از محمد بن عمر بن إحمد بن عمر بن محمد الأصبهانی المديني، إبو موسى (المتوفى: 581ھ-) کے مطابق

قوله عليه الصلاة والسلام: مَن كنتُ مَولَاه فَعَلِيٌّ مَوْلاهُ

. قيل: أي مَن كنتُ أتولّاه فعَلِيٌّ يتولّاه

والمولَى على وُجوهٍ: منها ابنُ العَمّ، قال الله تعالى في قصّةِ زكَرِيّاء عليه الصّلاة والسّلام: {وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي}

وأنشَدَ: مَوَالِينا إذا افتَقَرُوا إلينا

فإن أثْرَوْا فَليسَ لنا مَوالِ

الثانى: المعتِق؛ ومَصْدَرُه الوَلَايَةُ

.والثالث: المعتَقُ؛ ومَصْدَرُه الوَلَاءُ

.والرابع: المحِبُ

"كقوله عليه الصّلاة والسَّلام : مُزينَةُ وأسْلَمُ وَجُهَيْنَةُ وغِفَار مَوَالى الله تعالَى ورَسُولِه

:والخَامسُ: الجَارُ، كَما أنشد

هُمُ خلطُونا بالنفوس وأَلْجَئُوا

إلى نَصْرِ مولاهُم مُسَوَّمَةً جُرْدَا

.السّادِسُ: الناصِرُ، قال الله تعالى: {ذَلِكَ بِأَنَّ اللهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا ...} الآية

السَّابع: المأوى، قال الله تعالى: {مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ}

وقيل: أي مَن كان يتولاَّنى تولَّاه

کہا جاتا ہے کہ میں نے جس سے دوستی کی اس سے علی نے کی

اور جس نے مجھ سے دوستی کی اس سے علی کی ہوئی

اور مولی کے کئی رخ ہیں یعنی چچازاد قرآن میں زکریا کے قصہ میں ہے

اس سے مراد آقا ہے جو آزاد کرے

اس سے مراد محبت کرنے والا ہے

اس سے مراد پڑوسی ہے

اس سے مراد مددگار ہے

اس کے مراد ماوی وملجا ہے

اس کے اور بھی مفہوم ہیں یہ آقا کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے قرآن میں سورہ النحل ٧٦ میں ہے

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (76)

اور اللہ ایک اور مثال دو آدمیوں کی بیان فرماتا ہے کہ ایک ان میں سے گونگا ہے کچھ بھی نہیں کر سکتا اور اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے، جہاں کہیں اسے بھیجے اس سے کوئی خوبی کی بات بن نہ آئے، کیا یہ اور وہ برابر ہے جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتا ہے، اور وہ خود بھی سیدھے راستے پر قائم ہے۔

الفاظ ہیں مولاہ کا ترجمہ آقا کیا ہے

یہ تمام مفہوم مولاہ میں ہیں

واللہ اعلم

قرآن کی آخری سورتوں میں سورہ المائدہ ہے جس کی آیت میں اللہ تعالی نے حکم دیا کہ اہل کتاب کارد کرتے رہو اور جو الوحی نازل ہوئی ہے اس کو بیان کرو

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

محمد رشید بن علی رضا نے تفسیر المنار میں ذکر کیا

وَرَوَتِ الشِّيعَةُ عَنِ الْإِمَامِ مُحَمَّدٍ الْبَاقِرِ أَنَّ الْمُرَادَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ النَّصُّ عَلَى خِلَافَةِ عَلِيٍّ بَعْدَهُ، وَأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخَافُ أَنْ يَشُقَّ ذَلِكَ عَلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ، فَشَجَّعَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِهَذِهِ الْآيَةِ. وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ اللَّهَ أَمَرَهُ أَنْ يُخْبِرَ النَّاسَ بِوِلَايَةِ عَلِيٍّ فَتَخَوَّفَ أَنْ يَقُولُوا: حَابَى ابْنَ عَمِّهِ، وَأَنْ يَطْعَنُوا فِي ذَلِكَ عَلَيْهِ. فَلَمَّا نَزَلَتِ الْآيَةُ عَلَيْهِ فِي غَدِيرِ خُمٍّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ وَقَالَ: " مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ "، وَلَهُمْ فِي ذَلِكَ رِوَايَاتٌ وَأَقْوَالٌ فِي التَّفْسِيرِ مُخْتَلِفَةٌ،

شیعوں نے امام باقر سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں علی کی خلافت پر نص ہے اور بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ڈرتے تھے کہ یہ چیز ان کے بعض اصحاب پر گراں گزرے گی تو اللہ نے ان کو ہمت دلائی اور ابن عباس سے مروی ہے کہ اس آیت میں اللہ نے ولایت علی کی خبر دی ہے پس اس سے نبی خوف زدہ ہوئے کہ لوگ کہیں گے اپنے کزن کو سپورٹ کرتے ہیں اور طعن کریں گے پس جب غدیر خم پر یہ آیت نازل ہوئی تو نبی نے فرمایا

میں جس کا دوست اس کا علی بھی دوست اور میں جس کا دشمن اس کا علی دشمن

اور شیعہ کی اس پر روایات ہیں اور تفسیری اقوال ہیں

اہل سنت میں الصواعق المحرقة علی إہل الرفض والضلال والزندقة میں ابن حجر الہیتمی (المتوفی: 974ھ) نے لکھا

أخرج الديلمي عَن أبي سعيد الْخُدْرِيّ أَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ (وقفوهم إِنَّهُم مسؤولون عَن وِلَايَة عَليّ)

وَكَأن هَذَا هُوَ مُرَاد الواحدي بقوله رُوِيَ فِي قَوْله تَعَالَى {وقفوهم إِنَّهُم مسؤولون} أَي عَن وِلَايَة عَليّ وَأهل الْبَيْت لِأَن الله أَمر نبيه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَن يعرف الْخلق أَنه لَا يسألهم على تَبْلِيغ الرسَالَة أجرا إِلَّا الْمَوَدَّة فِي الْقُرْبَى وَالْمعْنَى أَنهم يسْأَلُون هَل والوهم حق الْمُوَالَاة كَمَا أوصاهم النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أم أضاعوها وأهملوها فَتكون عَلَيْهِم الْمُطَالبَة والتبعة

الدیلمی نے ابو سعید الخذری سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت پر فرمایا اس کی ایک مراد یہ ہے کہ ولایت علی پر سوال ہو گا اور اہل بیت پر کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کے ذریعہ سے مخلوق کو بتادیا کہ تبلیغ رسالت میں کسی پر سوال نہ ہو سوائے رشتہ داروں سے محبت پر اور اس کا معنی ہے کہ ان سے سوال ہو گا کہ کیا حق مولاۃ کو ادا کیا جیسا نبی نے وصیت کی تھی یا اس کو ضائع کر دیا

غالیوں نے اس روایت سے علی کا ایک لقب مولائے کائنات بنایا ہے - یہ شیعوں کا المفوضة فرقہ تھا جس کے نزدیک اللہ تعالی نے نظم کائنات علی کو تفویض یا سونپ دیا ہے۔ لیکن آجکل تمام شیعہ ہی اس فرقے میں چلے گئے ہیں - دوسری طرف سنی کہلائے جانے والے ملا بھی علی کو مولی علی کہہ رہے ہیں - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو مولاہ کا لقب نہیں دیا صرف خاندانی تعلق کا اظہار کیا تھا - انگریزی میں مولی کا قریب ترین لفظ کامریڈ

Comrade

ہے - جس کا مطلب دوست، ساجھی دار، جگری، مددگار وغیرہ سب ہے - لیکن اس لفظ کو سوشلسٹ تنظیموں نے اپنالیا اور یہ لفظ اب رفض سوشل ازم کے لئے مشہور و خاص ہو گیا ہے، کچھ ایسا ہی حال لفظ مولاہ / مولی کا غلو کی وجہ سے ہو گیا ہے

علی قتال کریں گے کی خبر دی گئی تھی

ابن حجر اپنی کتاب تلخیص الحبیر میں لکھتے ہیں کہ

قَوْلُهُ: ثَبَتَ أَنَّ أَهْلَ الْجمَلِ وصِفِّينَ والنَّهْرَوانِ بُغاةٌ. هُوَ كَمَا قَالَ، وَيَدُلُّ عَلَيْهِ حَدِيثُ عَلِيٍّ: ''أُمِرْت بِقِتَالِ النّاكِثِينَ والْقَاسِطِينَ والْمَارِقِينَ''. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي الْخَصَائِصِ والْبَزَّارُ والطَّبَرَانِيُّ والنّاكِثِينَ: أَهْلُ الْجمَلِ؛ لِأَنَّهُمْ نَكَثُوا بَيْعَتَهُ، والْقَاسِطِينَ: أَهْلُ الشَّامِ؛ لِأَنَّهُمْ جارُوا عَنْ الْحَقِّ فِي عَدَمِ مُبايَعَتِهِ، والْمارِقِينَ: أَهْلُ النَّهْرَوانِ لِثُبُوتِ الْخَبَرِ الصَّحِيحِ فِيهِمْ: «أَنَّهُمْ يَمْرُقُونَ مِنْ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنْ الرَّمِيَّةِ

روایت أُمِرْت بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالْمَارِقِينَ ''. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي الْخَصَائِصِ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالنَّاكِثِينَ:

قول یہ ثابت ہے کہ اہل جمل، صفین اور نہروان باغی ہیں—یہ ایسا ہی ہے جیسا انہوں نے کہا اور اس پر حدیث دلالت کرتی ہے علی نے کہا مجھے حکم ہے کہ میں (بیعت نہ کرنے اور) جانے والوں اور (حق سے) تجاوز کرنے والوں اور (بیعت کر کے) نکل جانے والوں سے قتال کروں اس کو نسائی نے خصائص میں ذکر کیا ہے

راقم کہتا ہے یہ روایت ضعیف ہے –اس کا ذکر امام الذھبی نے کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں حکیم بن جبیر (بقول دار قطنی متروک) کے ترجمہ میں کیا ہے اس روایت کو بیان کیا ہے عبید اللہ بن موسی، عن فطر، عن حکیم بن جبیر، عن إبراهيم، عن علقمة، عن علي: إمرت بقتال الناكثين، والقاسطين، والمارقين

اسی روایت کا ذکر اِصبغ بن نباتۃ (بقول النسائی وابن حبان متروک) کے ترجمہ میں بھی کیا ہے

وعن علي بن الحزور، عن الاصبغ بن نباته، عن إبي إيوب، عن النبي صلى الله عليه وسلم إنه إمر نا بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين

ابن حجر نے التلخيص الحبير في تخريج إحاديث الرافعي الكبير میں ایک روایت کو بحث میں اوپر والی روایت کا ذکر کیا کہا

میں ابن حجر کہتا ہوں الإمام أبو القاسم القزويني الرافعي صاحب "الشرح الكبير" نے جو کہا ثَبَتَ أَنَّ أَهْلَ الْجَمَلِ وَصِفِّينَ وَالنَّهْرَوَانِ بُغَاةٌ. کہ ثابت ہے کہ اہل جمل و صفین اور نہروان باغی تھے تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہا

ابن حجر نے لسان المیزان میں جب میزان الاعتدال از الذھبی کی تہذیب کی تو اس روایت کو الاصبغ بن نباتہ اور حکیم بن جبیر کے ترجموں سے حذف بھی کر دیا ابن حجر کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے

لیکن کتاب المَطَالِبُ العَالِيَةُ بِزَوَائِدِ المَسَانيد الثَّمَانِيَةِ از ابن حجر میں جامعۃ الإمام محمد بن سعود کے محقق سعد بن ناصر بن عبد العزیز الشثری لکھتے ہیں

إن الحديث روي من حديث جملة مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وله طرق متعددة من حديث علي رضي الله عنه، وأبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه، ولكن لا يخلو طريق منها عن ضعف، بل أكثرها ضعيفة جدًا، وسبب ضعفه في الغالب أن أحد رواة

الإِسناد شيعي والحديث في فضل علي رضي الله عنه، لذا لا يقبل حديثه في بدعته عند علماء هذا الشأن، وقد أطلق بعض العلماء القول بوضعه مثل شيخ الإِسلام ابن تيمية كما سيأتي قريبًا، ولكن يستثنى من ذلك الجزء الأخير وهو قوله: (المارقين) لأنه ورد من طرق أخرى قتال علي رضي الله عنه الخوارج كما سيأتي بعد قليل.أقوال العلماء في الحديث:أطلق مجموعة من العلماء القول بعدم صحته، ومنهم من حكم عليه بالضعف وآخرون قالوا بأنه موضوع.

– **1**أبو جعفر العقيلي رحمه الله:أخرج الحديث في الضعفاء (2/ 51)، من طريق الربيع بن سهل، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الوالبي، عن علي رضي الله عنه، به، ثم قال: ”الأسانيد في هذا الحديث عن علي ليّنة الطرق، والرواية عنه في الحرورية صحيحة“ .وأخرجه أيضًا (3/ 480) من طريق الْقَاسِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قال: سمعت عمار بن ياسر يقول، فذكره بنحوه، ثم قال: ”ولا يثبت في هذا الباب شيء“ .2–ابن حبّان رحمه الله:ذكر الحديث في كتابه المجروحين (1/ 174)، وقد تقدم الكلام عليه آنفًا.3–ابن الجوزي رحمه الله:أما ابن الجوزي رحمه الله فقد حكم عليه بالوضع، وذكره في الموضوعات (2/ 12–13)، وقال: هذا حديث موضوع بلا شك... وقال أيضًا: هذا حديث لا يصح.4–الذهبي رحمه الله:قال في تلخيص المستدرك (3/ 140) عن هذا الحديث كما سبق: ”لم يصح، وساقه الحاكم بإسنادين

مختلفين إلى أبي أيوب ضعيفين".5–الحافظ ابن كثير رحمه الله:قال في البداية والنهاية (7/ 316) بعد أن أورد الحديث: فإنه حديث غريب ومنكر، على أنه قد روي من طرق عن علي، وعن غيره، ولا تخلو واحدة منها عن ضعف".6–أبو العباس أحمد بن تيمية رحمه الله:لم يرو علي رضي الله عنه في قتال الجمل وصفين شيئًا، كما رواه في قتال الخوارج، بل روى الأحاديث الصحيحة، هو وغيره من الصحابة في قتال الخوارج المارقين، وأما قتال الجمل وصفين، فلم يرو أحد منهم إلَّا القاعدون، فإنهم رووا الأحاديث في ترك القتال في الفتنة، وأما الحديث الذي يروي أنه أمر بقتل الناكثين والقاسطين، والمارقين، فهو حديث موضوع على النبي –صلى الله عليه وسلم–".وقال أيضًا في المنهاج (5/ 50) ردًا على حديث عامر بن واثلة وفيه: قال علي: فأنشدكم بالله هل فيكم أحد قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ –صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم–: تقاتل الناكثين والفاسقين والمارقين، على لسان النبي –صلى الله عليه وسلم– غيري؟ قالوا: لا ... الحديث.قال شيخ الإِسلام: "هذا كذب باتفاق أهل المعرفة بالحديث".الأحاديث التي وردت في قتال المارقين، وهم الخوارج

ان اقوال کو لا کر سعد بن ناصر بن عبد العزیز الشثری نے اس روایت کو رد کیا

البانی نے اس روایت کا ذکر سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ فى الأمة میں ح ۴۹۰۷ میں کیا ہے اور اس گھڑی ہوئی قرار دیا ہے– حسین سلیم إسد نے مسند ابو یعلی میں إسناده ضعيف قرار دیا ہے– الذھبی نے تلخیص مستدرک میں اس کو لم يصح یعنی صحیح نہیں قرار دیا ہے– ابن الجوزی نے اس کا "الموضوعات میں ذکر کیا ہے

کتاب التَّنویرُ شَرحُ الجَامع الصَّغِیر میں محمد بن إسماعیل بن صلاح بن محمد الحسنی، الکحلانی ثم الصنعانی، إبوإبراہیم، عز الدین، المعروف کأسلافہ بالأمیر (المتوفی: 1182ھ-) لکھتے ہیں

وقال الشوكاني رحمه الله تعالى: ''والواجب علينا الإيمان بأنه -أي عليا- عليه السلام وصي رسول الله — صلى الله عليه وسلم — ولا يلزمنا التعرض للتفاصيل الموصى بها، فقد ثبت -أنه أمره بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين وعين له علاماتهم وأودعه جملاً من العلوم وأمره بأمور خاصة كما سلف، فجعل الموصى بها فرداً منها ليس من دأب المنصفين ''

امام شوکانی نے کہا ہم پر واجب ہے کہ ہم ایمان رکھیں کہ علی علیہ السلام وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ہم پر لازم نہیں ہے کہ ہم جس کی وصیت کی گئی (یعنی علی) اس کی فضیلت سے تعرض کریں کہ ان کو تو حکم ہوا تھا کہ قتال کریں الناکثین والقاسطین والمارقین اور یہ ان کے لئے علامت ہوئی

یعنی شوکانی کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے –ابن حجر نے میزان از الذھبی کی تہذیب کرتے وقت اس روایت کو حکیم بن جبیر اور إصبغ بن نباتة کے ترجموں سے بھی حذف کر دیا

اہل سنت اس روایت کو رد کرتے رہے یہاں تک کہ شوکانی نے اس کو علی کی فضیلت میں لیا اور شوکانی کے بقول اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ علی وصی النبی تھے یعنی ان کی خلافت کی وصیت کی گئی تھی

راقم کہتا ہے روایت صحیح سند سے نہیں ہے راویوں پر سخت جرح ہے متروک تک کہا گیا ہے

علی سید العرب تھے

المعجم الکبیر از طبرانی کی روایت ۲۷۴۹ ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الصِّينِيُّ، ثنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَنَسُ انْطَلِقْ فَادْعُ لِي سَيِّدَ الْعَرَبِ» – يَعْنِي عَلِيًّا – فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَلَسْتَ سَيِّدَ الْعَرَبِ؟ قَالَ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ، وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ» . فَلَمَّا جَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَأَتَوْهُ، فَقَالَ لَهُمْ: «يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ؟» قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: «هَذَا عَلِيٌّ فَأَحِبُّوهُ بِحُبِّي، وَكَرِّمُوهُ لِكَرَامَتِي، فَإِنَّ جِبْرِيلَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِالَّذِي قُلْتُ لَكُمْ عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ»

حسن بن علی نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس جاو سید عرب کو بلاو یعنی علی کو - پس عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا آپ سید العرب نہیں ؟ نبی نے فرمایا میں تو سید بنو آدم ہوں اور علی عربوں کے

حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء از إبو نعیم إحمد بن عبد اللہ بن إحمد بن إسحاق بن موسى بن مہران الأصبہانی (المتوفى: 430ھ) میں ہے

حَدَّثنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الْعَبَّاسِ الْهَاشِمِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الصُّوفِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمُقْرِي، ثنا حُسَيْنٌ الْأَشْقَرُ، ثنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَنَسُ، إِنَّ عَلِيًّا سَيِّدُ الْعَرَبِ» فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا: أَلَسْتَ سَيِّدَ الْعَرَبِ؟ قَالَ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ، وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ» غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ زُبَيْدٍ، تَفَرَّدَ بِهِ قَيْسٌ

اس کی سند میں قَيس بن الرَّبيع ،اِبُو مُحَمد، الاَسَدِیّ، الکُوفیّ کا تفرد ہے

احمد نے کہا کَانَ يتشيع وكان كثير الخطأفی الحديث

ابن معین اور وکیع نے کہا ضعیف ہے

ابو حاتم نے کہا وليس بقوی

بیہقی نے متعدد بار اس کو ضعیف کہا ہے

. ضعيف عنداِہل العلم بالحديث (السنن الكبرى: 136/6) *

. غير قوی (السنن الكبرى: 276/7) *

. لايحتج به (السنن الكبرى: 42/8، 344) *

. ضعيف (السنن الكبرى: 271/10) *

معلوم ہوا روایت منکر ہے — لیکن قابل غور ہے کہ بیان ہو رہی تھی

علی کو دیکھنا عبادت ہے

امام حاکم اس کے قائل تھے کہ علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے - اس حوالے سے ایک حدیث کی تصحیح کتاب مستدرک میں کرتے ہیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْبَاقِي بْنُ قَانِعٍ الْحَافِظُ، ثنا صَالِحُ بْنُ مُقَاتِلِ بْنِ صَالِحٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ عُتْبَةَ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ، ثنا يَحْيَى بْنُ عِيسَى الرَّمْلِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ» تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے

امام بیہقی نے راوی پر کہا ہے - صالح بن مقاتل بن صالح .یروی المناکیر (السنن الکبری 305/1)

قال الدارقطنی: لیس بالقوی

امام حاکم نے ایک دوسری سند بھی دی ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى الْقَارِيُّ، ثنا الْمُسَيِّبُ بْنُ زُهَيْرٍ الضَّبِّيُّ، ثنا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، ثنا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ

سند میں عبد الرحمٰن بن عبد اللہ المسعودی جو مختلط ہو گئے تھے اور المسیب بن زہیر الضبی مجہول الحال ہے

مستدرک حاکم میں تیسری سند ہے

حَدَّثَنَا دَعْلَجُ بْنُ أَحْمَدَ السِّجْزِيُّ، ثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الْجُعْفِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ الْعِجْلِيُّ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «النَّظَرُ إِلَى عَلِيٍّ عِبَادَةٌ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ " وَشَوَاهِدُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ صَحِيحَةٌ

امام الذھبی کہتے ہیں روایت گھڑی ہوئی ہے لیکن راوی کا تعین نہیں کیا کہ کس نے گھڑی ہے بلکہ عمران سے منسوب روایت کے نیچے لکھا وَشَوَاهِدُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ صَحِيحَةٌ اس کا شاہد ابن مسعود سے صحیح ہے

راقم کہتا ہے یہ تناقضات الذھبی میں سے ہے وہ اس متن کو موضوع لکھ چکے تھے۔سند میں عبد الله بن عبد ربه العجلي مجہول ہے

کتاب الثاني من الفوائد المنتقاة لابن السماك ويليه من حديث دعلج للحمامي از ابن السَّمَّاك (المتوفى: 344هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَصْرِيُّ، ثنا عِمْرَانُ بْنُ خَالِدِ بْنِ طَلِيقٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «النَّظَرُ إِلَى عَلِيٍّ عِبَادَةٌ»

سند میں عمران بن خالد بن طلیق بن عمران بن حصین الخزاعی ہے جو ضعیف و متروک الحدیث ہے

إبو نعیم الأصبهانی (المتوفى: 430هـ) كتاب حلية الأولياء وطبقات الأصفياء میں اس روایت کا ذکر کرتے ہیں

حَدَّثَنَا أَبُو الْهَيْثَمِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ غَوْثٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: ثنا الْحَسَنُ بْنُ حُبَاشٍ قَالَ: ثنا هَارُونُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ عِيسَى الرَّمْلِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ

سند میں یحیٰی بن عیسیٰ مجروح ہے – ضعفه يحيى بن معين، وقال النسائي: ليس بالقوي

میزان میں الذھبی اس روایت کا ذکر کر کے کہتے ہیں

هارون بن حاتم، حدثنا يحيى بن عيسى، عن الأعمش، عن إبراهيم، عن علقمة،عن عبد الله – مرفوعاً:

النظر إلى وجه على عبادة–قلت: لعله من وضع هارون

میں کہتا ہوں ہو سکتا ہے اس کو ہارون بن حاتم نے گھڑا ہو

اسی کتاب حلية الأولياء میں یہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْمَرْوَانِيُّ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: ثنا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى السِّمْسَارُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدَكَ الْقَزْوِينِيُّ، قَالَ: ثنا عَبَّادُ بْنُ صُهَيْبٍ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ [ص:183] رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «النَّظَرُ إِلَى عَلِيٍّ عِبَادَةٌ» غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَلَمْ نَكْتُبْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُبَادَةَ

سند میں عباد بن صہیب ابو بکر الکلیبی بصری. ہے جو متروک الحدیث ہے

یہ متن تاریخ دمشق از ابن عساکر میں بھی مکدر سندوں سے ہے- سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ان روایات کو إسناده حسن قرار دیا ہے-

اشہدان علیا ولی اللہ

اپنی خلافت کے دوران نہ علی نے نہ حسن نے اس اذان میں اضافہ کیا جو اہل سنت دیتے ہیں —اب ہم صرف شیعہ کتب کے حوالہ سے بات کریں گے

شیعہ فقہ کی کتاب من لایحضرہ الفقیہ از الصدوق المتوفی سنة 381 میں اذان ہے

أنه " حكى لهما الاذان فقال

الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر الله أكبر

أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله

أشهد أن محمدا رسول الله، أشهد أن محمدا رسول الله

حي على الصلاة، حي على الصلاة

حي على الفلاح، حي على الفلاح

حي على خير العمل، حي على خير العمل

الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله، لا إله إلا الله، والاقامة كذلك

شیعہ کہتے ہیں کہ نماز کی طرح اذان بھی شب معراج میں ملی - مستدرک الوسائل میرزا حسین النوری الطبرسی المتوفی 231 میں ہے کہ تفسیر علی بن إبراهيم میں ہے

علي بن إبراهيم فى تفسيره :عن

أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن الصادق (عليه السلام)، قال :((قال

النبي (صلى الله عليه و آله): لما اسري بي و انتهيت إلى سدرة المنتهى –إلى أن

قال–: فإذا ملك يؤذن ، لم ير فى السماء قبل تلك الليلة :فقال :الله أكبر الله

أكبر ، فقال الله :صدق عبدي أنا أكبر فقال :أشهد أن لاإله إلاالله أشهد أن لاإله

إلاالله ، فقال الله تعالى :صدق عبدي انا الله لاإله غيري ، فقال :أشهد أن محمدا

رسول الله أشهد أن محمدا رسول الله فقال الله :صدق عبدي إن محمدا عبدي ، و رسولي

أنا بعثته و انتجبته ، فقال :حي على الصلاة حي على الصلاة ، فقال :صدق عبدي دعا

إلى فريضتي فمن مشى إليها راغبا فيها محتسبا كانت (1) كفارة لما مضى من ذنوبه ،

فقال :حي على الفلاح [حي على الفلاح](2) ، فقال الله :هي الصلاح ، و النجاح ، و

الفلاح ، ثم اممت الملائكة في السماء ، كما اممت الأنبياء فى بيت المقدس))

امام جعفر نے ذکر کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی اور سدرہ المنتہی پر پہنچے تو ایک فرشتے نے اذان دی اس کو آسمان پر اس سے قبل نہ دیکھا گیا تھا پس

فرشتے نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر

اللہ تعالی نے فرمایا سچ کہا میرے بندے نے میں اکبر ہوں

فرشتے نے کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ

اللہ تعالی نے فرمایا سچ کہا بندے نے میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی الہ نہیں

فرشتے نے کہا: اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ

اللہ تعالی نے فرمایا سچ کہا میرے بندے نے کہ محمد میرا بندہ و رسول ہے اس کو میں نے بھیجا ہے

فرشتے نے کہا حی علی الصلاۃ حی علی الصلاۃ

اللہ تعالی نے فرمایا سچ کہا بندے نے یہ میرے فریضہ کی پکار ہے جو اس کی طرف چلا رغبت سے تو اس نے احتساب کیا پس یہ کفارہ ہوا جو اس نے پچھلے گناہ کیے

فرشتے نے کہا حی علی الفلاح حی علی الفلاح

اللہ تعالی نے فرمایا یہ اصلاح و نجات و فلاح ہے

اس اذان میں سرے سے شہادت امیر المومنین کا ذکر نہیں ہے نہ حی علی خیر العمل کا ذکر ہے

لیکن بہت صدیوں بعد شیعوں نے اذان میں إشهدإن عليا ولى الله کا اضافہ کر دیا- کہا جاتا تھا کہ یہ اضافہ ایک غالی بدعت ہے لیکن متاخرین نے اس قول کو چھپا کر اس اذان کی توجیہات کی ہیں

أشهد أن عليا ولي الله اذان میں نہیں ہے

صراط النجاۃ از استفتاءات الخوئی -تعلیقۃ و ملحق لایۃ اللہ العظمی التبریزی ناشر: دفتر نشر برگزیدہ میں ہے

س 994: متى إدخلت ((إشهدإن عليا ولى الله)) الى الاذان والاقامة، وهل وردت رواية من المعصوم باستحبابها؟

الخوئی:

الرواية واردة باستحباب الشهادة بالولاية له (ع) متى شهد بالنبوة، لا في خصوص الاذان والاقامة، ولذا لا نعدها جزءا منهما،

الخوئی سے سوال ہوا: اذان میں کب سے ((اِشہدان علیا ولی اللہ)) کو داخل کیا گیا اور کیا یہ امام معصوم سے روایت ہوا؟ الخوئی نے کہا ((اِشہدان علیا ولی اللہ)) یہ اذان و اقامت میں خاص نہیں ہے اور اسی بنا پر ہم ان کو اذان میں شمار نہیں کرتے

شیعہ علماء قدماء کا قول : یہ اضافہ غالیوں نے کیا ہے

شیعہ اذان میں اضافہ مفوضہ فرقے نے کیا جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالی نے نظم کائنات علی کو تفویض کر دیا ہے

بحار الانوار از باقر مجلسی میں ہے

والمفوضة لعنهم الله قد وضعوا اِخبارا وزادوا فی
الاذان محمد وآل محمد خیر البریة مرتین، وفی بعض روایاتهم بعد اِشهدان محمدا رسول
الله، اِشهدان علیا ولی الله مرتین، ومنهم من روی بدل ذلک اِشهدان علیا اِمیر
المؤمنین حقا مرتین، ولا شک فی اِن علیا ولی الله، واِنه اِمیر المؤمنین حقا، واِن
محمدا وآله صلوات الله علیهم خیر البریة، ولکن ذلک لیس فی اِصل الاذان، واِنما ذکرت
ذلک لیعرف بهذه الزیادة المتهمون بالتفویض، المدلسون اِنفسهم فی جملتنا انتهی،

المفوضة پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے روایات گھڑیں اور اذان میں اِشہدان علیا ولی اللہ کا دو بار اضافہ کیا اور ان میں سے بعض نے اِشہدان علیا اِمیر المؤمنین حقا کا دو بار اضافہ کیا– اس میں کوئی شک نہیں کہ علی ولی اللہ ہیں اور امیر المومنین حق پر تھے .... لیکن یہ کلمات اصلا اذان میں نہ تھے اور اس اضافہ کا ہم نے ذکر کیا کہ جان لو کہ یہ ان کا ہے جن پر تفویض کا الزام ہے

وسائل الشیعۃ میں ہے

و قال الصدوق بعدما ذکر حدیث إبي بکر الحضرمي وکلیب الأسدی: ہذا ہو الأذان الصحیح لا یزاد فیہ ولا ینقص منہ، والمفوضۃ لعنھم اللہ قد وضعوا إخباراً وزادوا بھا فی الأذان محمد وآل محمد خیر البریۃ مرتین، وفی بعض روایاتھم بعد إشھد إن محمداً رسول اللہ: إشھد إن علیاً ولی اللہ مرتین، و منھم من روی بدل ذلک: إشھد إن علیاً إمیر المؤمنین حقاً مرتین، ولا شک إن علیاً ولی اللہ وإنہ إمیر المؤمنین حقاً وإن محمداً وآلہ خیر البریۃ، ولکن ذلک لیس فی إصل الأذان، وانما ذکرت ذلک لیعرف بھذہ الزیادۃ

صدوق نے حدیث إبي بکر الحضرمي وکلیب الأسدی کا ذکر کرنے کے بعد کہا یہ اذان صحیح ہے... پھر کہا المفوضۃ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے روایات گھڑیں اور اذان میں إشھد إن علیا ولی اللہ کا دو بار اضافہ کیا اور ان میں سے بعض نے إشھد إن علیا إمیر المؤمنین حقا کا دو بار اضافہ کیا—اس میں کوئی شک نہیں کہ علی ولی اللہ ہیں اور امیر المومنین حق پر تھے.... لیکن یہ کلمات اصلا اذان میں نہ تھے اور اس اضافہ کا ہم نے ذکر کیا کہ جان لو کہ یہ ان کا ہے جن پر تفویض کا الزام ہے

من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے

إنہ "حکی لھما الاذان فقال: اللہ إکبر، اللہ إکبر، اللہ إکبر إکبر، إشھد إن لا إلہ إلا اللہ، إشھد إن لا إلہ إلا اللہ، إشھد إن محمدا رسول اللہ، إشھد إن محمدا رسول اللہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، حی علی خیر العمل، حی علی خیر العمل، اللہ إکبر، اللہ إکبر، لا إلہ إلا اللہ، لا إلہ إلا اللہ، والا قامۃ کذلک" (1).

ولا بأس إن یقال فی صلاۃ الغداۃ علی إثر حی علی خیر العمل "الصلاۃ خیر من النوم" مرتین للتقیۃ.

و قال مصنف ہذا الکتاب رحمہ اللہ: ہذا ہو الاذان الصحیح لا یزاد فیہ ولا ینقص منہ، والمفوضۃ لعنھم اللہ قد وضعوا إخبارا وزادوا فی الاذان "محمد وآل محمد خیر البریۃ" مرتین، وفی بعض روایاتھم بعد إشھد إن محمدا رسول اللہ "إشھد إن علیا ولی

الله " مرتين، ومنهم من روی بدل ذلک "إشهدإن علیاإمیر المؤمنین حقا" مرتین ولا شک فی إن علیا ولی الله وإنه إمیر المؤمنین حقاوإن محمدا وآله صلوات الله علیهم خیر البریة، ولکن لیس ذلک فی إصل الاذان، وإنما ذکرت ذلک لیعرف بهذه

شیعہ کتب میں المفوضۃ کا مطلب اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ان کے نزدیک اللہ نے کائنات کا نظم پہلے نبی علیہ السلام کو دیا پھر علی کو دے دیا

کلیات فی علم الرجال میں ہے

التفویض ومعانیہ إن الفرقۃ المعروفۃ بالغلو ہی فرقۃ المفوضۃ، غیر إنہ یجب تحقیق معناہا حتی یتبین الصحیح عن الزائف فنقول: إن التفویض یفسر بوجوہ: الاول: تفویض خلقۃ العالم إلی النبی والائمۃ علیہم السلام وإنہم ہم الخالقون والرازقون والمدبرون للعالم.

التفویض سے مراد معروف فرقہ ہے جو غالی ہے... ان کی تفسیر ہے کہ خلقت کو نبی وائمہ کو سونپ دیا گیا ہے اور وہ ہی خلق کرتے ہیں رزق دیتے ہیں عالم کی تدبیر کرتے ہیں

معجم مصطلحات الرجال والدرایۃ تصحیح الاعتقاد (مصنفات الشیخ المفید، ج 5) ص ۱۳۳-۱۳۴ میں ہے

قوم زعموا إنّ الله تعالی خلق محمّدا، ثمّ فوّض إلیه خلق العالم وتدبیره، فهو الذی خلق العالم دون اللّه تعالی، ثمّ فوّض :-
محمد تدبیر العالم إلی علی بن إبی طالب، فهو المدبّر الثانی.

ایک قوم نے دعوی کیا کہ اللہ تعالی نے محمد کو خلق کیا پھر ان کو عالم کی تخلیق وتدبیر سونپ دی

تلامذۃ العلامۃ المجلسی والمجازون منہ میں ہے

. فی التعلیقۃ: «ہُم القائلون بأنّ اللّٰہ تعالی خلق محمّداً (ص) وفوّض إلیہ إمر العالم، فہو الخلّاق للدنیا وما فیہا

. (124) «وقیل: فوّض ذلک إلی علیّ (ع). وربّما یقولون بالتفویض إلی سائر الائمّۃ (ع) کما یظہر من بعض التراجم

نقد الرجال – التفرشی میں ہے

المفوضۃ قالوا: إن اللہ خلق محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وفوض إلیہ خلق الدنیا، فہو الخلاق لما فیہا، وقیل: فوض ذلک إلی علی علیہ السلام، من شرح المواقف [388/8] (منہ قدہ)

جب شیعوں میں یہ اذان پھیل گئی تو ان کے علماء نے اس کے وجوب پر توجیہات گھڑ لیں

جدید آراء : یہ اضافہ تبرکا کیا گیا ہے

رسالۃ توضیح المسائل (مکارم الشیرازی) میں ہے

جملۃ «إشہد انّ علیّاً ولی اللہ» لیست من إجزاء الأذان والإقامۃ ولکن یستحسن الإتیان بہا بعد جملۃ «إشہد إنّ محمّداً رسول اللہ» بقصد التبرّک،

جدید آراء : یہ اضافہ وسیلہ لینے کے لئے کیا گیا ہے

الأحکام الشرعیۃ – حسین علی المنتظری

مسألۃ 934: إشہد ان علیا ولی اللہ، لیست جزء من الأذان والإقامۃ، ولکن یحسن الإتیان بہا بعد إشہد إن محمدا رسول اللہ، بقصد القربۃ المطلق

اِشھد ان علیا ولی اللہ، یہ اذان کا جز نہیں ہے نہ اقامت کا جز ہے لیکن اس کا ذکر اِشھد اِن محمد ارسول اللہ کے بعد انا تو محض قرب کے قصد کے لئے ہے

توضیح المسائل (فارسی) ـ السید الخمینی

اشھد ان علیا ولی اللہ جزء اذان و اقامہ نیست ولی خوبست بعد از اشھد ان محمد ارسول اللہ، بہ قصد قربت گفتہ شود

توضیح المسائل (فارسی) ـ السید الخوئی

(مسائلہ 928) اشھد ان علیا ولی اللہ جزء اذان و اقامہ نیست، ولی خوبست بعد از اِشھد ان محمد ارسول اللہ بقصد قربت گفتہ شود

توضیح المسائل (فارسی) ـ لطف اللہ الصافی

مسائلہ 928 ـ اِشھد اِن علیا ولی اللہ جزو اذان و اقامہ نیست، ولی خوبست بعد از اِشھد اِن محمد ارسول اللہ بقصد قربت گفتہ شود

توضیح المسائل (فارسی) ـ محمد علی الأراکی

اشھد ان علیا ولی اللہ جزء اذان و اقامہ نیست ولی خوبست بعد از اشھد ان محمد ارسول اللہ، بہ قصد قربت گفتہ شود

ضیح المسائل (فارسی) ـ فاضل اللنکرانی

.اشہد ان علیا ولی اللہ جزو اذان واقامہ نیست ولی خوب است بعد از اشہد ان محمدا رسول اللہ بقصد قربت گفتہ شود

رسالہ توضیح المسائل (فارسی) –المیرزا جواد التبریزی :

(مسالہ 928) اِشہد ان علیا ولی اللہ جزو اذان واقامہ نیست، ولی خوبست بعد از اشہدِان محمدا رسول اللہ بقصد قربت گفتہ شود.

یہ ایک ہی جملہ تمام کتب میں بار بار لکھا جا رہا ہے یعنی جواز پر اس سے بہتر کوئی اور رائے ان کے پاس نہ رہی کہ وسیلہ ہے جبکہ شخصی وسیلہ لینے سے علی رضی اللہ عنہ نے خود منع کیا تھا

علی رضی اللہ عنہ سے منسوب الکافی کی روایت ہے جس کو خطبہ الوسیلہ کہا جاتا ہے اس میں صریحا لکھا ہے کہ علی نے کہا

اِیہاالناس إن اللہ تعالی وعد نبیہ محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ الوسیلۃ ووعدہ الحق ولن یخلف اللہ وعدہ، اِلا وإن الوسیلۃ علی درج الجنتہ

اے لوگوں اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ والہ سے الوسیلہ کا وعدہ کیا ہے اس کا وعدہ سچا ہے خبردار وسیلہ جنت کا درجہ ہے

کتاب نہج البلاغہ میں علی سے منسوب خطبہ ہے

إنَّ اِفضلَ ماتوسلَ بِہِ المتوسلون إلی اللہ سبحانہ وتعالی، الاِیمان بِہِ وَبِرَسُولِہِ، والجہادُ فی سبیلہ، واِقام الصلاۃ، وإیتاء الزکاۃ، وَصومُ شہرِ رمضان، وَحجّ البیت واعتمارُہ، وَصلۃ الرحم، وصدقۃ السّر، وصدقۃ العلانیۃ

سب سے افضل توسل الی اللہ یہ ہے اس کے رسول پر ایمان لایا جائے اور اس کی راہ میں جہاد کیا جائے اور نماز قائم کی جائے اور زکاۃ دی جائے اور رمضان کے روزے رکھے جائیں اور حج بیت اللہ کیا جائے اور اس کا اعتمارُ کیا جائے (یعنی نظم و نسق) اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی جائے اور چھپ کر صدقہ کیا جائے اور اعلانیہ بھی -اس میں وہ تمام نیکیاں آ گئیں جو معروف ہیں – علی نے اپنی ذات کے وسیلہ کا حکم نہیں کیا

لیکن بعض شیعہ اور اہل سنت نے وسیلہ کو جائز قرار دے دیا ہے کہ الامام یا نبی کی ذات کا وسیلہ لیا جا سکتا ہے

علی معراج کا راز تھے

اہل تشیع کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۲۰ بار معراج کرائی گئی

علل الشرائع، الخصال: عن مولانا الصادق (عليه السلام) قال: عرج بالنبي (صلى الله عليه وآله) إلى السماء مائة وعشرين مرة، مامن مرة إلا وقد أوصى الله عزوجل فيها بالولاية لعلي والأئمة (عليهم السلام) أكثر مما أوصاه بالفرائض

امام جعفر نے کہا رسول اللہ کو ۱۲۰ بار معراج کرائی گئی جس میں علی اور ائمہ کی ولایت کے حوالے سے وصیت کی گئی

کتاب بحار الانوار از باقر مجلسی میں سند ہے

ابن الوليد، عن الحسن بن متيل عن سلمة بن الخطاب، عن منيع بن الحجاج، عن يونس (بن أبي وهب القصري)، عن الصباح المزني، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: عرج بالنبي (صلى الله عليه وآله) إلى السماء مائة وعشرين مرة ما من مرة إلا وقد أوصى الله عزوجل فيها النبي (صلى الله عليه وآله) بالولاية لعلي والائمة عليهم السلام أكثر مما أوصاه بالفرائض

سند میں اِبو محمد الصباح بن یحییٰ بن محمد المزنی، الکوفی ہے جس کو ضعیف بھی کہا گیا ہے – کتاب اِصحاب الامام الصادق از عبد الحسین الشبستری کے مطابق: . من ثقات محدثی الزیدیۃ، و قیل من الضعفاء، و لہ کتاب، روی عن الإمام الباقر علیہ السلام إیضا.

سند میں منیع بن الحجاج مجہول ہے اور کتاب مشایخ الثقات - غلام رضا عرفانیان میں ہے لم یذکر کسی نے اس کا ذکر نہ کیا

کتاب الخصال کے محقق (علی اکبر الغفاری - منشورات جماعۃ المدرسین فی الحوزۃ العلمیۃ - قم المقدسۃ) نے حاشیہ میں لکھا ہے منیع بن الحجاج مہمل منیع بن الحجاج مہمل ہے

اہل تشیع کی کتاب عیون إخبار الرضا از شیخ الصدوق میں ہے

حدثنا أحمد بن هلال عن محمد بن أبي عمير عن المفضل بن عمر عن الصادق جعفر بن محمد عن أبيه عن آبائه عن أمير المؤمنين عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: لما اسرى بى الى السماء اوحى الى ربى جل جلاله فقال: يا محمد اني اطلعت الى الأرض اطلاعا (2) فاخترتك منها فجعلتك نبيا و شققت لك من اسمى اسما فانا المحمود وأنت محمد ثم اطلعت الثانيه فاخترت منها علي و جعلته وصيك و خليفتك و زوج ابنتك وأبا ذريتك و شققت له اسما من اسمائي فانا العلى الاعلى وهو على و جعلت فاطمه والحسن والحسين من نور كما ثم عرضت و لايتهم على الملائكه فمن قبلها كان عندي المقربين يا محمد لو ان عبدا عبدنى حتى ينقطع ويصير كالشن (3) البالى ثم

اتانى جاحدا لولايتهم اسكنته جنتي و لا اظللته تحت عرشى يا محمد اتحب ان تراهم؟

قلت: نعم يا ربى فقال عز و جل: ارفع راسك فرفعت راسى فإذا انا بانوار على و فاطمة

و الحسن و الحسين و على بن الحسين و محمد بن على و جعفر بن محمد و موسى بن جعفر

و على بن موسى و محمد بن على و على بن محمد و الحسن بن على و الحجه بن الحسن

القائم في وسطهم كانه كوكب درى قلت: رب من هؤلاء؟ قال: هؤلاء الائمه و هذا القائم

الذي يحل حلالى و يحرم حرامى و به انتقم من اعدائي و هو راحه لاوليائي و هو الذي

يشفى قلوب شيعتك من الظالمين و الجاحدين و الكافرين فيخرج اللات و العزى طريين

فيحرقهما فلفتنه الناس بهما يومئذ اشد من فتنه العجل و السامري

اس روایت کے مطابق ائمہ اہل تشیع کی شکلیں رسول اللہ کو دکھائی گئیں-اس کی سند المُفَضَّل بن عُمَر، الجُعْفيّ، إبُو عَبْدَاللّه کی وجہ سے سخت ضعیف ہے-الرجال لابن الغضائری کے مطابق یہ غالی ہے اور اس کی روایت لکھنا بھی جائز نہیں ہے

ضَعِيْفٌ، مُتَهافِتٌ، مُرْتَفِع القول، خَطّابِيٌّ وقد زِيْدَ عليهِ شَيْ ءٌ كَثِيرٌ، وحَمَلَ الغُلاةُ في حديثِهِ حَمْلاً عَظِيْماً.

ولا يَجُوزُ أنْ يُكْتَبَ حديثُهُ. وروى عن أبي عَبْداللّه، وأبي الحَسَن

بحار الانوار/جزء 41/صفحة[168] کی روایت ہے

عبد الله القزويني، عن الحسين بن المختار القلانسي، عن أبي بصير، عن عبد الواحد بن المختار الانصاري، عن ام المقدام الثقفية قالت: قال لي جويرية بن مسهر: قطعنا مع أمير المؤمنين علي بن أبي طالب عليه السلام جسر الصراة في وقت العصر، فقال: إن هذه أرض معذبة لا ينبغي لنبي ولا وصي نبي أن يصلي فيها، فمن أراد منكم أن يصلي (1) فليصل، فتفرق الناس يمنة ويسرة يصلون، فقلت أنا: والله لاقلدن هذا الرجل صلاتي اليوم، ولا أصلي حتى يصلي، فسرنا وجعلت الشمس تسفل، وجعل يدخلني من ذلك أمر عظيم، حتى وجبت الشمس وقطعنا الارض، فقال: يا جويرية أذن، فقلت: تقول أذن وقد غابت الشمس؟ فقال: أذن، فأذنت، ثم قال لي: أقم، فأقمت، فلما قلت: " قد قامت الصلاة " رأيت شفتيه يتحركان وسمعت كلاما كأنه كلام العبرانية، فارتفعت الشمس حتى صارت في مثل وقتها في العصر، فصلى، فلما انصرفنا هوت إلى مكانها واشتبكت النجوم، فقلت أنا: أشهد أنك وصي رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: يا جويرية أما سمعت الله عزوجل يقول: " فسبح باسم ربك العظيم "؟ فقلت: بلى، قال: فإني سألت الله باسمه العظيم فردها علي

جویریۃ بن مسہر نے ذکر کیا علی بن ابی طالب عصر کے وقت جسر الصراۃ (سفر) عراق میں تھے۔ علی نے کہا یہ زمین عذاب زدہ ہے کسی نبی وولی کے لئے نہیں ہے کہ وہ یہاں نماز پڑھے پس جس کو نماز پڑھنی وہ پڑھ لے۔ پس اس پر لوگوں میں اختلاف ہو گیا میں نے کہا کہ میں تو اس وقت تک نماز نہ پڑھوں گا جب تک علی نماز نہ پڑھ لیں پس ہم نے انتظار کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہوا اور ہم نے اس کو ایک امر عظیم سمجھا... علی نے مجھ سے کہا اب اذان دو میں نے کہا اذان دوں اور سورج تو غروب ہو گیا؟ علی نے کہا اذان دو۔ پس میں نے اذان دی پھر انہوں نے کہا کھڑے ہو اور جب کہا گیا قد قامت الصلاہ میں نے علی کے ہونٹوں کو حرکت میں دیکھا اور

میں نے عبرانی میں کوئی کلام سنا پس سورج طلوع ہو گیا اور عصر کا وقت بن گیا- پس نماز پڑھی گئی جب ہم فارغ ہوئے ... اور سفر شروع کیا تو میں نے کہا

إشهدإنک وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وصی اللہ ہیں

یعنی آپ کی وصیت کی گئی تھی

اہل سنت کے مطابق اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہادر اور نڈر تھے لیکن روافض کے نزدیک ایسا نہیں تھا ان کے نزدیک علی کی امامت کا حکم معراج پر دیا گیا لیکن رسول اللہ نے اس کو امت پر پیش نہیں کیا اس کے بعد آخری دور میں حجہ الوداع سب سے اہم موقعہ تھا کہ یہ کیا جاتا لیکن وہاں بھی اعلان نہ کیا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے حکم کیا اور غدیر خم پر واپس جانے والے قافلے کو رکنے کا حکم دیا گیا اور عجلت میں علی کے بارے میں تقریر کی جس کی روایات ہم تک پہنچی ہیں-اہل سنت کے مطابق غدیر خم پر علی پر معترض اصحاب رسول جو یمن سے آنے تھے ان کی تالیف کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر کی-اہل تشیع کے مطابق علی کی امامت و وصی ہونے پر نص ظاہر ہوئی کہ مولی کہہ دیا-

اب ایک ہی رستہ رہا کہ ثابت کیا جائے کہ قرآن میں اس پر آیت ہے لہٰذا ڈھونڈ ڈھانڈ کے سورہ المائدہ کی یہ آیت ملی

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

{67}

اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجیئے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی، اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچا لے گا بے شک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

شعیوں کے مطابق یہ آیت غدیر میں نازل ہوئی اور اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حکم تھا۔

اس آیت کا ساق و سباق اہل کتاب کے حوالے سے ہے انہی کا ذکر ہے
سورہ المائدہ سن ۹ ہجری کی ہے حج ۱۰ ہجری میں ہوا
گویا سورہ المائدہ کی یہ آیت ایک سال بعد آئی جس میں خود علی کا ذکر نہیں ہے
تفسیر المنار میں رشید رضا کہتے ہیں

وَقَدِ اخْتَلَفَ مُفَسِّرُو السَّلَفِ فِي وَقْتِ نُزُولِ هَذِهِ الْآيَةِ، فَرَوَى ابْنُ مَرْدَوَيْهِ، وَالضِّيَاءُ فِي الْمُخْتَارَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبُو الشَّيْخِ، عَنِ الْحَسَنِ، وَعَبْدِ بْنِ حُمَيْدٍ، وَابْنِ جَرِيرٍ، وَابْنِ أَبِي حَاتِمٍ، وَأَبُو الشَّيْخِ، عَنْ مُجَاهِدٍ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَوَائِلِ الْإِسْلَامِ وَبَدْءِ الْعَهْدِ بِالتَّبْلِيغِ الْعَامِّ، وَكَأَنَّهَا عَلَى هَذَا الْقَوْلِ وُضِعَتْ فِي آخِرِ سُورَةٍ مَدَنِيَّةٍ لِلتَّذْكِيرِ بِأَوَّلِ الْعَهْدِ بِالدَّعْوَةِ فِي آخِرِ الْعَهْدِ بِهَا، وَرَوَى ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ، وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ، وَابْنُ عَسَاكِرَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهَا نَزَلَتْ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ. وَرَوَتِ الشِّيعَةُ عَنِ الْإِمَامِ

مُحَمَّدٍ الْبَاقِرِ أَنَّ الْمُرَادَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ النَّصُّ عَلَى خِلَافَةِ عَلِيٍّ بَعْدَهُ، وَأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخَافُ أَنْ يَشُقَّ ذَلِكَ عَلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ، فَشَجَّعَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِهَذِهِ الْآيَةِ.

اور سلف میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ آیت (يا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ ما أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ) کب نزول ہوئی پس ابن مردویہ اور الضیاء المختارہ میں ابن عباس سے مروی ہے اور ابو الشیخ میں حسن سے اور تفسیر عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ میں مجاہد سے جو دلالت کرتا ہے کہ یہ اسلام کے شروع میں نازل ہوئی ... اور پھر یاد دہانی کے کے آخری مدنی سورت میں بھی اس کو نازل کیا گیا ... اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ یہ غدیر خم پر علی کے لئے نازل ہوئی – اور شیعوں نے روایت کیا امام الباقر سے کہ اس میں بما انزل الیہ سے مراد علی کی خلافت پر نص ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوف زدہ رہتے کہ ان کے بعض اصحاب پر یہ گراں گزرے گا پس اللہ نے ان کو اس آیت سے حوصلہ دیا

کتاب تفسیر الحدیث از دروزة محمد عزت کے مطابق

فقد روى الطبرسي المفسر الشيعي عن الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس وعن جابر بن عبد الله أن الله أمر رسوله بتنصيب علي رضي الله عنه إماما بعده، فتخوّف أن يقول الناس إنه حابى ابن عمه فأنزل الله الآية فأعلن النبي بعد نزولها في غدير خمّ ولاية علي

اور الطبرسی شیعہ مفسر نے عن الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس وعن جابر بن عبد الله کی سند سے روایت کیا ہے کہ اللہ نے رسول اللہ کو حکم کیا کہ علی کو اپنے بعد امام مقرر کر دیں، پس وہ خوف زدہ ہوئے کہ لوگ کہیں گے کہ اپنے چچا زاد کو مقرر کیا پس اللہ نے آیت نازل کی اور اس آیت کے نزول کے بعد نبی نے علی کی ولایت پر اعلان کیا غدیر خم پر

یہ روایات خود شیعہ مثلا الکلبی وغیرہ کی سند سے ہیں لہذا یہ تفسیری اقوال اہل سنت میں رواج نہ پا سکے اور ان کو ہمیشہ مخالف کا جذباتی پروپگنڈا ہی سمجھا گیا ہے - دوم ابو سعید الخدری اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما جو من کنت مولاہ کے راوی تھے انہوں نے ال علی کو کبھی بھی امامت وخلافت کا حق دار نہ سمجھا بلکہ یزید بن معاویہ کی بیعت کی - سورہ المائدہ کی آیت الیوم اِکملت لکم دینکم واِتممت علیکم نعمتی حجہ الوداع پر آئی یعنی دین مکمل ہوا اس کی بنیادی تعلیمات پہنچ گئیں اب یہ عجیب بات نہیں کہ امت کو امامت جیسے اہم عقیدہ کا پتا ہی نہیں اور دین مکمل ہو گیا؟

علی تمام صحابہ سے افضل ہیں

بخاری روایت کرتے ہیں علی رضی اللہ عنہ عام مسلمانوں کی طرح مسلمان تھے اور اس کے ثبوت میں یہ
-حدیث ان کے بیٹے محمد بن الحنفیہ کی زبانی لائے ہیں

محمد بن الحنیفہ کہتےہیں کہ میں نے اپنے والد علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر امّت کے فرد کون ہیں؟ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے کہا ان کے بعد ؟ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ، مجھے ڈرہوا کہ اگر - - - میں آپ اس کے بعد سوال کرتا ہوں (کہ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کون)تو علی رضی اللہ عنہ یہ نہ کہا دیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ –تو میں نے خود کہہ دیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ-
فرمایا میں تو جماعت المسلمین میں سے ایک مسلمان ہوں

:متفق علیہ حدیث ہے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

میں نے نبیﷺ سے پوچھا

آپ سب سے زیادہ کس سے محبت کرتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ کے ابا (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے۔ میں نے پوچھا ان کے بعد کس سے زیادہ محبت کرتے ہیں؟

آپﷺ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ سے۔

:ابوسعید الخدری رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

صحبت اور مال کے لحاظ سے سے، ابوبکر کا مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہے اور اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا لیکن اسلام کا بھائی چارہ

اور محبت کافی ہے۔ دیکھو! مسجد(نبوی) کی طرف تمام دروازے کھڑکیاں بند کردو سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔

مشکوہ میں ہے

ابْن عمرٍ قَالَ: كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي دَاوُدَ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ: أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عمر ثمَّ عُثْمَان رَضِي الله عَنْهُم

ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابوبکر کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے پھر عمر کو پھر عثمان کو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو رہنے دیتے ان میں کسی کی بزرگی بیان نہ کرتے (بخاری)

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے فرمایا ہم کہتے تھے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں آپ کے بعد ابوبکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین

امام حاکم مستدرک میں حدیث لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْحَافِظُ، أَنْبَأَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَيُّوبَ الصَّفَّارُ وَحُمَيْدُ بْنُ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ الزَّيَّاتُ قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عِيَاضِ بْنِ أَبِي طَيْبَةَ، ثنا أَبِي، ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُدِّمَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَرْخٌ مَشْوِيٌّ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِي مِنْ هَذَا الطَّيْرِ» قَالَ: فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَةٍ، ثُمَّ جَاءَ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَةٍ ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «افْتَحْ» فَدَخَلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا حَبَسَكَ عَلَيَّ» فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ آخِرَ ثَلَاثِ كَرَّاتٍ يَرُدَّنِي أَنَسٌ يَزْعُمُ إِنَّكَ عَلَى حَاجَةٍ، فَقَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَمِعْتُ دُعَاءَكَ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: «إِنَّ الرَّجُلَ قَدْ يُحِبُّ قَوْمَهُ«

انس کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا پس ان کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ لایا گیا آپ نے دعا کی کہ اے اللہ اپنی خلقت میں سے سب سے محبوب بندے کو یہاں بھیج جو اس کو میرے ساتھ کھائے .... پس علی آ گئے

یہاں تک کہ الذھبی کو تذکرہ الحفاظ میں کہنا پڑا

قال الحسن بن أحمد السمرقندي الحافظ, سمعت أبا عبد الرحمن الشاذياخي الحاكم يقول: كنا في مجلس السيد أبي الحسن, فسئل أبو عبد الله الحاكم عن حديث الطير فقال: لا يصح، ولو صح لما كان أحد أفضل من علي –رضي الله عنه– بعد النبي, صلى الله عليه وآله وسلم.

قلت: ثم تغير رأي الحاكم وأخرج حديث الطير في مستدركه؛ ولا ريب أن في المستدرك أحاديث كثيرة ليست على شرط الصحة, بل فيه أحاديث موضوعة شان

المستدرك بإخراجها فيه. وأما حديث الطير فله طرق كثيرة جدًّا قد أفردتها بمصنف

ومجموعها هو يوجب أن يكون الحديث له أصل. وأما حديث: ''من كنت مولاه . . . "

فله طرق جيدة وقد أفردت ذلك أيضًا.

الشاذياخي کہتے ہیں ہم سید ابی الحسن کی مجلس میں تھے پس امام حاکم سے حدیث طیر کے سسلے میں سوال کیا انہوں نے کہا صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی سے بڑھ کر کوئی افضل نہ ہو گا

الذہبی کہتے ہیں میں کہتا ہوں اس کے بعد امام حاکم کی رائے میں تغیر آیا

اور انہوں نے مستدرک میں حدیث طیر کو لکھا اور اس میں شک نہیں کہ مستدرک میں کتنی ہی حدیثیں ہیں جو صحت کی شرط پر نہیں بلکہ اس میں موضوع ہیں جن سے مستدرک کی شان کم ہوئی اور جہاں تک حدیث طیر کا تعلق ہے تو اس کے طرق بہت ہیں ...... اور اس روایت کی کوئی اصل ہے

امام حاکم نے حدیث طیر کو مستدرک میں لکھا اس کی تصحیح کی اور اس طرح علی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل قرار دیا- اسی قسم کی ان کی تصحیح پر ان کے قریب کے دور کے لوگوں نے ان کو رافضی کہا- یہ تغیر امام حاکم میں ایک ذہنی تبدیلی لایا ان کا موقف اہل سنت سے ہٹ کر رافضیوں والا ہوا

ایک اہل حدیث عالم کہتے ہیں کہ امام حاکم نے سند دے دی ہے لہٰذا ان پر جرح نہیں کی جا سکتی- کیا ضعیف اور موضوع روایت کو امام حاکم نے صحیح نہیں کہا؟ انہوں نے نہ صرف سند دی بلکہ کہا شیخین کی شرط پر صحیح بھی قرار دیا ہے- امام حاکم پر جرح نہ صرف سند کی وجہ سے ہے ان ضعیف و موضوع روایات کو صحیح قرار دینے پر بھی ہے -

امام الذھبی بھی حاکم کو بچانے کے لئے لکھتے ہیں کہ حدیث طیر کا اصل ہے خوب ہے۔ اگر اصل ہے تو یہ کہ علی سب سے افضل تھے تو ہم اہل سنت اس کو بیانگ دھل مان کیوں نہیں لیتے؟ کیا انداز ہے امام حاکم بھی منہج میں درست، روایت کا اصل بھی ہے لیکن یہ مان کر نہیں دیں گے کہ علی رضی اللہ عنہ سب سے افضل تھے

روایت کی سند پر البتہ الذھبی کا قول ہے

امام حاکم مستدرک میں حدیث لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْحَافِظُ، أَنْبَأَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَيُّوبَ الصَّفَّارُ وَحُمَيْدُ بْنُ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ الزَّيَّاتُ قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عِيَاضِ بْنِ أَبِي طَيْبَةَ، ثنا أَبِي، ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُدِّمَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْخٌ مَشْوِيٌّ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِي مِنْ هَذَا الطَّيْرِ» قَالَ: فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَةٍ، ثُمَّ جَاءَ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَةٍ ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «افْتَحْ» فَدَخَلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا حَبَسَكَ عَلَيَّ» فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ آخِرَ ثَلَاثِ كَرَّاتٍ يَرُدَّنِي أَنَسٌ يَزْعُمُ إِنَّكَ عَلَى حَاجَةٍ، فَقَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَمِعْتُ دُعَاءَكَ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: «إِنَّ الرَّجُلَ قَدْ يُحِبُّ قَوْمَهُ»

الذھبی نے تلخیص مستدرک میں لکھا ابن عیاض لاإعرفه

إِحْمَدَ بْنِ عِيَاضِ بْنِ إِبِي طَيْبَةَ کو نہیں جانتا

السبکی (المتوفی : 771ھ-) نے میں الذھبی کے اس قول کا حوالہ طبقات الشافعیۃ الکبری میں دیا

وَرِجَال هَذَا السَّنَد كلهم ثقاة معروفون سوى أَحْمد بن عِيَاض فَلم أر من ذكره بتوثيق وَلَا جرح

اس کی سند کے تمام رجال ثقہ ہیں معروف ہیں سوائے إِحْمد بن عيَاض کے اس پر نہ جرح معلوم ہے نہ تعدیل

لیکن سیر الاعلام النبلاء میں الذھبی نے لکھا

وله طرق كثيرة عن أنس متكلم فيها، وبعضها على شرط السنن، من أجودها حديث قطن بن نسير شيخ مسلم، قال: حدثنا جعفر بن سليمان، قال: حدثنا عبد الله بن المثنى، عن عبد الله بن أنس بن مالك، عن أنس، قال: أهدي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حجل مشوي، فقال: "اللهم ائتني بأحب خلقك إليك يأكل معي". وذكر الحديث

اس کے بہت سے طرق جو انس کی سند سے ہیں ان پر کلام ہے – بعض ان میں سنن (ابو داود، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی) کی شرط پر ہیں جن میں سب سے اچھی سند امام مسلم کے شیخ سے ہے جس میں وہ کہتے ہیں حدثنا جعفر بن سليمان، قال: حدثنا عبد الله بن المثنى، عن عبد الله بن أنس بن مالك، ..انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے بھنا ہوا پرندہ بھیجا اپ نے دعا کی یا اللہ اس کو میرے پاس بھیج جو مخلوق میں سب سے زیادہ تجھ سے محبت کرتا ہوں اور حدیث ذکر کی

محدث ابو یعلی الخلیلی القزوینی (المتوفی: 446ھ) کی تحقیق الذھبی سے الگ ہے الارشاد فی معرفة علماء الحدیث میں کہتے ہیں

وَمَا رَوَى فِي حَدِيثِ الطَّيْرِ ثِقَةٌ. رَوَاهُ الضُّعَفَاءُ مِثْلُ: إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَلْمَانَ الْأَزْرَقِ وَأَشْبَاهِهِ

حديث طير کو کوئی ثقہ روایت نہیں کرتا اس کو تو الضُّعَفَاءُ مثلا إسماعيل بن سلمان الأزرق اور اس کے جیسوں نے روایت کیا ہے

مستدرک حاکم کی ایک اور روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَفِيدُ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ، ثنا عَمْرُو بْنُ طَلْحَةَ الْقَنَّادُ، الثِّقَةُ الْمَأْمُونُ، ثنا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي ثَابِتٍ، مَوْلَى أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ الْجَمَلِ، فَلَمَّا رَأَيْتُ عَائِشَةَ وَاقِفَةً دَخَلَنِي بَعْضُ مَا يَدْخُلُ النَّاسَ، فَكَشَفَ اللَّهُ عَنِّي ذَلِكَ عِنْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ، فَقَاتَلْتُ مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَلَمَّا فَرَغَ ذَهَبْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَأَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ: إِنِّي وَاللَّهِ مَا جِئْتُ أَسْأَلُ طَعَامًا وَلَا شَرَابًا وَلَكِنِّي مَوْلًى لِأَبِي ذَرٍّ، فَقَالَتْ: مَرْحَبًا فَقَصَصْتُ عَلَيْهَا قِصَّتِي، فَقَالَتْ: أَيْنَ كُنْتَ حِينَ طَارَتِ الْقُلُوبُ مَطَائِرَهَا؟ قُلْتُ: إِلَى حَيْثُ كَشَفَ اللَّهُ ذَلِكَ عَنِّي عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ، قَالَ أَحْسَنْتَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

«عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَأَبُو سَعِيدٍ التَّيْمِيُّ هُوَ عُقَيْصَاءُ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ”

ابو ثابت مولي ابو ذر نے کہا میں جمل میں علي کے ساتھ تھا لیکن جب میں نے عائشہ کو دیکھا اور ان کو پہچان گیا .... پس الله نے میرا دل نماز ظہر پر کھول دیا اور میں نے علي کے ساتھ قتال کیا پس جب فارغ ہوا میں مدینہ ام سلمہ کے پاس پہنچا انہوں نے مرحبا کہا اور میں نے قصہ ذکر کیا ... میں نے تذکرہ کیا کہ الله نے مجھ پر زوال کے وقت (حق کو) کشف کیا – پس ام سلمہ نے کہا اچھا کیا میں نے رسول الله سے سنا ہے کہ علي قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علي کے ساتھ ہے یہ الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر ملیں گے

امام حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

سند میں علی بن ہاشم بن البرید ہے جس کو شیعی غال کہا گیا ہے

الکامل از ابن عدی میں ہے

وَعلي بْن هاشم هُوَ من الشيعة المعروفين بالكوفة ويروي فِي فضائل علي أشياء لا يرويها غيره بأسانيد مختلفة وقد حدث عنه جماعة من الأئمة، وَهو إن شاء الله صدوق في روايته

علي بْن هاشم کوفہ کے معروف شیعوں میں سے ہے جو فضائل علي میں وہ چیزیں روایت کرتا ہے جو کوئي اور نہیں کرتا مختلف اسناد سے اور اس سے ائمہ کي جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ صدوق ہے

ابن حبان نے کہا کان غالیا فی التشیع وروی المناکیر عن المشاہیر یہ غالی شیعہ ہے

امام مسلم نے ایک روایت صحیح مسلم میں پیش کی اور ساتھ ہی انصار سے محبت کی روایت پیش کی

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَاللَّفْظُ لَهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرٍّ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ: «أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ

عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ نے زِرٍّ بن حبيش سے روایت کیا اس نے کہا عَلِيٌّ نے کہا قسم ہے دانہ کو پھاڑنے والے کی اور جان کو پیدا کرنے والے کی بے شک نبی الامی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور مجھ سے بغض منافق ہی رکھے گا۔

اس کی سند میں عدی بن ثابت ہے

وقال السُّلَمِيُّ: سألت الدَّارَقُطْنِيّ عن عدي بن ثابت، فقال: ثقة، إلا أنه كان رافضيًا غاليًا فيه.

السُّلَمِيُّ نے کہا کہ میں نے دارقطنی سے اس کے بارے میں پوچھا کہا یہ ثقہ ہے لیکن رافضی غالی تھا

چونکہ عدی بن ثابت شیعہ ورافضی ہیں اس روایت پر دارقطنی نے کلام کیا ہے

کتاب الإلزامات والتتبع از دارقطنی میں دارقطنی نے امام مسلم کا خاص ذکر کیا کہ اس روایت کو انہوں نے قبول کر لیا ہے جبکہ بخاری نے اس کو نہیں لیا

وأخرج مسلم حديث عدي بن ثابت: والذي فلق الحبة. ولم يخرجه البخاري.

طبرانی المعجم الاوسط میں دوسرا طرق ہے

حدثنا عبد الرحمن بن سلم قال: نا أبو الأزهر النيسابوري قال: حدثني عبد الرزاق، وحدي قال: نا معمر، عن الزهري، عن عبيد الله بن عبد الله، عن ابن عباس قال: نظر النبي صلى الله عليه وسلم إلى علي، فقال: «لا يحبك إلا مؤمن، ولا يبغضك إلا منافق، من أحبك فقد أحبني، ومن أبغضك فقد أبغضني، وحبيبي حبيب الله، وبغيضي بغيض الله، ويل لمن أبغضك بعدي»

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ إِلَّا أَبُو الْأَزْهَرِ النَّيْسَابُورِيُّ"

ابن عباس نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کی طرف دیکھ کر کہا ان سے کوئی محبت کرتا سوائے مومن کے اور کوئی بغض نہیں رکھتا سوائے منافق کے -

سند میں احمد بن الازہر ابو الازہر النیسابوری . ہے جس کی روایات یا علی انت سید فی الدنیا والآخرۃ پر محدثین کو اعتراض تھا

ابن عدی الکامل میں کہتے ہیں

وأَمَّا هذا الحديث عن عَبد الرَّزَّاق، فعَبد الرَّزَّاق من أهل الصدق، وَهو ينسب إلى التشيع، فلعله شبه عليه لأنه شيعي.

یہ عبد الرزاق سے روایت کرتے- عبد الرزاق تو اہل صدق میں سے ہیں اور ان کو شیعہ سے نسبت دی جاتی ہے تو ممکن ہے لوگوں کو شبہ ہوا ہو کہ یہ بھی شیعہ ہیں

معجم ابن الأعرابي میں ہے

نا عَلِيٌّ، نا أَبُو غَسَّانَ النَّهْدِيُّ، نا إِسْرَائِيلُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: مَا كُنَّا نَعْرِفُ مُنَافِقِي الْأَنْصَارِ إِلَّا بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ

أَبِي سَعِيدٍ نے کہا ہم انصار کے منافقوں کو علی سے بغض کی بنا پر پہچان جاتے تھے

سند میں اعمش مدلس کا عنعنہ ہے

ابی صالح کا پتا نہیں کون سا ہے کیونکہ اعمش کئی ابی صالح سے روایت کرتے ہیں

إسرائیل بن یونس بن إبی إسحاق السبیعی کو ابن حزم نے ضعیف قرار دیا ہے یحیٰی القطان نے اس کو ترک کیا

یَعْقُوبُ بنُ شَيْبَةَ: صَدُوْقٌ، وَلَيْسَ بِالقَوِيِّ قرار دیا – عَلِيّ بن المَدِيْنِيّ نے ضعیف قرار دیا

علی اصحاب رسول میں سے ہیں جن کے ایمان کی گواہی قرآن میں ہے اور تمام اصحاب رسول سے محبت لازم ہے

راویوں نے بیان کیا کہ خیبر میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ فتح نہ ہو سکی – خصائص علی از نسائی میں ہے

خبرنَا أَحْمد بن سُلَيْمَان الرهاوي قَالَ حَدثنَا عبيد الله قَالَ أخبرنَا ابْن أبي ليلى عَن الحكم والمنهال عَن عبد الرَّحْمَن بن أبي ليلى عَن أَبِيه انه قَالَ لعَلي وَكَانَ يسير مَعَه أَن النَّاس قد أنْكرُوا مِنْك أَنَّك تخرج فِي الْبرد فِي الملائتين وَتخرج فِي الْحر فِي الحشو وَالثَّوْب

الغليظ قَالَ أَو لم تكن مَعنا بِخَيْبَر قَالَ بلَى قَالَ فَإِن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بعث أَبَا بكر وَعقد لَهُ لِوَاء فَرجع وَبعث عمر وَعقد لَهُ لِوَاء فَرجع بِالنَّاسِ فَقَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لَأُعْطِيَن الرَّايَة رجلا يحب الله وَرَسُوله وَيُحِبهُ الله وَرَسُوله لَيْسَ بفرار فَأرْسل إِلَيّ وَأَنا أرمد قلت إِنِّي أرمد فتفل فِي عَيْنِي وَقَالَ اللَّهُمَّ أكفه أَذَى الْحر وَالْبرد فَمَا وجدت حرا بعد ذَلِك وَلَا بردا

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اپنے باپ ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا اور وہ اُس وقت ان کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے کہ لوگ آپ کی کچھ باتوں کو تعجب کی نظر سے دیکھتے ہیں آپ موسم سرما میں دو چادریں لئے باہر نکلتے ہیں اور موسم گرما میں موٹے اور کُھردرے کپڑے پہن کر باہر آتے ہیں تو آپ نے فرمایا کیا تو جنگ خیبر میں ہمارے ساتھ نہ تھا؟ انہوں نے کہا میں آپ کے ساتھ تھا آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر کے فتح کرنے کیلئے جھنڈا دے کر بھیجا تو وہ بغیر فتح کئے واپس آگئے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا دے کر بھیجا تو وہ بھی بغیر فتح کئے واپس آگئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب میں اس شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور وہ فرار ہونے والا نہیں ہے اور پھر آپ نے میری طرف پیغام بھیجا اور میں آشوب چشم میں مبتلا تھا۔

دوسری طرف بخاری کی حدیث ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو خواہش ہوئی تھی کہ ان کو جھنڈا مل جائے یعنی وہ اس وقت تک محاذ میں نہیں گئے تھے - اس سند سے یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے محقق شعیب کہتے ہیں

إسناده ضعيف، ابن أبي ليلى: هو محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى، قال عنه شعبة: ما رأيت أحداً أسوأ حفظاً من ابن أبي ليلى، ووصفه غيرُ واحد بسوء الحفظ.

سند ضعیف ہے اور محمد بن عبدالرحمان بہت برے حافظہ کا ہے

خود نسائی کے نزدیک یہ روایت صحیح کے درجہ پر نہیں ہے اپنی کتاب الضعفاء والمتروکون میں لکھتے ہیں

مُحَمَّد بن عبد الرَّحْمَن بن أبي ليلى قَاضِي الْكُوفَة أحد الْفُقَهَاء لَيْسَ بِالْقَوِيّ فِي الحَدِيث

یہ کوفہ کا قاضی ہے حدیث میں قوی نہیں ہے

سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

راویوں نے بیان کیا کہ دور نبوی میں سورج مغرب سے طلوع ہو چکا ہے - سورج کا مغرب سے نکلنا قیامت کی نشانی ہے-روایت کا متن ہے

ابو سعيد خدري فرماتے ہيں کہ ميں نبي کريم پر داخل ہوا اور آپ اپنا سر مبارک علي کي گود ميں رکھے ہوئے تھے اور سورج غروب ہو چکا تھا نبي کريم ، علي کي طرف متوجہ ہوئے اور فرمايا اے علي عصر کي نماز پڑھي ہے؟ علي نے کہا نہيں اے الله کے رسول ميں نے عصر کي نماز نہيں پڑھي کيونکہ ميں نے اس بات کو نا پسند جانا کہ آپ کا سرمبارک ميري گود ميں ہونے کي وجہ سے آپ کو کسي تکليف کا سامنا ہو تو رسول الله نے فرمايا اے علي دعا کرو کہ سورج لوٹا ديا جائے علي نے کہا اے الله کے رسول آپ دعا کريں اور ميں آمين کہونگا تو آپ نے فرمايا

اے الله بے شک علي آپ کي اور آپ کے نبي کي اطاعت ميں مصروف ميں ہے (کہ عصر کي نماز نہيں پڑھ سکا) اس پر سورج کو لوٹا ديجيے (تاکہ عصر کي نماز پڑھ سکے)

حديث کے آخر ميں يہ بات ہے کہ سورج چمکتا ہوا لوٹ آيا

ابن کثير نے البدايہ و النہايہ ميں لکھا ہے

وَأَمَّا حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ فَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْجُرْجَانِيُّ كِتَابَةً أَنَّ أَبَا طَاهِرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الْوَاعِظَ أَخْبَرَهُمْ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُتَيَّمٍ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ على ابن أَبِي طَالِبٍ: [حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدٍ عن أبيه عبد الله

عَنْ أَبِيهِ عُمَرَ قَالَ:] قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَأْسُهُ فِي حِجْرِ عَلِيٍّ وَقَدْ غَابَتِ الشَّمْسُ فَانْتَبَهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: يَا عَلِيُّ أَصَلَّيْتَ الْعَصْرَ؟ قَالَ: لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا صَلَّيْتُ كَرِهْتُ أَنْ أَضَعَ رَأْسَكَ مِنْ حِجْرِي وَأَنْتَ وَجِعٌ، فَقَالَ رسول الله: يا على ادْعُ يَا عَلِيُّ أَنْ تُرَدَّ عَلَيْكَ الشَّمْسُ، فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ أَنْتَ وأنا أؤمن، فَقَالَ: يَا رَبِّ إِنَّ عَلِيًّا فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ نَبِيِّكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ، قَالَ أَبُو سعيد: فو الله لَقَدْ سَمِعْتُ لِلشَّمْسِ صَرِيرًا كَصَرِيرِ الْبَكْرَةِ حَتَّى رَجَعَتْ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً وَهَذَا إِسْنَادٌ مُظْلِمٌ أَيْضًا ومتنه مُنْكَرٌ

اس کي سند اندھيرے ميں ہے اور متن منکر ہے

اس کے راوي مجھول ہيں- محمد بن أحمد بن متيم نامعلوم ہے

ميزان الاعتدال از الذھبي ميں ہے

القاسم بن جعفر بن محمد بن عبد الله بن محمد بن عمر بن علي بن أبي طالب حجازى.

روى عن آبائه نسخة أكثرها مناكير.

القاسم بن جعفر اپنے ابا و اجداد سے منکر روايات لاتا ہے

ابن کثير نے اس کو روافض کي ايجاد کہا ہے

اہل سنت ميں الذرية الطاھرة از الدولابي ميں اس کي دوسري سند ہے

عن إسحاق بن إبراهيم بن يونس المنجنيقي قالا: ثنا سويد بن سعيد ثنا المطلب بن زياد عن إبراهيم بن حيان عن عبد الله بن الحسين عن فاطمة الصغرى ابنة الحسين عن الحسين قال: كان رأس رسول الله – *صلى الله عليه وسلم – في حجر عليّ وكان يوحى إليه، فلما سُرِّي عنه قال "يا علي صليت العصر؟*

يہاں سند ميں إبراهيم بن حيان کو خطيب بغدادي نے مجہول کہا ہے

تلخيص كتاب الموضوعات لابن الجوزي از الذهبي ميں اس کي اور سنديں بھي ہيں

أَبُو أُميَّة الطرسوسي وَغَيره، ثَنَا عبيد الله بن مُوسَى، ثَنَا فُضَيْل بن مَرْزُوق، عَن إِبْرَاهِيم بن الْحسن، عَن فَاطِمَة بنت الْحُسَيْن، عَن أَسمَاء بنت عُمَيْس، قَالَت: '' كَانَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يُوحى إِلَيْهِ، ورأيته فِي حجر على، فَلم يصل الْعَصْر حَتَّى غربت الشَّمْس، فَقَالَ: صليت يَا عَليّ؟ قَالَ: لَا، فَقَالَ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: اللَّهُمَّ، إِنَّه كَانَ فِي طَاعَتك، وَطَاعَة رَسُولك، فاردد عَلَيْهِ الشَّمْس. قَالَت أَسمَاء: فرأيتها غربت، ثمَّ رَأَيْتهَا طلعت بَعْدَمَا غربت.''

راقم کہتا ہے : اس کي سند مين صحيح مسلم کا راوي ہے فضيل بن مرزوق الكوفي (م) : جس کو النسائي نے ضعيف قرار ديا تھا عبيد الله بن مُوسَى کو بھي شيعہ کہا جاتا ہے

الذهبي نے کہا

رَوَاهُ أَبُو جَعْفَر الْعقيلِيّ، عَن أَحْمد بن دَاوُد، ثَنَا [عمار] بن مطر، ثَنَا فُضَيْل، نَحوه.

راقم کہتا ہے عقیلي نے اس کا ذکر کیا ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مَطرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، قَالَتْ: ‘‘كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوحَى إِلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ عَلِيٍّ، وَلَمْ يَكُنْ عَلِيٌّ صَلَّى الْعَصْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ عَلِيًّا كَانَ فِي طَاعَتِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ». قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهَا غَابَتْ ثُمَّ طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَابَتْ وَلَا يُتَابَعُ عَلَيْهِمَا بِهَذَا الْإِسْنَادِ

یہاں بھي فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ، ہے

عمار بن مطر کو الذهبي نے ہلاک کرنے والا کہا ہے

پھر الذهبي نے اس کي اور اسناد بھي دي ہيں

وَقد رَوَاهُ الطَّحَاوِيّ، وَعُثْمَان بن أَحْمد بن دَاوُد، ثَنَا [عمار] بن مطر، ثَنَا فُضَيْل، نَحوه.

وَقد رَوَاهُ الطَّحَاوِيّ، وَعُثْمَان بن أَحْمد السَّمرقَنْدِي، عَن أبي أُميَّة كَمَا مر. وَرَوَاهُ سعيد بن مَسْعُود الْمروزِي، عَن عبيد الله كَذَلِك. هَكَذَا رَوَاهُ مُحَمَّد بن أَحْمد بن مَحْبُوب، عَن سعيد. وَرَوَاهُ إِمَام الْأَئِمَّة ابْن خُزَيْمَة، عَن حُسَيْن بن عَليّ البسطامي، عَن عبيد الله بن مُوسَى كَذَلِك وَرُوِيَ عَن [مَسْعُود] بن مَسْعُود، عَن عبيد الله، عَن فُضَيْل بن مَرْزُوق، فَقَالَ: عَن عبد الرَّحْمَن بن عبد اله بن دِينَار، عَن عَليّ بن الْحسن، عَن فَاطِمَة بنت عل عَن أَسمَاء. وَالْأول أشبه، وَإِنَّمَا هَذَا حَدِيث حُسَيْن الْأَشْقَر، عَن عَليّ بن هَاشم بن الْبَرِيد، عَن

عبد الرَّحْمَن بن عبد الله بن دِينَار، عَن عَليّ بن الْحسن بِإِسْنَادِهِ. وَاخْتلف على عَليّ بن هَاشم فِيهِ. فَرَوَاهُ عباد بن يَعْقُوب، عَنهُ عَن صباح، عَن عبد الله بن حسن، عَن حُسَيْن الْمَقْتُول، عَن فَاطِمَة، عَن أَسمَاء. وَرَوَاهُ عبد الرَّحْمَن بن شريك – وَهُوَ مُخْتَلف فِي تو ثيقه – عَن أَبِيه، عَن عُرْوَة بن عبد الله بن قُشَيْر قَالَ. " دخلت على فَاطِمَة بنت عَليّ وَهِي عَجُوز كَبِيرَة، فحدثتني عَن أَسمَاء بنت عُمَيْس فِي رد الشَّمْس لعَلي ". وَأحمد بن دَاوُد مُتَّهم، وَشَيْخه عُثْمَان تَالِف، وفضيل ضعفه يحيى بن سعيد. إِبْرَاهِيم بن سعيد الْجَوْهَرِي، ثَنَا يحيى بن يزِيد النَّوْفَلِي، عَن أَبِيه، ثَنَا دَاوُد بن فَرَاهِيجَ، وَعمارَة بن فَيْرُوز، عَن أبي هُرَيْرَة: " أَن رَسُول الله / صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أنزل عَلَيْهِ، فأسنده عَليّ

إِلَى صَدره، فَلم يسر عَنهُ حَتَّى غَابَتْ الشَّمْس، فَالْتَفت فَقَالَ: من هَذَا؟ قَالَ عَليّ: أَنا يَا رَسُول الله، لم أصل الْعَصْر، وَقد غَابَتْ الشَّمْس. فَقَالَ: اللَّهُمَّ، ارْدُدْ الشَّمْس على عَليّ حَتَّى يُصَلِّي، فَرَجَعت لموضعها حَتَّى صلى الله عَلَيْهِ وَسلم ". يحيى وَأَبوهُ ضعيفان. وَقد أمْلى أَبُو الْقَاسِم الحسكاني مَجْلِسا فِي رد الشَّمْس فَقَالَ: رُوِيَ ذَلِك عَن أَسمَاء بنت عُمَيْس، وَعلي، وَأبي هُرَيْرَة، وَأبي سعيد بأسانيد مُتَّصِلَة. قلت: لَكِنَّهَا سَاقِطَة لَيست بصحيحة، ثمَّ سَاقه من طرق مِنْهَا. أَحْمد بن صَالح الْحَافِظ، وَابْن برد الْأَنْطَاكِي وَغَيرهمَا، عَن ابْن أبي فديك، أَخْبرنِي مُحَمَّد بن مُوسَى الفطري، عَن عون بن مُحَمَّد، عَن أمه أم جَعْفَر، عَن جدَّتهَا

أَسمَاء بنت عُمَيْس، ‘‘أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم صلى الله عَلَيْهِ وَسلم الظّهْر، ثمَّ أرسل عليا فِي حَاجَة، فرجع وَقد صلى رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم الْعَصْر، فَوضع رَأسه فِي حجر عَليّ، وَلم يحركه حَتَّى غَابَتْ الشَّمْس. فَقَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: اللَّهُمَّ إِن عَبدك عليا [احْتبسَ] بِنَفسِهِ على نبيه، فَرد عَلَيْهِ شرقها. قَالَت أَسمَاء: فطلعت الشَّمْس حَتَّى وقفت على الْجبَال وَالْأَرْض، فَقَامَ عَليّ فَتَوَضَّأ وَصلى الْعَصْر، ثمَّ غَابَتْ الشَّمْس، وَذَلِكَ فِي الصَّهْبَاء فِي غَزْوَة خَيْبَر.’’

ان سب كو رد كيا ہے

يہ روايت ان شيعوں بيان كي ہے جو صحيح مسلم كے راوي ہيں معلوم ہوا كہ سند صحيح بھي ہو تو متن ميں بدعقيدگي ہوتي ہے-يہ الذہبي كي غلطيوں كي بھي مثال ہے جو سير الاعلام النبلاء ميں كہتے ہيں

ان البدعة على ضربين: فبدعة صغرى كغلو التشيع، أو كالتشيع بلا غلو ولا تحرف، فهذا كثير في التابعين وتابعيهم مع الدين والورع والصدق. فلو رد حديث هؤلاء لذهب جملة من الآثار النبوية، وهذه مفسدة بينة. ثم بدعة كبرى، كالرفض الكامل والغلو فيه، والحط على أبي بكر وعمر رضي الله عنهما، والدعاء إلى ذلك، فهذا النوع لا يحتج بهم ولا كرامة.

بدعت دو طرح كي ہيں: بدعت صغري جيسے تشيع ميں غلو يا تشيع بغير غلو اور انحراف، پس ايسے بہت سے التابعين اور تبع التابعين ہيں اپنے صدق اور پرہيزگاري اور ديناري كے ساتھ پس ان كي روايت رد كي جائے تو بہت سا سرمايہ حديث ضائع ہونے كا انديشہ ہے، اوربدعت كبري ہے جسے رفض كامل اور اس ميں غلو، اور ابوبكر اور عمر كو (علي سے) كم

كرنا اور اس كي طرف دعوت دينا پس ايسے راويوں كي روايت سے دليل نہ لي جائےاور نہ عزت كي جائے

فضيل بن مرزوق الأغر ، الرقاشى و يقال الرؤاسى ، أبو عبد الرحمن الكوفى ، مولى بنى عنزة

الطبقة : 7 : من كبار أتباع التابعين

الوفاة : 160 هـ تقريبا

فضيل بن مرزوق يہاں كبار أتباع التابعين ميں سے ہيں ليكن يہ غالي ہے

الذهبي كے نزديک غالي كي روايت لي جائے ورنہ سرمايہ حديث ضائع ہو جاتا

اہل تشيع كي بصائر الدرجات كي روايت ہے جويرية بن مسهر العبدي الكوفي نے بيان كيا علي بابل ميں تھے وہاں علي نے نماز نہيں پڑھي كيونكہ وہ عذاب كي جگہ تھي سفر جاري ركھا يہاں تک كہ سورج غروب ہوا ستارے نظر انے لگے پھر علي اس علاقہ سے نكل گئے اور علي نے عبراني ميں دعا كي اور سورج واپس آيا

حدثنا احمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن احمد بن عبدالله عن الحسين بن

المختار عن ابى بصير عن عبدالواحد الانصارى عن ام المقدام الثقفية قالت قال جويرية

بن مسهر قطعنا على امير المؤمنين على بن ابى طالب عليه السلام جسر الصراط في وقت

العصر فقال ان هذه الارض معذبة لاينبغى لنبى ولا وصى نبى ان يصلى فيها فمن اردا

منكم ان يصلى فليصل قال فتفرق الناس يمنة ويسرة يصلون قال قلت اما والله لاقلدن هذا

الرجل صلوتى اليوم ولا اصل حتى يصلى قال فسرنا وجعلت الشمس تسفل قال و جعل

يدخلنى من ذلك امر عظيم حتى وجب الشمس وقطعنا الارض قال فقال يا جويرية اذن

فقلت تقول لى اذن وقد غابت الشمس قال اذن فاذنت ثم قال لى اقم فاقمت فلما قلت قد

قامت الصلوة رايت شفتيه يتحركان و سمعت كلاما كانه كلام عبرانية قال فارتفعت الشمس حتى صارت في مثل وقتها في العصر فلما انصرف هوت إلى مكانها و اشتبكت النجوم قال فقلت انى اشهد انك وصى رسول الله صلى الله عليه وآله قال فقال لى ياجويرية اماسمعت الله يقول فسبح باسم ربك العظيم فقلت بلى قال فانى سئلت ربى باسمه العظيم فردها الله على.

علی بطور قاضی

روافض اور اہل سنت کے بعض جدید غالیوں کے نزدیک علی کسی بھی غلطی سے معصوم تھے۔ صحیح مسلم کے مقدمہ میں حدیث ہے کہ علی نے احکام میں غلطی کی

حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي كِتَابًا، وَيُخْفِي عَنِّي، فَقَالَ: «وَلَدٌ نَاصِحٌ أَنَا أَخْتَارُ لَهُ الْأُمُورَ اخْتِيَارًا، وَأُخْفِي عَنْهُ»، قَالَ: فَدَعَا بِقَضَاءِ عَلِيٍّ، فَجَعَلَ يَكْتُبُ مِنْهُ أَشْيَاءَ، وَيَمُرُّ بِهِ الشَّيْءُ، فَيَقُولُ: «وَاللهِ مَا قَضَى بِهَذَا عَلِيٌّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ضَلَّ»

ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ نے ابن عباس کی طرف لکھا اور ان سے گزارش کی کہ خفیہ طور پر علی کے دیے گئے حکم ان کو لکھ بھیجیں ... پس ابن عباس نے علی کے دیے گئے حکم منگوا لئے اور اس میں سے چیزیں لکھیں – ابن عباس ان احکام علی میں سے کسی چیز پر گزرتے تو کہتے واللہ یہ علی کا حکم نہیں ہو سکتا الا یہ کہ وہ گمراہ ہو گئے تھے

یہ احکام اس لئے خفیہ منگوائے گئے ہیں کیونکہ علی نے بعض احکام وہ دیے جو ابن عباس کی فقہ میں غلط تھے علی نے بعض حکم دیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیے تھے مثلا کسی کو جلا کر قتل کرنا۔ علی نے جب ابن سبا کے ہمدردوں کو قتل کیا تو ابن عبّاس بصرہ میں تھے جب ان کو اس کے قتل کا طریقہ معلوم ہوا تو انہوں نے کہا۔ صحیح بخاری میں ہے

حدثنا علي بن عبد الله، حدثنا سفيان، عن ايوب، عن عكرمة، ان عليا رضي الله عنه، حرق قوما فبلغ ابن عباس، فقال: لو كنت انا لم احرقهم لان النبي صلى الله عليه وسلم، قال: " لا تعذبوا بعذاب الله، ولقتلتهم"، كما قال النبي صلى الله عليه وسلم: " من بدل دينه فاقتلو."

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا ان سے ایوب نے ان سے عکرمہ نے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو جلا دیا تھا۔ جب یہ خبر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو آپ نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو کبھی انہیں نہ جلاتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب کی سزا کسی کو نہ دو البتہ میں انہیں قتل ضرور کرتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین تبدیل کر دے اسے قتل کر دو۔

خصائص علی از نسائی میں ہے کہ علی سن ۱۰ ہجری تک صحیح فیصلہ نہیں کر پاتے تھے -امام نسائی نے روایت پر جرح کی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل یمن کی طرف بھیجا اور ارشاد فرمایا میں اُن کے درمیان فیصلہ کروں میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ میں فیصلہ کرنا نہیں جانتا تو آپ نے میرے سینے پر تھپکی دے کر ارشاد فرمایا یا اللہ اس کے دل کی راہنمائی فرما اور اس کی زبان کو راستی پر رکھ۔

چنانچہ اس کے بعد دو آدمیوں کے درمیان جب کہ وہ میری مجلس میں ہوں فیصلہ کرتے وقت مجھے کبھی شک نہیں گزرا

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی فرماتے ہیں یہ حدیث اُس نے عمرو بن مرۃ سے ابی البختری کے حوالہ سے سنی اور کہا کہ مجھے وہ خبر دی ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سُنی ابوعبدالرحمٰن نے کہا کہ ابوالبختری نے حضرت علی علیہ السلام سے کوئی چیز نہیں سُنی۔

راوی علی کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے سے نہیں چوک رہے تھے لیکن اس شوق میں وہ جو بیان کر رہے تھے اس سے تنقص کا پہلو نکلتا تھا

مندرجہ ذیل روایت کو صحیح کہا جاتا ہے

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین آدمیوں کا معاملہ لایا گیا جبکہ وہ یمن میں عامل تھے، وہ تینوں ایک عورت پر ایک طہر میں واقع ہوئے تھے۔ انہوں نے دو سے پوچھا کیا تم اس تیسرے کے لیے بچے کا اقرار کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں! حتیٰ کہ انہوں نے سب سے پوچھا۔ جب بھی دو سے پوچھتے، وہ نفی میں جواب دیتے تو انہوں نے ان میں قرعہ ڈالا اور بچہ اس کو دے دیا جس کے

نام کا قرعہ نکلا اور اس پر دو تہائی دیت بھی لازم کر دی۔ چنانچہ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا گیا تو آپ اس پر ہنسے حتی کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

ایک طرف تو ان روایات کو صحیح کہا جا رہا ہے اور دوسری طرف زنا کی سزا کا کوئی ذکر نہیں جبکہ یقیناً چاروں ہی زنا کار تھے۔ اس روایت کو البانی نے صحیح کہا ہے لیکن اس کے متن میں اضطراب ہے اور شعیب نے مسند احمد میں اس کو إسناده ضعيف لاضطرابه قرار دیا ہے

سنن الکبری نسائی میں ہے

أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ أَبُو حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ الْقَطَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَجْلَحُ وَاسْمُهُ يَحْيَى، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيٌّ يَوْمَئِذٍ بِالْيَمَنِ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا أُتِيَ فِي ثَلَاثَةٍ ادَّعَوْا وَلَدَ امْرَأَةٍ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَحَدِهِمْ: تَدَعُهُ لِهَذَا؟ فَأَبَى وَقَالَ لِهَذَا: تَدَعُهُ لِهَذَا فَأَبَى وَقَالَ لِهَذَا: تَدَعُهُ لِهَذَا فَأَبَى قَالَ عَلِيٌّ: أَنْتُمْ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ، وَسَأُقْرِعُ بَيْنَكُمْ فَأَيُّكُمْ أَصَابَتْهُ الْقُرْعَةُ، فَهُوَ لَهُ وَعَلَيْهِ ثُلُثَا الدِّيَةِ، «فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ» قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذِهِ الْأَحَادِيثُ كُلُّهَا مُضْطَرِبَةُ الْأَسَانِيدِ

نسائی نے بھی آخر میں لکھا ہے

هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ كُلُّهَا مُضْطَرِبَةُ الْأَسَانِيدِ

ان احادیث کی تمام اسناد میں اضطراب ہے

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے اپنے مقالہ اسلامی خلفاء و ملوک اور تاریخ اسلام سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ میں علی کے دور پر تبصرہ میں لکھا

دورِ علیؓ میں:

زمانۂ رسالت کے مزید بُعد کی وجہ سے تغیرات نمایاں اور واضح ہو کر سامنے آ گئے۔
اتحاد و اتفاق کی جگہ باہمی خانہ جنگی سے اشاعت اسلام اور سلسلۂ جہاد منقطع ہو گیا۔
☆ دینی و سیاسی مسائل و آراء کے اختلاف میں پوری شدت ابھر آئی، جس کی نمایاں مثال جنگِ جمل و صفین اور جنگ نہروان ہے۔
☆ دنیا اور زخارفِ دنیا میں اضافہ اور اسی حساب سے فکرِ آخرت میں مزید کمی پیدا ہو گئی۔
☆ حضرت علیؓ اپنے اجتہادات اور سیاسی تدابیر میں اس حد تک غیر محفوظ نہ رہے جیسے ان کے

《 اسلامی خلفاء وملوک اور تاریخ اسلام سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ 》

۵۸

پیش رَو خلفاء رہے۔ اگر ایسا ہوتا تو تاریخ اسلام، جمل و صفین جیسے واقعات سے خالی رہتی۔

علی کا خفیہ علم

اہل تشیع کے بعض جہلاء کی جانب سے یہ پروپیگنڈا بھی سننے کو ملتا رہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی خفیہ قرآن تھا جس کو وہ چھپا کر رکھتے تھے اور کہتے تھے اس کو قیامت تک کوئی نہ دیکھ سکے گا۔ کہا جاتا ہے اس وقت یہ قرآن سر من رای۔ سامراء العراق میں کسی غار میں امام المھدی کے پاس ہے جو وقت انے پر ظاہر کیا جائے گا۔ اس خفیہ قرآن کی خبر اہل سنت کی کتب میں بھی در کر آئی ہیں جس کا ذکر امام الحاکم کرتے ہیں

مستدرک حاکم میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُصْلِحٍ الْفَقِيهُ بِالرِّي، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ الْمُغِيرَةِ السَّعْدِيُّ، ثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيِّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ: كِتَابَ اللَّهِ، وَأَهْلَ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ.

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

زيد بن ارقم رضي الله عنہ سے مروي ہے کہ رسول الله صلي الله عليہ وسلم نے فرمايا ميں دو بوجھ چھوڑ رہا ہوں کتاب الله اور ميرے اہل بيت اور يہ دونوں جدا نہ ہوں گے يہاں تک کہ يہ ميرے حوض پر مجھ سے مليں گے

امام حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے بخاری و مسلم کی شرط پر ہے

سند میں الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ اللہِ النَّخَعِيّ نا معلوم و مجہول ہے

مستدرک حاکم کی ایک اور روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَفِيدُ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ، ثنا عَمْرُو بْنُ طَلْحَةَ الْقَنَّادُ، الثِّقَةُ الْمَأْمُونُ، ثنا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي ثَابِتٍ، مَوْلَى أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ الْجَمَلِ، فَلَمَّا رَأَيْتُ عَائِشَةَ وَاقِفَةً دَخَلَنِي بَعْضُ مَا يَدْخُلُ النَّاسَ، فَكَشَفَ اللَّهُ عَنِّي ذَلِكَ عِنْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ، فَقَاتَلْتُ مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَلَمَّا فَرَغَ ذَهَبْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَأَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ: إِنِّي وَاللَّهِ مَا جِئْتُ أَسْأَلُ طَعَامًا وَلَا شَرَابًا وَلَكِنِّي مَوْلًى لِأَبِي ذَرٍّ، فَقَالَتْ: مَرْحَبًا فَقَصَصْتُ عَلَيْهَا قِصَّتِي، فَقَالَتْ: أَيْنَ كُنْتَ حِينَ طَارَتِ الْقُلُوبُ مَطَائِرَهَا؟ قُلْتُ: إِلَى حَيْثُ كَشَفَ اللَّهُ ذَلِكَ عَنِّي عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ، قَالَ أَحْسَنْتَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَأَبُو سَعِيدٍ التَّيْمِيُّ هُوَ عُقَيْصَاءُ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"

ابو ثابت مولی ابو ذر نے کہا میں جمل میں علی کے ساتھ تھا لیکن جب میں نے عائشہ کو دیکھا اور ان کو پہچان گیا.... پس اللہ نے میرا دل نماز ظہر پر کھول دیا اور میں نے علی کے ساتھ قتال کیا پس جب فارغ ہوا میں مدینہ ام سلمہ کے پاس پہنچا انہوں نے مرحبا کہا اور میں نے قصہ ذکر کیا... میں نے تذکرہ کیا کہ اللہ نے مجھ پر زوال

کے وقت (حق کو) کشف کیا –پس ام سلمہ نے کہا اچھا کیا میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر ملیں گے

امام حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

سند میں علی بن ہاشم بن البرید ہے جس کو شیعی غال کہا گیا ہے

الکامل از ابن عدی میں ہے

وَعلي بْن هاشم هُوَ من الشيعة المعروفين بالكوفة ويروي فِي فضائل علي أشياء لا يرويها

غيره بأسانيد مختلفة وقد حدث عنه جماعة من الأئمة، وَهو إن شاء اللہ صدوق في روايته

علي بْن هاشم كوفه كے معروف شيعوں ميں سے ہے جو فضائل علي ميں وه چيزيں روايت كرتا ہے جو كوئي اور نہيں كرتا مختلف اسناد سے اور اس سے ائمه كي جماعت نے روايت كيا ہے اور يه صدوق ہے

ابن حبان نے کہا

کان غالیا فی التشیع وروی المناکیر عن المشاہیر، یہ غالی شیعہ ہے

سؤالات الحاکم" للدار قطنی : ہاشم بن البرید ثقة مأمون وابنہ علی کذاب

دار قطنی کہتے ہیں علی بن ہاشم بن البرید کذاب ہے

یہ روایات غالی شیعوں کی بیان کردہ ہیں لیکن امام حاکم نے اپنی حالت اختلاط میں منکر و موضوع روایات تک کو صحیح قرار دے دیا تھا جس کی وجہ سے مستدرک عجیب و غریب روایات کا مجموعہ بن گئی اور اہل سنت میں شیعیت کو فروغ ملا

اب ہم اہل تشیع کے معتبر ذرائع کو دیکھتے ہیں کہ علی کے پاس کیا کیا علوم تھے۔الکافی از کلینی باب النوادر کی حدیث 23 ہے

محمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن عبدالرحمن بن أبي هاشم، عن سالم بن سلمة قال: قرأ رجل على أبي عبدالله عليه السلام وأنا أستمع حروفا من القرآن ليس على ما يقرؤها الناس، فقال أبوعبدالله عليه السلام: كف عن هذه القراءة اقرأ كما يقرأ الناس حتى يقوم القائم فإذا قام القائم عليه السلام قرأ كتاب الله عزو جل على حده وأخرج المصحف الذي كتبه علي عليه السلام وقال: أخرجه علي عليه السلام إلى الناس حين فرغ منه وكتبه فقال لهم: هذا كتاب الله عزوجل كما أنزله [الله] على محمد صلى الله عليه وآله وقد جمعته من اللوحين فقالوا: هو ذا عندنا مصحف جامع فيه القرآن لا حاجة لنا فيه، فقال أما والله ما ترونه بعد يومكم هذا أبدا، إنما كان علي أن اخبركم حين جمعته لتقرؤوه.

سالم بن سلمة نے کہا امام ابو عبد الله کے سامنے کسي شخص نے قرات کي اور میں سن رہا تھا قرآن کے وہ حروف تھے جو لوگ قرات نہیں کرتے پس امام ابو عبد الله نے فرمایا اس قرات

سے رک جاو ایسا ہي پڑھو جیسا لوگ پڑھتے ہیں یہاں تک کہ القائم کھڑے ہوں گے تو کتاب اللہ کي قرات اس کي حد تک کریں گے اور وہ مصحف نکالیں گے جو علي نے لکھا تھا اور کہا جب علي نے مصحف لکھ کر مکمل کیا اس سے فارغ ہوئے اس کو لوگوں کے پاس لائے اور کہا یہ کتاب اللہ ہے جو اس نے محمد پر نازل کي اور اس کو انہوں نے الواح میں جمع کیا تو لوگوں نے کہا وہ جو مصحف ہمارے پاس ہے وہ جامع ہے ہمیں اس کي ضرورت نہیں پس علي نے کہا اللہ کي قسم آج کے بعد اس کو کبھي نہ دیکھو گے یہ میرے پاس تھا اب جب تم جمع کر رہے ہو تو میں نے خبر دي کہ اس کو پڑھو

اس روایت کا راوی سالم شیعہ محققین کے نزدیک مجہول ہے۔الخوئی کتاب معجم رجال الحدیث میں کہتے ہیں

سالم بن سلمة:

روى عن أبي عبدالله عليه السلام ، وروى عنه عبدالرحمان بن أبي

هاشم . الكافي : الجزء 2 ، كتاب فضل القرآن 3 باب النوادر 13 الحديث 23.

-22-

أقول كذا في الوافي والطبعة المعربة من الكافي ايضا ولكن في الطبعة

القديمة والمرآة : سليم بن سلمة ، ولا يبعد وقوع التحريف في الكل والصحيح

سالم أبو سلمة بقرينة الراوي والمروي عنه.

سالم بن سلمة یہ ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے عبد الرحمان بن إبي

ہاشم . الکافی : الجزء 2 ، کتاب فضل القرآن 3 باب النوادر 13 الحدیث 22 اور 23 میں

میں کہتا ہوں ایسا ہی الوافی میں اور الکافی کی الطبعة المعربة میں ہے لیکن جو قدیم طباعت ہے اس میں ہے سلیم بن سلمة اور یہ بعید نہیں کہ یہ تحریف ہوا الکل میں اور صحیح ہے کہ سالم ابو سلمہ ہے راوی اور مروی عنہ کے قرینہ سے

الخوئی نے اس راوی کو سالم بن سلمة، إبو خدیجة الرواجنی سے الگ کیا ہے جو طوسی کے نزدیک ثقہ ہے لیکن الخوئی کے نزدیک مجہول ہے

معلوم ہوا کہ تحریف قرآن سے متعلق یہ روایت ہی ضعیف ہے

سالم بن سلمة نام کے شخص کی یہ الکافی میں واحد روایت ہے جس کا ترجمہ ہی کتب رجال شیعہ میں نہیں ہے

الکافی کی روایت ہے

محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن عبدالله بن فرقد و المعلى

بن خنيس قالا: كنا عند أبي عبدالله عليه السلام ومعنا ربيعة الرأي فذكرنا فضل القرآن

فقال أبو عبدالله عليه السلام: إن كان ابن مسعود لا يقرأ على قراءتنا فهو ضال، فقال

ربيعة: ضال؟ فقال: نعم ضال، ثم قال أبوعبدالله عليه السلام: أما نحن فنقرأ على قراءة

أبي

ابو عبد الله نے کہا ان کے ساتھ (امام مالک کے استاد اہل سنت کے امام) ربيعة الرأي تھے پس قرآن کي فضيلت کا ذکر ہوا تو ابو عبد الله نے کہا اگر ابن مسعود نے بھي وہ قرات نہيں کي جو ہم نے کي تو وہ گمراہ ہيں – ربيعة الرأي نے کہا گمراہ ؟ امام نے کہا جہاں تک ہم ہيں تو ہم ابي بن کعب کي قرات کرتے ہيں

حاشیہ میں محقق کہتے ہیں

يدل على أن قراءة ابى بن كعب أصح القراءات عندهم عليهم السلام

يہ دليل ہوئي کہ ابي بن کعب کي قرات امام ابو عبد الله کے نزديک سب سے صحيح قرات تھي

اس کی سند میں معلیٰ بن خنیس ہے نجاشی نے اس کا ذکر کیا ہے

قال النجاشي : ”معلى بن خنيس ، أبوعبدالله : مولى (الصادق) جعفر بن محمد عليه

السلام ، ومن قبله كان مولى بني أسد ، كوفي ، بزاز ، ضعيف جدا ، لا يعول عليه ، له

كتاب يرويه جماعة

دوسرا شخص عبدالله بن فرقد ہے اس پر بھي شيعہ کتب رجال ميں کوئي معلومات نہيں ہيں

کتاب الکافی میں مذکور ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ہے

عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن عبدالله بن الحجال، عن أحمد بن عمر

الحلبي، عن أبي بصير قال: دخلت على أبي عبدالله عليه السلام فقلت له: جعلت فداك

إني أسألك عن مسألة، ههنا أحد يسمع كلامي(1)؟ قال: فرفع أبو عبد عليه السلام سترا بينه وبين بيت آخر فأطلع فيه ثم قال: يا أبا محمد سل عما بدا لك، قال: قلت: جعلت فداك إن شيعتك يتحدثون أن رسول الله صلى الله عليه وآله علم عليا عليه السلام بابا يفتح له منه ألف باب؟ قال: فقال: يا أبا محمد علم رسول الله صلى الله عليه وآله عليا عليه السلام ألف باب يفتح من كل باب ألف باب قال: قلت: هذا والله العلم قال: فنكت ساعة في الارض ثم قال: إنه لعلم وما هو بذاك. قال: ثم قال: يا أبا محمد وإن عندنا الجامعة وما يدريهم ما الجامعة؟ قال: قلت: جعلت فداك وما الجامعة؟ قال: صحيفة طولها سبعون ذراعا بذراع رسول الله صلى الله عليه وآله وإملائه(2) من فلق فيه وخط علي بيمينه، فيها كل حلال وحرام وكل شئ يحتاج الناس إليه حتى الارش في الخدش وضرب بيده إلي فقال: تأذن لي(3) يا أبا محمد؟ قال: قلت: جعلت فداك إنما أنا لك فاصنع ما شئت، قال: فغمزني بيده وقال: حتى أرش هذا – كأنه مغضب – قال: قلت: هذا والله العلم(4) قال إنه لعلم وليس بذاك ثم سكت ساعة، ثم قال: وإن عندنا الجفر وما يدريهم ما الجفر؟ قال قلت: وما الجفر؟ قال: وعاء من أدم فيه علم النبيين والوصيين، وعلم العلماء الذين مضوا من بني إسرائيل، قال قلت: إن هذا هو العلم، قال: إنه

لعلم وليس بذاك.ثم سكت ساعة ثم قال: وإن عندنا لمصحف فاطمة عليها السلام وما

يدريهم ما مصحف فاطمة عليها السلام؟ قال: قلت: وما مصحف فاطمة عليها السلام؟

قال: مصحف فيه مثل قرآنكم هذا ثلاث مرات، والله ما فيه

من قرآنكم حرف واحد، قال: قلت: هذا والله العلم قال: إنه لعلم وما هو بذاك.

ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہو ا اور عر ض کی : میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کیا یہا ں کوئی اور شخص تو موجود نہیں ہے جو میری بات سن رہا ہو ؟ امام جعفر صادق نے اپنے کمرے اور دوسرے کمرے میں پڑے ہو ئے پر دہ کو اٹھا کر دیکھا اور پھر فرمایا ابو محمد تمہیں جو کچھ پو چھنا ہو پو چھو ؛میں نے عر ض کی میں آپ پر قربان جاؤں شیعہ ایک حد یث بیان کر تے ہے کہ پیغمبر اکرم(ص) نے حضر ت علی کو ایک علم کے باب کی تعلیم دی جس سے علم کے ہزار باب کھل گئے تھے پھر میں نے کہا خدا کی قسم کیا یہ کامل اور حقیقی علم ہے ،امام صادق کچھ دیر سو چتے رہے اور پھر فرمایا ! وہ علم ہے لیکن پھر بھی وہ کامل علم نہیں ہے پھر آپ نے فرمایا . ابو محمد ہما رے پاس جامعہ ہے لیکن لوگوں کو کیا پتہ کہ جامعہ کیا ہے ؟جواب میں آپ نے کہا : وہ ایک ایسی کتا ب ہے جس کا طو ل(ہاتھ کی لمبائی) پیغمبر(ص) کے مطابق ستر ہاتھ لمبا ہے رسول خدا نے اسے املا کیا ا ور حضر ت علی نے اسے لکھا، اس میں تمام حلال و حرام اور لوگوں کی جملہ دینی ضروریات حتیٰ کہ خراش لگانے کے جرمانہ تک کا ذکر ہے ، پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے بدن پر مار کر فرمایا : ابو محمد کیا تم مجھے اس کی اجازت دیتے ہو ؟ میں نے کہا ؛ میں آپ ہی کا جزو ہوں آپ جو چاہیں انجام دیں آپ کو اس کا اختیار حاصل ہے ، پھر آپ نے میرے جسم پر چٹکی کاٹی اور فرمایا کہ اس چٹکی کاٹنے کی دیت اور جرمانہ بھی جامعہ میں موجود ہے . آپ نے یہ الفاظ کہے اور آپ اس وقت غصے میں دکھائی دے رہے تھے ، میں نے کہا خدا کی قسم ! یہ کامل علم ہے۔ آپ نے فرمایا ! یہ علم ہے لیکن پھر بھی یہ کا مل علم نہیں ہے ،پھرآپ کچھ دیر تک خاموش رہے اور فرمایا : ہمارے پاس جفر ہے لوگ کیا جانیں کہ جفر کیا ہے ؟میں نے کہا کہ جفر کیا ہے ؟

آپ نے فرمایا : وہ چمڑے کا ایک مخزن ہے جس میں سابقہ انبیاء و اوصیاء اور علمائے بنی اسرائیل کا علم ہے میں نے عرض کیا:یہ علم کامل ہے۔ آپ نے فرمایا ! یہ علم ہے لیکن یہ بھی

کا مل علم نہیں ہے ،پھرآپ کچھ دیر تک خاموش رہے اور فرمایا : و ان عندنا لمصحف فاطمہ علیہا السلام ؛ ہما رے پاس مصحف فاطمہ ہے لیکن لوگوں کو کیا پتہ کہ مصحفِ فاطمہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک ایسا مصحف ہے جو تمہارے ہاتھوں میں مو جود قرآن مجید سے تین گنا بڑ ا ہے خدا کی قسم اس میں تمہا رے قرآن مجید کا ایک بھی حرف نہیں ہے ؛ میں نے عرض کیا ؛ کیا یہ کامل علم ہے ؟آپ نے فر مایا ؛ یہ بھی علم ہے لیکن کامل علم نہیں ہے ،پھرآپ کچھ دیر تک خاموش رہے اور فرمایا ہما رے پاس گزشتہ اور قیا مت کے دن تک آنے والے حالات کا علم موجود ہے میں نے عرض کیا:یہ کامل علم ہے ؟ آ پ نے فرمایا ؛ یہ بھی علم ہے لیکن کا مل علم نہیں ہے میں نے پو چھا کہ کامل علم کیا ہے؟ آپ نے فر مایا: علم کامل وہ علم ہے جو روزانہ دن رات میں ایک عنوان کے بعد دوسر ے عنوان اور ایک چیز کے بعد دوسری چیز کے بارے میں سامنے آتا رہتا ہے اور جو قیا مت تک ظاہر ہوتا رہے گا

اس کی سند میں عبد اللہ بن الحجال ہے جو مجہول ہے

الکافی کی روایت ہے

عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن الحسين ابن أبي العلاء

قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: إن عندي الجفر الابيض، قال: قلت: فأي شئ

فيه؟ قال: زبور داود، وتوراة موسى،

وإنجيل عيسى، وصحف ابراهيم عليهم السلام والحلال والحرام، ومصحف فاطمة، ما

أزعم أن فيه قرآنا، وفيه ما يحتاج الناس إلينا ولا نحتاج إلى أحد حتى فيه الجلدة،

ونصف الجلدة، وربع الجلدة وأرش الخدش.

وعندي الجفر الاحمر، قال: قلت: وأي شئ في الجفر الاحمر؟ قال: السلاح وذلك إنما يفتح للدم يفتحه صاحب السيف للقتل، فقال له عبدالله ابن أبي يعفور: أصلحك الله أيعرف هذا بنو الحسن؟ فقال: إي والله كما

يعرفون الليل أنه ليل والنهار أنه نهار ولكنهم يحملهم الحسد وطلب الدنيا على الجحود والانكار، ولو طلبوا الحق بالحق لكان خيرا لهم.

الحسين ابن أبي العلاء نے کہا میں نے امام جعفر سے سنا وہ کہہ رہے تھے میرے پاس سفید جفر ہے – میں نے پوچھا یہ کیا ہے ؟ فرمایا داود کی زبور اور موسی کی توریت اور عیسیٰ کی انجیل اور ابراہیم کا مصحف ہے اور حلال و حرام ہے اور مصحف فاطمہ ہے میں یہ دعوی نہیں کرتا کہ اس میں قرآن ہے لیکن اس میں ہے وہ ہے جس کو لوگوں کو حاجت ہے اور ہمیں اس کی بنا پر کسی کی حاجت نہیں ... اور میرے پاس جفر سرخ ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے ؟ فرمایا : اسلحہ ہے جس سے خون کھولا جاتا ہے اور تلوار والا قتل کرتا ہے اس پر عبدالله ابن أبي يعفور نے امام

جعفر سے کہا الله اصلاح کرے اپ کو بنو الحسن کی حرکت کا علم ہے ؟ فرمایا ہاں الله کی قسم جیسے تم رات کو جانتے ہو کہ رات ہے اور دن کو کہ دن ہے لیکن انہوں نے حسد کو اور طلب دنیا کو لیا ہے اگر حق کو حق سے طلب کرتے تو اچھا ہوتا

اس کی سند میں الحسين ابن إبي العلاء الخفاف إبو علی الاعور یا الخصاف إبو علی الاعور ہے – اس کا ایک نام إبو العلاء الحسين ابن إبي العلاء خالد بن طهمان العامری بھی بیان کیا جاتا ہے اس کا ایک نام الزندجی إبو علی بھی بیان کیا گیا ہے

راقم کہتا ہے یہ شخص مجہول ہے – التحرير الطاووسی کے مولف حسن صاحب المعالم شیعہ عالم کا کہنا ہے

فيه نظر عندي لتهافت الاقوال فيه

اس راوی پر نظر ہے اس کے بارے میں بے شمار (متخالف) اقوال کی وجہ سے

یعنی اہل تشیع اس راوی کا تعین نہیں کر سکے ہیں اور تین نام کے مختلف قبائل کے لوگوں کو ملا کر ان کے علماء کا دعوی ہے کہ ایک شخص ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اس کے بارے میں کوئی یقینی قول نہیں کہ کون ہے

الکافی کی ایک اور روایت ہے

علي بن إبراهيم، عن محمد بن عيسى، عن يونس، عمن ذكره، عن سليمان بن خالد قال:

قال أبوعبدالله عليه السلام: إن في الجفر الذي يذكرونه(1) لما يسوؤهم، لانهم لا يقولون

الحق(2) والحق فيه، فليخرجوا

قضايا علي وفرائضه إن كانوا صادقين، وسلوهم عن الخالات والعمات(3)، وليخرجوا

مصحف فاطمة عليها السلام، فإن فيه وصية فاطمة عليها السلام، ومعه(4) سلاح رسول

الله صلى الله عليه وآله: إن الله

عزوجل يقول: " فأتوا بكتاب من قبل هذا أو أثارة من علم إن كنت صادقين

سلیمان بن خالد نے کہا امام جعفر نے مصحف فاطمہ نکالا جس میں فاطمہ کی وصیت تھی اور ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ کا اسلحہ تھا

اس کی سند میں عمن ذکرہ، لوگ مجہول ہیں

الکافی کی ایک اور روایت ہے

عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن عمر بن عبدالعزيز، عن حماد بن عثمان قال:

سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: تظهر الزنادقة في سنة ثمان وعشرين ومائة وذلك

أني نظرت في مصحف فاطمة عليها السلام، قال: قلت: وما مصحف فاطمة؟ قال: إن الله

تعالى لما قبض نبيه صلى الله عليه وآله دخل على فاطمة عليها السلام من وفاته من الحزن

ما لا يعلمه إلا الله عزوجل فأرسل الله إليها ملكا يسلي غمها ويحدثها، فشكت ذلك(1)

إلى أمير المؤمنين عليه السلام فقال: إذا أحسست بذلك وسمعت الصوت قولي لي

فأعلمته بذلك فجعل أمير المؤمنين عليه السلام يكتب كلما سمع حتى أثبت من ذلك

مصحفا قال: ثم قال: أما إنه ليس فيه شئ من الحلال والحرام ولكن فيه علم ما يكون.

حماد بن عثمان نے کہا میں نے امام جعفر المتوفی ١٤٥ ھ کو کہتے سنا الزنادقۃ سن ١٢٨ میں ظاہر ہوئے اور اس وقت میں مصحف فاطمہ دیکھ رہا تھا – میں نے پوچھا یہ کیا ہے ؟ فرمایا جب اللہ تعالی نے اپنے نبی کی روح قبض کی وہ فاطمہ کے گھر میں داخل ہوئے اور وہاں رہے جس کو علم صرف اللہ کو ہے اس وقت اللہ نے ایک فرشتہ بھیجا جو ان کے غم کو دور کرے (علی کو اس پر خبر دیر سے ہوئی) اس پر علی نے شکوہ کیا اور کہا اگر مجھے احساس ہوتا اور (فرشتے کی) آواز سن لی ہوتی تو میں اس علم کو جان جاتا- پس علی نے وہ لکھا جو سنا (یعنی جو فرشتہ نے علم دیا اس کا آدھا پونا لکھا) اس کو مصحف میں ثبت کیا – امام جعفر نے کہا اس میں نہ صرف حلال و حرام ہے بلکہ اس کا علم بھی ہے جو ہو گا

کہا جاتا ہے کہ سند میں حماد بن عثمان بن عمرو بن خالد الفزاری ہے – اس کا سماع امام جعفر سے نہیں ہے کیونکہ بصائر الدرجات کے مطابق یہ حماد بن عثمان اصل میں عمر بن یزید کی سند سے

امام جعفر سے روایت کرتا ہے دوم سند میں عمر بن عبد العزیز ابو حفص بن ابی بشار المعروف بزحل ہے قال النجاشی انہ مختلط

الفضل بن شاذان کا کہنا ہے أبو حفص يروى المناكير

معلوم ہوا سند ضعیف ہے انقطاع بھی ہے

الغرض علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی الگ علم خواص نہ تھا جو اور اصحاب رسول کو معلوم نہ ہو اور نہ ہی کوئی الگ قرآن تھا بلکہ اس کی تمام خبریں غالیوں کی بیان کردہ ہیں جو مجہول و غیر معروف یا مختلط یا ضعیف راوی ہیں

ایک طرف تو علم کی بات ہو رہی ہے دوسری طرف روایات میں یہ بھی ہے کہ علی کو کوئی الگ علم نہیں تھا۔

یہی راوی جو بیان کرتے تھے کہ علی کو خاص علم تھا وقت آنے پر تقیہ بھی کرتے تھے اور بیان کرتے کہ علی کو کچھ خاص علم نہیں تھا مثلا

سنن نسائی ۴۴۲۷ میں ہے

أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ ابْنِ حَيَّانَ يَعْنِي مَنْصُورًا عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَلِيًّا هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلَيْكَ بِشَيْءٍ دُونَ النَّاسِ ؟ فَغَضِبَ عَلِيٌّ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ وَقَالَ: مَا كَانَ يُسِرُّ إِلَيَّ شَيْئًا دُونَ النَّاسِ غَيْرَ أَنَّهُ حَدَّثَنِي بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَأَنَا وَهُوَ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ: لَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ .

ایک شخص نے علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو چھوڑ کر آپ کو کوئی راز کی بات بتاتے تھے؟ اس پر علی رضی اللہ عنہ غصہ ہو گئے یہاں تک کہ ان کا چہرہ لال پیلا ہو گیا اور کہا: آپ لوگوں کو چھوڑ کر مجھے کوئی بات راز کی نہیں بتاتے تھے سوائے اس کے کہ آپ نے مجھے چار باتیں بتائیں میں اور آپ ایک گھر میں تھے آپ نے فرمایا: ”اللہ اس پر لعنت کرے جس نے اپنے والد (ماں یا باپ) پر لعنت کی اللہ اس پر بھی لعنت کرے جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا اللہ اس پر لعنت کرے جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی اور اللہ تعالی اس پر لعنت کرے جس نے زمین کی حد کے نشانات بدل ڈالے “

مسند احمد ۱۰۱۰۲ میں ہے

عَنْ اَبِيْ الطُّفَيلِ قَالَ: قُلْنَا لِعَلِيٍّ : اَخْبِرْنَا بِشَيْئٍ اَسَرَّہُ اِلَيْکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم فَقَالَ: مَا اَسَرَّ اِلَيَّ شَيْئًا کَتَمَہُ النَّاسَ وَلٰکِنْ سَمِعْتُہُ يَقُوْلُ : ((لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰہِ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ اٰوي مُحْدِثًا وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْہِ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الْاَرْضِ يَعْنِيْ الْمَنَارَ)) (مسند احمد:)

ابو طفیل سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمیں اس چیز کے بارے میں بتلاؤ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اپ کو عطا کی ہو انھوں نے کہا: اپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کوئی ایسی راز کی بات نہیں بتلائی جس کو لوگوں سے چھپایا ہو البتہ میں نے اپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: اللہ تعالی اس پر لعنت کرے جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا اللہ تعالی اس پر لعنت کرے جس نے بدعتی کو جگہ دی اللہ تعالی اس پر لعنت کرے جس نے اپنے والدین پر لعنت کی اور اللہ تعالی اس پر بھی لعنت کرے جس نے زمین کے نشانات کو بدل دیا

ان اسناد کو قبول کیا گیا ہے

البتہ یہ متن سمجھ سے بلا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام جو علی نے بیان کیے وہ معروف و مشہور ہیں

اللہ تعالی اس پر لعنت کرے جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا

اللہ تعالی اس پر لعنت کرے جس نے بد عتی کو جگہ دی

اللہ تعالی اس پر لعنت کرے جس نے اپنے والدین پر لعنت کی اور

اللہ تعالی اس پر بھی لعنت کرے جس نے زمین کے نشانات کو بدل دیا

سوال کیا گیا تھا کہ کوئی خاص بات بتائی تھی جو اوروں کو نہیں پتا تو یہ اس کا جواب نہیں بنتا کیونکہ یہ اقوال نبوی سب کو معلوم تھے۔ راقم کہتا ہے یہ مختار کذاب کے ساتھی ابو طفیل کا تقیہ ہے

علی تاویل قرآن پر جنگ کریں گے ؟

جامع ترمذی۔ جلد دوم۔ مناقب کا بیان۔ حدیث 1681

مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ کی کنیت ابوتراب اور ابوالحسن ہے

راوی: سفیان بن وکیع , وکیع , شریک , منصور , ربعی بن حراش , علی بن ابی طالب

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شَرِيكٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بِالرَّحَبِيَّةِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَةِ خَرَجَ إِلَيْنَا نَاسٌ مِنْ الْمُشْرِكِينَ فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَأُنَاسٌ مِنْ رُؤَسَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ خَرَجَ إِلَيْكَ نَاسٌ مِنْ أَبْنَائِنَا وَإِخْوَانِنَا وَأَرِقَّائِنَا وَلَيْسَ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا خَرَجُوا فِرَارًا مِنْ أَمْوَالِنَا وَضِيَاعِنَا فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ سَنُفَقِّهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَتَنْتَهُنَّ أَوْ لَيَبْعَثَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ بِالسَّيْفِ عَلَى الدِّينِ قَدْ امْتَحَنَ اللَّهُ قَلْبَهُ عَلَى الْإِيمَانِ قَالُوا مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَالَ عُمَرُ مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هُوَ خَاصِفُ النَّعْلِ وَكَانَ أَعْطَى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهَا ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا عَلِيٌّ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

مِنْ حَدِيثِ رِبْعِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ و سَمِعْت الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ لَمْ يَكْذِبْ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ فِي الْإِسْلَامِ كَذْبَةً و أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ أَثْبَتُ أَهْلِ الْكُوفَةِ

سفیان بن وکیع، وکیع، شریک، منصور، ربعی بن حراش، علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحبہ مقام پر فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کئی مشرک ہماری طرف آئے جن میں سہیل بن عمرو اور کئی مشرک سردار تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ ! ہمارے اولاد، بھائیوں اور غلاموں میں سے بہت سے ایسے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے جنہیں دین کی کوئی سمجھ بوجھ نہیں۔ یہ لوگ ہمارے اموال اور جائیدادوں سے فرار ہوئے ہیں۔ لہذا آپ یہ لوگ ہمیں واپس کر دیں اگر انہیں دین کی سمجھ نہیں تو ہم انہیں سمجھا دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل قریش ! تم لوگ اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے لوگ مسلط کریں گے جو تمہیں قتل کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کے ایمان کو آزما لیا ہے۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہے یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جوتیوں میں پیوند لگانے والا ہے۔ آں صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی نعلین مبارک مرمت کے لئے دی تھیں۔ ربعی بن حراش فرماتے ہیں کہ پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے گا۔ وہ اپنی جگہ جہنم میں تلاش کر لے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو اس سند سے صرف ربعی کی روایت سے جانتے ہیں وہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

مسند احمد۔ جلد پنجم۔ حدیث 788 ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرویات

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ الزُّبَيْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا جُلُوسًا نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلَيْنَا مِنْ بَعْضِ بُيُوتِ نِسَائِهِ قَالَ فَقُمْنَا مَعَهُ فَانْقَطَعَتْ نَعْلُهُ فَتَخَلَّفَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ يَخْصِفُهَا فَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَضَيْنَا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ يَنْتَظِرُهُ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ

يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ هَذَا الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ فَاسْتَشْرَفْنَا وَفِينَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ لَا وَلَكِنَّهُ خَاصِفُ النَّعْلِ قَالَ فَجِئْنَا نُبَشِّرُهُ قَالَ وَكَأَنَّهُ قَدْ سَمِعَهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی اہلیہ محترمہ کے گھر سے تشریف لے آئے، ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل پڑے، راستے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی ٹوٹ گئی، علی رضی اللہ عنہ رک کر جوتی سینے لگے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم آگے چل پڑے، ہم بھی چلتے رہے، ایک جگہ پہنچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور علی رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے، ہم بھی کھڑے ہوگئے اسی دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ایک آدمی ایسا بھی ہوگا جو قرآن کریم کی تاویل و تفسیر پر اسی طرح قتال کرے گا جیسے میں نے اس کی تنزیل پر قتال کیا ہے، یہ سن کر ہم جھانک جھانک کر دیکھنے لگے، اس وقت ہمارے درمیان ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جوتی سینے والا ہے، اس پر ہم علی رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری سنانے کے لئے گیئے تو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے انہوں نے بھی یہ بات سن لی ہے۔

شعیب اس کو حسن کہتے ہیں سند میں فطر بن خلیفہ ہے جو شیعہ ہے

مسند احمد۔ جلد پنجم۔ حدیث 299

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرویات

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِهِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ قَالَ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ خَاصِفُ النَّعْلِ وَعَلِيٌّ يَخْصِفُ نَعْلَهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بعض لوگ قرآن کی تفسیر و تاویل پر اس طرح قتال کریں گے جیسے میں اس کی تنزیل پر قتال کرتا ہوں ، اس پر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ، اس سے مراد جوتی گانٹھنے والا ہے اور اس وقت علی رضی اللہ عنہ اپنی جوتی گانٹھ رہے تھے۔

طبرانی میں ہے

حَدَّثنا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الرَّازِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا [ص: 42] الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْسَرَةَ الرَّازِيُّ، قَالَ: حَدَّثنا أَبُو زُهَيْرٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَغْرَاءَ، قَالَ: حَدَّثنا يَزِيدُ بْنُ رَاشِدٍ الْغَنَوِيُّ، قَالَ: حَدَّثنا قَيْسُ بْنُ رُمَّانَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: لَمَّا جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا أَنْتُمْ بِمُنْتَهِينَ حَتَّى أَبْعَثَ إِلَيْكُمْ رَجُلًا يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ عَلَى الدِّينِ»، فَقَالَ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ: أَنَا هُوَ، وَقَالَ غَيْرُهُ: أَنَا هُوَ، قَالَ: «لَا، وَلَكِنْ هُوَ خَاصِفُ النَّعْلِ»، وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْصِفُ النَّعْلَ، قَالَ: وَقَالَ عَلِيٌّ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» قَالَ قَيْسُ بْنُ رُمَّانَةَ: ثُمَّ لَقِيتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ عَلِيٍّ, عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ رِبْعِيٍّ

یہاں سند میں قیس مجہول الحال ہے

اتنی ساری روایات ہیں جن میں بار بار علی کو جوتی گانٹھنے والا بتایا گیا ہے۔کیا علی سوئی دھاگہ لے کر نکلتے تھے ؟ ظاہر ہے یہ سب کذب وافتراء ہے- ان واقعات کی سند میں زید بن یثیع کو متعدد محدثین نے مجہول قرار دیا ہے، فطر خشبی ضعیف ہے، اور اسماعیل شیعی ضعیف ہے۔ قیس مجہول ہے

یہ بات کہ علی جنگ کریں گے اس کا مقصد خوراج اور علی کے مابین تصادم ہے کیونکہ خوارج تاویل قرآن پر اختلاف کر رہے تھے کہ امیر کے خلاف بغاوت کو کچل دیا جائے اور سورہ المائدہ کی آیات ثبت کر رہے تھے جبکہ علی خود سورہ حجرات اور سورہ نساء کی آیات استعمال کر رہے تھے۔ راقم کے نزدیک اس میں فطر نے اپنی شیعیت کا اظہار کیا ہے اس کی بدعت کی وجہ سے قابل رد ہے فطر کو دار قطنی اور جوزجانی نے زائغ قرار دیا ہے دوسرے راوی إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، کو ابو الفتح الازدی نے منکر الحدیث کہا ہے

البانی اس کو الصَّحِيحَة: 2487 میں بیان کیا ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ''إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ، كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ''، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ''لَا''، قَالَ عُمَرُ: أَنَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ''لَا، وَلَكِنْ خَاصِفُ النَّعْلِ''، قَالَ: وَكَانَ أَعْطَى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهُ (رقم طبعة با وزير: 6898) , (حب) 6937 [قال الألباني]: صحيح - "الصحيحة.(**2487**) ”

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بعض لوگ قرآن کی تفسیر و تاویل پر اس طرح قتال کریں گے جیسے میں اس کی تنزیل پر قتال کرتا ہوں ، اس پر حضراتِ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ، اس سے مراد جوتی گانٹھنے والا ہے اور اس وقت علی رضی اللہ عنہ اپنی جوتی گانٹھ رہے تھے۔

العلل المتناہیۃ فی الأحادیث الواہیۃ میں ابن جوزی نے اس روایت پر باب قائم کیا حَدِیثٌ فِی إِنَّہٗ یُقَاتِلُ عَلَی تَأوِیلِ الْقُرْآنِ اور لکھا

قال الدار قطنی : إِسْمَاعِیلُ ضَعِیفٌ

دار قطنی نے کہا اسمٰعیل ضعیف ہے

دار قطنی نے المؤتلف والمختلف میں ذکر کیا ہے

بُرَيْد بن مُعَاوية العِجْلي , عن إسماعيل بن رَجَاء , عَن أبيه , عَن أبي سَعِيد , عن النَّبِيّ صلى الله عليه و سلم حديث خاصف النعل

یہ روایت تین شیعہ بُرَید بن مُعَاویۃ العجلی، اعمش اور فطر بن خلیفہ کی روایت کردہ ہیں جبکہ ابو سعید مدینہ میں اور شام میں رہے اور کسی اور علاقے میں یہ روایت بیان نہیں ہوئی- خود ابو سعید نے یزید بن معاویہ کی بیعت کی - یہاں سند میں إسماعیل بن رجاء الزبیدی ہے جس کو اِبوا لفتح الأزدی المتوفی ۳۷۴ھ نے منکر الحدیث قرار دیا ہے

تاویل قرآن پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی جنگ کی جب زکوہ کے انکاری اہل قبلہ سے قتال کیا- حدیث ہے : نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ قبائل نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا، باقی اسلام پر وہ عمل کر رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود خلیفہ رسول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کرنے کے عزم کا اظہار فرمایا، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا اور کہا آپ ان سے قتال کریں گے جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں؟ جبکہ ایسے لوگوں کے جان و مال کے تحفظ کی ضمانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں ان سے قتال ضرور کروں گا جو نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کر رہے ہیں۔اس لیے کہ زکوۃ مال کا حق ہے ۔اللہ کی قسم ! اگر وہ ایک بکری کا بچہ بھی مجھے دینے سے انکار کریں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (زکوۃ میں) ادا کرتے تھے تو میں اس کے بھی روک لینے پر ان سے لڑوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم ! (جب میں نے ابو بکر کے موقف پر غور کیا تو) میں نے یہی دیکھا کہ اللہ نے ان لوگوں سے قتال کے لیے ابو بکر کا سینہ کھول دیا ہے اور میں نے بھی جان لیا کہ یہی بات حق ہے۔ صحیح بخاری

یعنی اسلام میں تاویل قرآن پر پہلی جنگ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کی ہے

علی، وصی ہیں

تاریخ طبری میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: حدثنا سلمة، قال: حدثني محمد بن إسحاق، عَنْ عَبْدِ الْغَفَّارِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بن عمرو، عن عبد الله ابن الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، [عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هذه الآية على رسول الله ص: «وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ» .... ان هذا أخي ووصى وَخَلِيفَتِي فِيكُمْ، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا

رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا: بتحقیق یہ (علی) تمہارے درمیان میرا بھائی، وصی اور جانشین ہے. اس کی باتوں کو سنو اور اس کی پیروی کرو

اس کی سند میں عبد الغفار بن القاسم بن قیس بن قہد الأنصاری، ثم الکوفی ہے رافضی متروک الحدیث ہے اور المنہال بن عمرو ہے جو بد مذھب تھا- شیعہ کتاب العمدۃ از ابو الحسین یحییٰ بن الحسن بن الحسین البطریق الاسدی المتوفی ۵۹۵ ھ کی کتاب میں ہے

ومن " مسند احمد بن حنبل، وبالاسناد المقدم قال: حدثنا عبدالله بن احمد بن حنبل، حدثنا هيثم بن خلف، قال: حدثنا محمد بن ابي عمر الدورى، قال: حدثنا شاذان، قال: حدثنا جعفر بن زياد، عن مطر، عن انس يعنى ابن مالك قال: قلنا لسلمان: اسئل النبي (ص) من وصيه ؟ فقال له سلمان: يا رسول الله من وصيك ؟ فقال: يا سلمان، من

كان وصي موسى ؟ فقال : يوشع بن نون ، قال : قال . فان وصيي ووارثي ، يقضي ديني
وينجز موعدي ،علي بن ابي طالب عليه السلام

انس بن مالک کہتے ہیں ہم نے سلمان فارسی سے کہا رسول اللہ سے ان کی وصیت پوچھ لی ؟سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا کہ آپ (ص) کی وصیت کس کے لئے ہے ؟ رسول اللہ (ص) نے فرمایا : اے سلمان تم بتاؤ کہ وصی موسی(ع) کون تھے؟ میں نے کہا ان کے وصی یوشع بن نون(ع) تھے - پیغمبر(ص) نے فرمایا میرا وصی میرے بعد علی ابن ابی طالب ہے-

البطریق کے مطابق یہ روایت مسند احمد کی ہے جبکہ یہ مسند میں نہیں ملی- سند میں بہت مسائل ہیں_ جعفر بن زیاد الاحمر المتوفی ۱۶۷ھ ، مطرسب شیعہ ہیں

علی کو پکارو

شیعہ اور سنی صوفیاء میں غلو اس حد تک جا چکا ہے کہ ان کے ہاں باقاعدہ علی کو مدد کے لئے اس عقیدے کے ساتھ پکارا جاتا ہے کہ وہ مدد کرنے پہنچ جائیں گے - ایک شیعہ ویب سائٹ پر راقم نے پڑھا[12]

شیخ عباس قمی المعروف "محدث قمی" رحمۃاللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ اور زندہ جاوید کتاب دعاء "مفاتیح الجنان" (جنت کی کنجیاں) میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امام زمانہ ولی العصر بقیۃاللہ الاعظم سلام اللہ علیہ و علی آبائہ الطیبین الطاہرین، نے ایک شخص کو اس دعا کی تعلیم دی جو اسیر تھا اور وہ اسیری سے رہا ہو گیا۔ یہ دعاء کفعمی کی کتاب بلد الامین سے نقل ہوئی ہے۔ شیعہ کے نزدیک یہ یا محمد (ص) اور یا علی (ع) کہنا بعنوان وسیلہ الی اللہ، جائز ہے۔

دعائے فَرَج کا متن بتایا گیا ہے:

الھی عظم البلاء و برح الخفاء وانکشف الغطاء و انقطع الرجاء وضاقت الارض و منعت السماء و انت المستعان و الیک المشتکی و علیک المعول فی الشدۃ و الرخا اللھم صل علی محمد و آل محمد اولی الامر الذین فرحت علینا طاعتھم و عرفتنا بذلک منزلتھم ففرج عنا بحقھم فرجا عاجلا

12

http://www.erfan.ir/urdu/67540.html

فريبا كلمح البصر او هو اقرب يا محمد يا على يا على يا محمد اكفيانى فانكما كافيان و انصرانى فانكما ناصران يا مولانا يا صاحب الزمان الغوث الغوث ادركنى ادركنى الساعه الساعه الساعه العجل العجل العجل يا ارحم الراحمين بحق محمد و اله الطاهرين-

راقم کہتا ہے اس کتاب میں لکھا ہے

قال الكفعمي في البلد الامين: هذا دعاء صاحِب الامر (عليه السلام) وقد علّمه سجيناً فأطلق سراحه

یہ صاحِب الامر کی دعا ہے جو انہوں نے جیل میں سکھائی

اس کو گیارہویں امام الحَسنِ العَسکری سے اس کو منسوب کیا گیا ہے لیکن اس قول کی کوئی سند نہیں ہے جیل میں ظاہر ہے کسی سے ملاقات کیا ہوئی ہو گی؟

اسی طرح شیعوں میں ایک نظم ہے جس کو ناد علی کہا جاتا ہے اس سے دلیل لی جاتی ہے کہ اس میں پکار کا حکم ہے- راقم کہتا ہے سیرت ابن ہشام میں ہے کہ یوم احد میں رسول اللہ نے فرمایا

قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ ابْنَ أَبِي نَجِيحٍ قَالَ: نَادَى مُنَادٍ يَوْمَ أُحُدٍ لَا سَيْفَ إلَّا ذُو الْفَقَارِ، وَلَا فَتَى إلَّا عَلِيٌّ

کوئی تلوار نہیں سوائے ذوالفقار کے کوئی جوان نہیں سوائے علی کے

بحار الانوار/ جزء 20/ صفحة[73] از مجلسی میں ہے اس قول پر فرشتوں کو حیرت ہوئی کہ کس نے یہ کہا بتایا گیا یہ جبریل کا قول ہے

فقد تعجبت الملائكة، أما علمت أن جبرئيل قال في ذلك اليوم وهو يعرج إلى السماء: لا سيف إلا ذو الفقار، ولا فتى إلا علي.

وعن عكرمة، عن علي عليه السلام قال قال لي النبي صلى الله عليه وآله يوم احد: أما تسمع مديحك في السماء؟ إن ملكا اسمه رضوان ينادي: لا سيف إلا ذو الفقار، ولا فتى إلا علي. قال: ويقال: إن النبي صلى الله عليه وآله نودي في هذا اليوم: ناد عليا مظهر العجائب * تجده عونا لك في النوائب كل غم

وهم سينجلي * بولايتك يا علي يا علي يا علي

اور عکرمہ نے علی سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ نے احد کے دن کہا کیا تم نے آسمان میں اپنی تعریف سنی؟ وہاں ایک فرشتہ رضوان ہے اس نے پکارا کوئی تلوار نہیں سوائے ذوالفقار کے کوئی جوان نہیں سوائے علی کے اور فرمایا اس نے کہا

ناد عليا مظهر العجائب

تجده عونا لك في النوائب

كل غموهم سينجلي

بولايتك يا علي يا علي يا علي

علی کو پکارو جو عجائبات کا مظہر ہے

تم اس کو مدد گار پاؤ گے اپنی مشکل میں

تمام غم اس سے حل ہوں گے

تمھاری ولایت سے اے علی علی علی

عکرمہ خارجی سوچ کا حامل تھا جو تقیہ کرتا تھا لیکن عکرمہ سے لے کر مجلسی تک سند نہیں ہے

مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل تائیف خاتمۃالمحدثین الحاج میرزا حسین النوری الطبرسی المتوفی ۱۳۲۰ھ میں ہے

و رأيت بخط الشهيد رحمه الله : ذكر لرد الضائع و الآبق تكرار هذين البيتين

ناد عليا مظهر العجائب* تجده عونا لك في النوائب كل هم و غم سينجلي * بولايتك يا علي يا علي يا علي

غالی صوفی فرقوں میں بھی اس دعا کو پڑھا جاتا ہے۔ الانتباہ فی سلاسل الاولیاء میں درج ہے کہ شاہ ولی اللہ خرقہ ابو طاہر کردی کے ہاتھ سے پہنا جس نے اُس عمل کی اجازت دی جو جواہر خمسہ میں ہیں۔ اسی جواہر خمسہ میں دعائے سیفی کی ترکیب میں لکھا ہے

ناد علی ہفت بار یا سہ بار یا یک بار بخواند وآں ایں است

ناد علیاً مظہر العجائب تجدہ عونالک فی نوائب۔ کل ھم و غم سینجلی بولایتک یا علی یا علی یا علی

https://www.islamimehfil.com/topic/23459-/نادِ-علی-کرّم-اللہ-وجھہ-کے-بارے-درست-معلومات-بمع-حوالہ-چاہئے

علی کو ہفتہ میں ایک بار یا سات بار پکارو اور یہ پڑھو

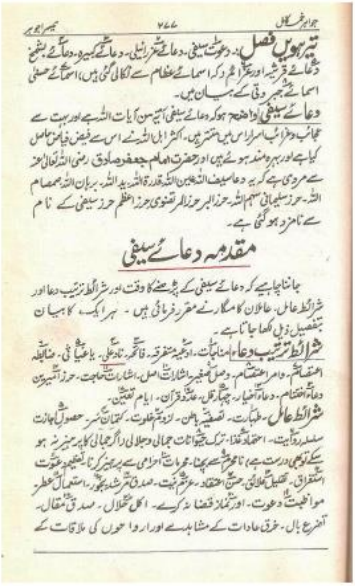

جواہر خمسہ کامل ۷۷۷ تیسرا جوہر

تیرہویں فصل: دعوت سیفی۔ دعائے حزر ائیلی۔ دعائے کبیرہ۔ دعائے بشمخ دعائے قریشیہ اور حرز اعظم (کہ اسمائے عظام سے نکالی گئی ہیں)، اسمائے حسنٰی اسمائے جبروتی کے بیان میں۔

دعائے سیفی واضح ہو کہ دعائے سیفی آیتیں من آیات اللہ ہے اور بہت سے عجائب و غرائب اسرار اس میں مستتر ہیں۔ اکثر اہل اللہ نے اس سے فیض خیالی حاصل کیا ہے اور بہرہ مند ہوئے ہیں اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہ دعا سیف اللہ عین اللہ قدرۃ اللہ۔ ید اللہ۔ برہان اللہ۔ صمصام اللہ۔ حرز سلیمانی سہم اللہ۔ حرز البر حرز المرتضوی حرز اعظم حرز سیفی کے نام سے نامزد ہو گئی ہے۔

مقدمہ دعائے سیفی

جاننا چاہیے کہ دعائے سیفی کے پڑھنے کا وقت اور شرائط ترتیب دعا اور شرائط عامل۔ عاملان کاملان نے مقرر فرمائی ہیں۔ ہر ایک کا بیان بتفصیل ذیل لکھا جاتا ہے۔

شرائط ترتیب دعا مناجات۔ ادعیہ متفرقہ۔ فاتحہ۔ نادعلی۔ یا غیاثی۔ ضابطہ اعتصام۔ دوام اعتصام۔ وصل صغیر۔ اشارات اصل۔ اشارات حاجت۔ حرز امیرین دعائے اختتام۔ دعائے اخیار۔ چہار قل۔ عدد قرآن۔ ایام تعیین۔

شرائط عامل۔ طہارت۔ تصفیہ باطن۔ لزوم خلوت۔ کتمان سر۔ حصول اجازت سلسلہ روایت۔ اعتماد غذا۔ ترک حیوانات جمالی وجلالی (اگر جمالی کا پرہیز نہ ہو سکے تو بھی درست ہے) نامحرم سے بچنا۔ محرمات احرامی سے پرہیز کرنا۔ تعظیم دعوت استغراق۔ تحلیل خلائق۔ حسن اعتقاد۔ عزم نیت۔ صدق تحر شدہ بخور۔ استعمال عطر۔ مواظبت دعوت۔ اور نماز قضا نہ کرے۔ اکل حلال۔ صدق مقال۔ آفریع بال۔ خرق عادات کے مشاہدے اور ارواحوں کی ملاقات کے

جواہر خمسہ کامل ۷۸۱ تیسرا جوہر

ایضاً اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مَا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَتَكَرَّرَ الْجَدِيْدَانِ وَاسْتَصْحَبَ الْفَرْقَدَانِ بَلِّغْ رُوْحَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا التَّحِيَّةَ وَالرِّضْوَانَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِكَ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

ایضاً اشفاء رضا صالو اصلا اَسْئَلُكَ مَنْ بَيْنَكُمْ وَالْمَحْزُوْنَ الْاَطْهَرَ ثُمَّ لَا مَاطِرَ هٰذَا هُوْش وَرَش حوطی طاس اَلَا اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ۔

ایضاً اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَا اُحْسِنُ شَيْئًا مِّنَ التَّدْبِيْرِ وَمُرْنِيْ بِاَحْسَنِ التَّدْبِيْرِ يَا دَلِيْلَ الْحَائِرِيْنَ دُلَّ حَيْرَتِيْ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا حَلِيْمُ يَا عَظِيْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ مَالِكَ الْمُلْكِ يُرَبِّيْ بِاَحْسَنِ التَّدْبِيْرِ وَحِرْزِيْ مِنْ جَمِيْعِ الْاُمُوْرِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

ایضاً نادِ علی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی یہ ہے۔ نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَكَ فِي النَّوَائِبِ كُلُّ هَمٍّ وَّغَمٍّ سَيَنْجَلِيْ بِنُبُوَّتِكَ يَا مُحَمَّدُ وَبِوِلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ۔

ایضاً يَا غِيَاثِيْ عِنْدَ كُلِّ كُرْبَةٍ وَّمُجِيْبِيْ عِنْدَ كُلِّ دَعْوَةٍ وَّمَعَاذِيْ عِنْدَ كُلِّ شِدَّةٍ وَّ يَا رَجَائِيْ حِيْنَ تَنْقَطِعُ حِيْلَتِيْ۔

ایضاً اَللّٰهُمَّ يَا كَاشِفَ الْغَمِّ يَا فَارِجَ الْهَمِّ وَيَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ وَيَا دَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ فَرِّجْ هَمَّنَا وَاكْشِفْ غَمَّنَا وَاَهْلِكْ اَعْدَائَنَا۔

دعائے اعتصام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلَى الْوَهَّابِ يَا رَبُّ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا سَتَّارُ يَا غَفَّارُ يَا رَزَّاقُ يَا فَتَّاحُ يَا كَرِيْمُ يَا اِلٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ يَا حَمِيْدُ اَنْتَ الْمَحْمُوْدُ وَرَبُّ الْمَعْبُوْدُ وَيَا وَدُوْدُ اَنْتَ الْمَوْدُوْدُ وَفَضْلُكَ الْمَعْهُوْدُ وَيَا بَرُّ اَنْتَ الْبَارُّ رِزْقُكَ الْمَوْعُوْدُ وَخَيْرُكَ

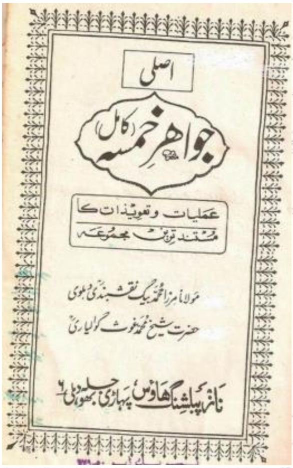
اصلی
جواہرِ خمسہ (کامل)
عملیات و تعویذات کا
مستند ترین مجموعہ
مولانا مرزا محمد بیگ نقشبندی دہلوی
حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری
ناشر پبلشنگ ھاؤس پہاڑی بھوجلہ دہلی ۶

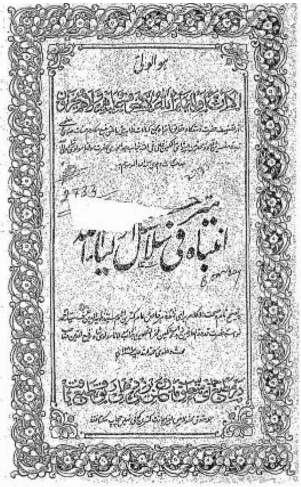
ہو الولی
ترجمہ
انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

اصل کتاب
۱۴۸
ترجمہ اردو

اصل کتاب
ترجمہ اردو
طریقہ شطاریہ
طریقہ شطاریہ

بریلوی فرقہ کہتا ہے اس کو پڑھنا جائز ہے.

http://www.thefatwa.com/urdu/questionID/2918/نادِ-علی-کیا-ہے/

https://www.dawateislami.net/bookslibrary/1454/page/837

یعنی بریلوی اور شیعہ دونوں نے بے سند اقوال سے اتنا بڑا شرک کرنے کی دلیل لے لی ہے جبکہ اسناد معلوم نہیں کون، کس نے سنا کوئی خبر نہیں

علی خوارج کو بد دعائیں دیتے تھے؟

علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خوارجی ہمدردوں کو صرف اس وقت قتل کیا جب انہوں نے بلوہ و فساد کیا اور ان کو مسلسل سمجھایا- لیکن غالی شیعوں نے روایت کیا ہے کہ علی ان پر بد دعا کرتے تھے-

المعرفة والتاريخ میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بن عبد الله الأويسي ثنا إبراهيم بن سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عَوْنٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْحَنَفِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخَذَ الْمُصْحَفَ [فَوَضَعَهُ] عَلَى رَأْسِهِ حَتَّى لَأَرَى وَرَقَهُ يَتَقَعْقَعُ ثُمَّ قَالَ: اللَّهمّ إِنَّهُمْ مَنَعُونِي [أَنْ أَقُومَ فِي الْأُمَّةِ] بِمَا فِيهِ فَأَعْطِنِي [ثَوَابَ] مَا فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهمّ إِنِّي قَدْ مَلَلْتُهُمْ وَمَلُّونِي، وَأَبْغَضْتُهُمْ وَأَبْغَضُونِي، وَحَمَلُونِي عَلَى غَيْرِ طَبِيعَتِي وَخُلُقِي وَأَخْلَاقٍ لَمْ تَكُنْ تُعْرَفُ لِي، فَأَبْدِلْنِي بِهِمْ خَيْرًا مِنْهُمْ وَأَبْدِلْهُمْ بِي شَرًّا مِنِّي، اللَّهمّ أَمِتْ قُلُوبَهُمْ مَيْتَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ– قَالَ إِبْرَاهِيمُ: يَعْنِي أَهْلَ الْكُوفَةِ«–

عبد الرحمن بن قيس ، أبو صالح الحنفی الکوفی نے کہا میں نے علی بن ابی طالب کو دیکھا انہوں نے مصحف اٹھایا ہوا تھا اس کو سر پر رکھا یہاں تک کہ میں اس کا ورقہ نہ دیکھ سکا پھر کہا اے اللہ یہ مجھے منع کرتے ہیں کہ امت میں اس کو اٹھاؤں جو اپ نے اس میں سے حصہ عطا کیا پھر کہا میں ان سے بیزار ہوں، میں نفرت کرتا ہوں، یہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں اور یہ مجھ پر میرے مزاج و خلق و اخلاق کے خلاف ڈال رہے ہیں جو میں نہیں جانتا- اے اللہ ان کو

خیر سے بدل دے اور ان کے لئے مجھ سے بھی شری سے بدل دے، اے اللہ ان کے دلوں کو پگھلا دے جیسے نمک پانی میں حل ہوتا ہے

اسی سند سے البدایہ والنہایہ میں دوسرے متن میں ہے ان کے دلوں کو مار دے

اس کی سند میں عبد الرحمٰن بن قیس ،ابو صالح الحنفی الکوفی اور محمد بن عبید اللہ الثقفی ہیں جو ثقہ ہیں لیکن شیعی میلان رکھتے تھے - یہ روایت البدایہ والنہایہ میں ابن کثیر نے نقل کی ہے خوارج کے حوالے سے کہ انہوں نے علی سے تاویل قرآن کے حوالے سے جدل کیا

علی کے شیعوں (زید بن وھب ، عبیدة السلمانی المرادی الھمدانی، عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، أَبُو الْوَضِيئِ، ابي مريم قيس الثقفي المدائني وغیر ہم) نے خوارج کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ جنگ نہروان کے بعد علی نے کہا کہ مقتولین میں پستان جیسے ہاتھ والا شخص تلاش کرو- پھر ایک ایسی لاش ملی جو حُرْقُوسٌ کی تھی - اس پر علی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ میری جنگ ہو گی اور ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہو گا جس کے بازو ہو گا، لیکن ہاتھ نہ ہو گا،اس کے بازو پر پستان کی گھنڈی کی طرح ایک گھنڈی ہو گی،اس کے اوپر کچھ سفید بال ہوں گے –واضح رہے کہ یہ شخص کہا جاتا ہے مسجد جاتا تھا- اس روایت کو بہت سے محدثین نے نقل کیا ہے سوائے امام بخاری کے

اس واقعہ کے متن میں بہت اضطراب پایا جاتا ہے یہاں تک کہ روایات میں لکھا ہے کہ پستان جیسا خارجی شیطان کی اولاد ہے - بعض میں ہے کہ اس کی ماں سایہ سے حاملہ ہوئی گویا یہ کوئی جن تھا- روایات میں پستان نما ہاتھ کا نقشہ بھی الگ الگ بیان ہوا ہے -

مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند احمد کی روایت ہے

يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ أَبِي الْعَبَّاسِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ، يُخْبِرُ عَنْ بَكْرِ بْنِ قِرْوَاشٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ ذَا الثُّدَيَّةِ الَّذِي كَانَ مَعَ أَصْحَابِ النَّهْرِ فَقَالَ: شَيْطَانُ الرَّدْهَةِ يَحْتَدِرُهُ رَجُلٌ مِنْ بَجِيلَةَ يُقَالُ لَهُ الْأَشْهَبُ أَوِ ابْنُ الْأَشْهَبِ عَلَامَةُ سُوءٍ فِي قَوْمٍ ظَلَمَةٍ , فَقَالَ عَمَّارٌ الدُّهْنِيُّ حِينَ كَذَّبَ بِهِ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَجِيلَةَ , قَالَ: وَأَرَاهُ قَالَ: مِنْ دُهْنٍ , يُقَالُ لَهُ الْأَشْهَبُ أَوِ ابْنُ الْأَشْهَبِ

بَكْرِ بْنِ قِرْوَاشٍ نے سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا پستان جیسے ہاتھ والے شخص کا جو اصحاب النہر میں سے تھا اور کہا یہ تو الرَّدْهَةِ (پہاڑ میں بسنے والا) شیطان ہے

ديوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين میں الذہبي (المتوفى: 748ھ) لکھتے ہیں

بكر بن قرواش: عن سعد بن مالك، لا يعرف. کو میں نہیں جانتا

اس واقعہ کی صحیح شکل مسند احمد کی ایک روایت میں مذکور ہے جو عبد اللہ بن شداد سے مروی ہے

عِيَاضِ بْنِ عَمْرٍو کہتے ہیں عبد اللہ بن شداد عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ہم ان کے پاس بیٹھے تھے وہ عراق سے لوٹے تھے جس رات علی کا قتل ہوا پس عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد اللہ بن شداد سے کہا کیا تم سچ سچ بتاؤ گے جو میں تم سے پوچھوں؟ مجھے ان کے بارے میں بتاؤ جنہوں نے علی کو قتل کیا عبد اللہ نے کہا اور میں سچ کیوں نہ بولوں – ام المومنین نے کہا ان کا قصہ بیان کرو عبد اللہ نے کہا جب علی نے معاویہ کے لئے (صلح نامہ) لکھ دیا اور حکم الحکمین ہوا تو علی کی اطاعت سے ۸۰ ہزار قاری نکل پڑے اور ایک مقام جس کو حَرُورَاءُ کہا جاتا ہے کوفہ کی جانب اس میں انہوں نے پڑاؤ کیا

اور انہوں نے علی پر عتاب نکالا اور کہا اس کی قمیص میں سے خلافت جو الله نے دی نکل گئی اور وہ نام جو الله نے اسکو دیا پھر یہ (علی) چلا اور دین الله میں خود حکم دینے لگا اور جبکہ حکم نہیں سوائے الله کے لئے- پس جب یہ باتیں جن پر ان کا عتاب ہوا علی تک پہنچیں اور وہ الگ ہوئے تو علی نے حکم دیا ان کو واپس انے کا لیکن وہ نہیں پلٹے – اور کہا ہم امیر المومنین کی طرف داخل نہیں ہوں گے سوائے ایک شخص قرآن اٹھائے ہو ... پس مصحف آگے رکھا گیا پس علی نے اس کو اپنے ہاتھوں میں تھاما اور کہا اے مصحف! لوگوں کو بتاؤ پس لوگوں کو پکارا گیا اوراصحاب علی نے کہا اے امیر المومنین اپ مصحف سے کیسے کلام کر رہے ہیں؟ یہ تو کاغذ پر سیاہی ہے اور ہم اپ سے بات کر رہے جو اس میں روایت ہے پس اپ کیا چاہتے ہیں؟ علی نے کہا تمہارے یہ اصحاب جنہوں نے خروج کیا ہے ان کے اور میرے بیچ کتاب الله ہے – الله اس کتاب میں کہتا ہے ایک مرد و عورت کے لئے

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلاحًا يُوَفِّقِ اللهُ بَيْنَهُمَا

پس اے امت محمد خون و حرمت ہے مرد اور عورت کے لئے اور تم مجھے الزام دیتے ہو کہ میں نے معاویہ سے (صلح نامہ) لکھ لیا – علی بن ابی طالب نے کہا اور ہمارے پاس سہیل (مشرکین مکہ کی طرف سے) آیا اور ہم رسول الله کے ساتھ حدیبیہ میں تھے ... پس رسول الله نے لکھا بسم الله الرحمان الرحیم اس پر سہیل نے کہا یہ مت لکھو پوچھا پھر کیا لکھیں بولا لکھو باسم اللهم پس رسول الله نے کہا لکھو محمد رسول الله انہوں نے کہا اگر ہم تم کو رسول الله جانتے تو مخالفت نہ کرتے پس لکھا یہ وہ صلح ہے جو محمد بن عبد الله قریشی نے کی- الله تعالی نے کتاب میں کہا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ

پس علی نے ان لوگوں پر عبد الله ابن عباس کو بھیجا- اور جو ان کو جانتا نہ ہو، تو میں ان کو جانتا ہوں کتاب الله سے جو یہ نہیں جانتے یہ اس میں نازل ہوا ہے یہ قوم ہے ایک جھگڑالو قوم ہے – پس علی نے اپنے اصحاب کو خوارج پر بھیجا (انہوں نے کہا) کیا تم کتاب الله کو پیش نہیں رکھتے؟ خوارج نے کہا ہم رکھتے ہیں پس اگر حق ہو تو ہم اس کو پہچان لیں گے اور اگر باطل ہوا تو اس کو بھی – پس عبد الله بن عباس نے کتاب الله تین دن تک آگے رکھی پھر وہ ٤ ہزار کے ساتھ واپس لوٹے جو تائب ہوئے ان میں ابْنُ الْكَوَّاءِ تھا حتی کہ یہ علی کے پاس کوفہ میں داخل ہوئے

پس علی نے باقی پر لوگ بھیجے اور ان سے کہا کہ ہمارا تمہارا معاملہ امت محمد کے سامنے ہے لہذا جو چاہے کرو لیکن خون نہ بہانا نہ راستہ روکنا نہ ذمی پر ظلم کرنا اور اگر یہ کیا تو ہماری تم سے جنگ شروع ہو جائے گی الله خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

پس عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

اے ابن شداد تو کیا انہوں نے قتل کیا؟ کہا و اللہ انہوں نے نہیں بھیجا کسی کو سوائے اس کے کہ خوارج نے رستہ روکا اور خون گرایا اور اہل ذمہ کو نقصان دیا پس ام المومنین نے فرمایا اللہ ! آللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ یہ ہوا

اور وہ کیا چیز ہے جو اہل عراق کی مجھ تک پہنچی جس کی یہ روایت کر رہے ہیں؟

کہتے ہیں پستان والا تھا

ابن شداد نے کہا میں نے اسکو دیکھا اور علی کے ساتھ اس کے قتل گاہ پر بھی کھڑا ہوا اور لوگوں کو پکارا اور پوچھا تم اس کو پہچانتے ہو؟ تو اکثر نے کہا ہاں ہم نے اسکو مسجد فلاں میں دیکھا تھا نماز پڑھتے ہوئے اور اس مسجد بنی فلاں میں نماز پڑھتے ہوئے اور کوئی نہیں تھا جو اثبات سے اس کو جانتا ہو سوائے اس کے

ام المومنین نے فرمایا اور علی نے کیا کہا جب وہ اس پر کھڑے ہوئے جیسا کہ اہل عراق دعوی کر رہے ہیں؟ ابن شداد نے کہا میں نے سنا کہتے ہیں سچ کہا اللہ اور رسول اللہ نے –

ام المومنین نے فرمایا

کیا تم نے ان سے سنا کہ انہوں نے اس کے علاوہ کہا

ابن شداد نے کہا اللھم نہیں

ام المومنین نے فرمایا ٹھیک ہے سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے -اللہ رحم کرے علی پر – بے شک ان کے کلام میں کوئی چیز ایسی نہیں جو حیران کرے سوائے اس کے کہا سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے- پس اہل عراق چلے ان پر جھوٹ بولنے اور ان کی بات میں اضافہ کرنے

اس سے صحیح واقعہ معلوم ہوا کہ اہل عراق نے علی پر جھوٹ بولا- پستان جیسی لاش ملی تھی لیکن اس پر کوئی حدیث رسول نہیں تھی جس کو علی کی خلافت پر نص سمجھا جائے

سنن الکبری البیہقی میں اس روایت پر امام بیہقی کہتے ہیں

حَدِيثُ الثُّدَيَّةِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ , قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِيمَا مَضَى , وَيَجُوزُ أَنْ لَا يَسْمَعَهُ ابْنُ شَدَّادٍ ,

وَسَمِعَهُ غَيْرُهُ , وَاللهُ أَعْلَمُ

پستان والی حدیث صحیح ہے اس کا ہم نے ذکر کیا جو گزرا ہے اور یہ جائز ہے کہ ابن شداد نے اس کو نہ سنا ہو اوروں نے سنا ہو و اللہ اعلم

راقم کہتا ہے امام بیہقی کی تاویل باطل ہے- ابن شداد کوئی نابالغ بچہ نہیں علی کے اصحاب میں سے ہے اور وہ، وہ بیان کر رہے ہیں جوان کو پتا ہے کہ لوگوں نے علی کی بات میں اضافہ کیا

خوارج کے حوالے سے راقم کی کتاب " کیا تم کو خوارج کی خبر پہنچی " میں سیر حاصل بحث موجود ہے

علی کو اپنی شہادت کی خبر تھی

علی رضی اللہ عنہ کا قتل خارجی ابن ملجم نے کیا۔ اللہ کی لعنت ہو ابن ملجم پر !

راویوں نے خبر دی کہ علی کو اپنے قتل کی خبر تھی۔

مستدرک حاکم میں ہے

اخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّفَّارُ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ بَحْرِ بْنِ بَرِّيٍّ، ثنا أَبِي، وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْقَطِيعِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا عَلِيُّ بْنُ بَحْرِ بْنِ بَرِّيٍّ، ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُثَيْمٍ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ رَفِيقَيْنِ فِي غَزْوَةِ ذِي الْعَشِيرَةِ، فَلَمَّا نَزَلَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقَامَ بِهَا، رَأَيْنَا نَاسًا مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ يَعْمَلُونَ فِي عَيْنٍ لَهُمْ فِي نَخْلٍ، فَقَالَ لِي عَلِيٌّ: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ، هَلْ لَكَ أَنْ تَأْتِيَ هَؤُلَاءِ فَنَنْظُرَ كَيْفَ يَعْمَلُونَ؟ فَجِئْنَاهُمْ، فَنَظَرْنَا إِلَى عَمَلِهِمْ سَاعَةً، ثُمَّ غَشِيَنَا النَّوْمُ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ فَاضْطَجَعْنَا فِي صُورٍ مِنَ النَّخْلِ فِي دَقْعَاءَ مِنَ التُّرَابِ، فَنِمْنَا فَوَاللَّهِ مَا أَيْقَظَنَا إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُنَا بِرِجْلِهِ وَقَدْ تَتَرَّبْنَا

مِنْ تِلْكَ الدَّقْعَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَبَا تُرَابٍ» لِمَا يَرَى عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ؟» قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «أُحَيْمِرُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ، وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلَى هَذِهِ - يَعْنِي قَرْنَهُ - حَتَّى تَبْتَلَّ هَذِهِ مِنَ الدَّمِ - يَعْنِي لِحْيَتَهُ -» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذِهِ الزِّيَادَةِ، إِنَّمَا اتَّفَقَا عَلَى حَدِيثِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ"

عمار یاسر سے روایت ہے کہ غزوہ ذی العشیرۃ کے موقع پر نبی کریم ؐ نے علی سے فرمایا اے ابو تراب! کیا میں تمہیں دو بد بخت ترین آدمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں ؟ہم سب نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ! آپ نے فرمایا پہلا شخص قوم ثمود کا احیمر تھا جس نے صالح کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹی تھیں اور دوسرا شخص وہ ہے جو اے علی تمہارے سرپر وار کرے گایہاں تک کہ تمہاری داڑھی خون سے تر ہو جائے گی (السنن کبریٰ امام نسائی ،مسند احمد بن حنبل)

فضائل صحابہ از امام احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ قثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ [ص:687] قثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُثَيْمٍ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خُثَيْمٍ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ .... فَيَوْمَئِذٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: «يَا أَبَا تُرَابٍ» لِمَا يَرَى عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ، قَالَ: «أَلَا أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَى

النَّاسِ رَجُلَيْنِ؟» فَقُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «أُحَيْمِرُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ، وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلَى هَذِهِ - يَعْنِي قَرْنَهُ - حَتَّى تُبَلَّ مِنْهُ هَذِهِ» يَعْنِي لِحْيَتَهُ.

اس کی سند میں محمد بن خثیم المحاربي ہے جو عمار بن یاسر. سے روایت کرتا ہے

الذھبی کا میزان میں کہنا ہے فلا یدری من ہو- وقد ذکرہ البخاری فی الضعفاء

نا معلوم کون ہے. بخاری نے ضعیف راویوں میں ذکر کیا ہے

قال البخاري: قال لي إبراهيم بن موسى. أخبرنا عيسى بن يُونس. قال: أخبرنا ابن إسحاق. قال: أخبرني يزيد بن محمد بن خُثَيم، عن محمد بن كعب القرظي، عن محمد بن خُثَيم، عن عَمَّار بن ياسر. قال: "كُنت أنا وعَلي رفيقين في غَزْوة ... ". قال أبو عبد الله البخاري: وهذا إسنادٌ لا يعرف سماع

امام بخاری کا کہنا ہے کہ یزید کا سماع محمد بن کعب سے نہیں معلوم

قال البخاری: لایُعرف سماع یزید من محمد بن کعب القرظی. "التاریخ الکبیر

قابل حیرت ہے کہ مستدرک میں امام حاکم نے اس روایت کو لکھا ہے اور امام حاکم اور الذھبی نے اس کو مسلم کی شرط پر کہا ہے جبکہ صحیح مسلم میں اس راوی سے کوئی روایت نہیں لی گئی

یہ روایت تاریخ طبری میں بھی اسی سند سے ہے — محقق محمد بن طاہر البرزنجی کتاب صحیح وضعیف تاریخ الطبری میں کہتے ہیں سند ضعیف ہے

کتاب الإعلام فی إیضاح ما خفی علی الإمام، تعقبات حدیثیۃ علی الشیخ محمد ناصر الدین الألبانی مع نقولات فی الرجال لسماحۃ العلامۃ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز از المؤلف: إبو عبد اللہ، فہد بن عبد اللہ بن إبراہیم السنید میں ہے

أخرجه أحمد والحاكم وقال: صحيح على شرط مسلم. ووافقه الذهبي. وهو من أوهامهما؛ فإن محمد بن خثيم وابنه يزيد لم يخرج مسلم عنهما

احمد و حاکم نے اس کو مسلم کی شرط پر کہا ہے اور الذھبی نے موافقت کی ہے یہ ان دونوں کا وہم ہے کیونکہ محمد بن خثیم اور اس کے بیٹے یزید سے امام مسلم نے کوئی روایت نہیں لی

انیس الساری میں نبیل بن مَنصور بن یَعقوب البصارة نے لکھا ہے

قلت: يزيد بن محمد بن خثيم وأبوه ليسا على شرط مسلم لأنّه لم يخرج لهما شيئا.

یہ روایت مسلم کی شرط پر نہیں ہے

مجمع الزوائد میں ہیثمی کہتے ہیں

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: «كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ رَفِيقَيْنِ فِي غَزْوَةِ [ذَاتِ] الْعَشِيرَةِ، فَلَمَّا نَزَلَهَا رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَأَقَامَ بِهَا، رَأَيْنَا بِهَا نَاسًا مَنْ بَنِي مُدْلِجٍ يَعْمَلُونَ فِي عَيْنٍ لَهُمْ [فِي نَخْلٍ]، فَقَالَ [لِي] عَلِيٌّ: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ، هَلْ لَكَ أَنْ أَتِيَ هَؤُلَاءِ فَنَنْظُرَ كَيْفَ يَعْمَلُونَ؟ فَجِئْنَاهُمْ فَنَظَرْنَا إِلَى عَمَلِهِمْ سَاعَةً، ثُمَّ غَشِيَنَا النَّوْمُ، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ فَاضْطَجَعْنَا فِي صُورٍ مِنْ نَخْلٍ فِي دَقْعَاءَ مِنَ التُّرَابِ فَنِمْنَا، وَاللَّهِ مَا أَهَبَّنَا إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – يُحَرِّكُنَا بِرِجْلِهِ، وَقَدْ تَتَرَّبْنَا مِنْ تِلْكَ الدَّقْعَاءِ، فَيَوْمَئِذٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

- صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لِعَلِيٍّ: " أَبَا تُرَابٍ ". لِمَا يَرَى عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ. ثُمَّ قَالَ: " أَلَا أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ؟ ". قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: " أُحَيْمِرُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ، وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ هَذِهِ - يَعْنِي قَرْنَهُ - حَتَّى يَبُلَّ مِنْهُ هَذِهِ - يَعْنِي لِحْيَتَهُ. " «-

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ، وَالْبَزَّارُ بِاخْتِصَارٍ، وَرِجَالُ الْجَمِيعِ مُوَثَّقُونَ إِلَّا أَنَّ التَّابِعِيَّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَمَّارٍ

اس روایت کو تابعی نے عمار سے نہیں سنا

معلوم ہوا کہ یہ روایت منقطع ہے اور لائق اعتبار نہیں ہے

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِي، فَشَكَوْتُ إِلَيْهِ مَا لَقِيتُ مِنْ أُمَّتِهِ مِنَ الْأَوْدِ وَاللَّدَدِ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ لِي: «لَا تَبْكِ يَا عَلِيُّ»، وَالْتَفَتَ فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا رَجُلَانِ يَتَصَعَّدَانِ وَإِذَا جَلَامِيدُ تُرْضَخُ بِهَا رُءُوسُهُمَا حَتَّى تُفْضَخَ ثُمَّ يَرْجِعُ، أَوْ قَالَ: يَعُودُ، قَالَ: فَغَدَوْتُ إِلَى عَلِيٍّ كَمَا كُنْتُ أَغْدُو عَلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْخَرَّازِينَ لَقِيتُ النَّاسَ، فَقَالُوا: قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ

ابُو صَالِحٍ الحَنَفِيُّ الكُوْفى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ قَيْسٍ. نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ علی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند میں دیکھا ان سے امت کی اولادوں سے جو ملا اس کی

شکایات کی پس میں رو دیا اور مجھ سے رسول اللہ نے کہا مت رو علی اور .. دو مرد آئیں گے اپنے سر جھکا کر پلٹ جائیں گے یا کہا لوٹ جائیں گے- کہا پس صبح ہوئی جیسے ہوتی تھی اور میں الخرازین تک آیا تو لوگوں سے ملا کہا امیر المومنین کا قتل ہوا

سند ضعیف ہے شریک ابن عبد اللہ النخعی ہے اس پر جرح ہے یہ مختلط ہو گیا تھا

دوسرا عمار بن معاویۃ الدہنی ہے یہ شیعہ ہے

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب بعد الوفات منسوب کر رہا ہے کہ رسول اللہ نے علی کو موت کی خبر دی

متن منکر ہے

دوسری روایت میں ہے

فَشَكَوْتُ إِلَيْهِ مَا لَقِيتُ مِنْ أُمَّتِهِ مِنَ التَّكْذِيبِ وَالأَذَى

شکایات کی جو امت سے تکذیب و تکلیف ملی

ایک اور میں ہے

وَعَنِ الْحَسَنِ - أَوِ الْحُسَيْنِ - أَنَّ عَلِيًّا - رَضِيَ اللہ عنہ - قَالَ: لَقِيَنِي حَبِيبِي - يَعْنِي فِي الْمَنَامِ - نَبِيَّ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: فَشَكَوْتُ إِلَيْهِ مَا لَقِيتُ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ بَعْدَهُ فوعدني الراحة منهم إلا قَرِيبٍ فَمَا لَبِثَ إِلَّا ثَلَاثًا "

شکایات کی جو اہل عراق سے رسول اللہ کے بعد ملا پس وعدہ کیا کہ راحت قریب ہے تین دن سے بھی قریب

اس کی سند میں مجہول ہے

الخرازین نام کا عراق میں کوئی شہر نہیں ہے کتب البلدان میں اس کا ذکر نہیں ملا

یہ قول کتاب المطالبُ العَالِيَةُ بِزَوَائِدِ المَسَانيد الثّمَانِيَةِ کے محقق سعد بن ناصر بن عبد العزیز الشَّثری کا ہے

ولم إجد لهٰى منهاذ كراً فى كتب البلدان

شیعہ کتاب شرح إصول الکافی – مولی محمد صالح المازندرانی میں ہے

محمد، عن أحمد بن محمد، عن ابن محبوب، عن جميل بن صالح، عن زياد بن سوقة، عن الحكم بن عتيبة قال: دخلت على علي بن الحسين (عليهما السلام) يوما فقال: يا حكم هل تدري الآية التي كان علي بن أبي طالب (عليه السلام) يعرف قاتله بها ويعرف بها الأمور العظام التي كان يحدث بها الناس؟ قال الحكم: فقلت في نفسي: قد وقعت على علم من علم علي بن الحسين، أعلم بذلك تلك الأمور العظام، قال: فقلت: لا والله لا أعلم، قال: ثم قلت: الآية تخبرني بها يا ابن رسول الله؟قال: هو والله قول الله عز ذكره: (وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبي (ولا محدث)) وكان علي بن أبي طالب (عليه السلام) محدثا

الحكم بن عتيبة نے کہا علي بن الحسين (عليهما السلام)) کے پاس داخل ہوا پوچھا کیا علی اپنے قاتل کو جانتے تھے ؟ ... علي بن الحسين (عليهما السلام) نے کہا ان کا ذکر قرآن میں ہے

)وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبي (ولا محدث(

اور ی ہ علی بن ابی طالب ہ ی ں

اسی شرح میں لکھا ہے

الشرح:

قوله (وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبي — ولا محدث –) دل على أن قوله ولا

محدث كان من تتمة الآية وهم أسقطوها،

قول وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبي – ولا محدث دلالت کرتا ہے کہ محدث کا لفظ آیت میں تھا لیکن وہ سقط ہوا

علی کو محدث قرار دیا گیا کہ ان پر الہام ہوتا ہے

کتاب نہج البلاغہ اہل سنت کی نظر میں

أبو الحسن، محمد بن الحسين بن موسى، ويلقب بالشريف الرضي نے کتاب نہج البلاغہ کو لکھا ہے جن کی وفات ۴۰۶ ہجری میں ہوئی- یہ محمود غزنوی، حکومت آل بویہ، شیخ صدوق، حکیم فردوسی، شیخ طوسی اور اپنے بھائی سید شریف مرتضی کے ہم عصر تھے۔ یعنی کتاب چوتھی سے پانچویں صدی میں لکھی گئی ہے- یہ علی رضی اللہ عنہ سے منسوب تقاریر کا مجموعہ ہے جس میں عربی کے وہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو علی رضی اللہ عنہ کے دور میں نہیں بولے جاتے تھے- شیعہ حضرات اس کی تاویل کرتے ہیں کہ شریف رضی نے بلاغت کو ملحوظ رکھا ہے یعنی الفاظ تبدیل کیے گئے- کتاب کے مضامین میں ابو بکر، عمر اور عثمان پر تبرا بھیجنا ان کے نقص نکال کر بتانا عام ہے-

کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب تیسری صدی کی ہے ! جو بندہ پیدا ہی ۳۵۹ ھ میں ہو وہ تیسری صدی کا کیسے ہو گیا؟ اس طرح بعض لوگ اپنے ہی شیعوں کو دھوکہ دیتے ہیں- علی رضی اللہ عنہ کوفہ گئے تو نہ صرف ان کے مصری اور کوفی شیعہ ان کے ساتھ بلکہ سبائی لوگ اور اصحاب رسول بھی تھے- یہ سب ایک مجموعہ تھا جس میں اپنے اپنے منہج کے مطابق لوگ علی کے حمایتی تھے - یہ سب ایک ارتقاء سے گزر رہے تھے

علی خلیفہ ہوئے تو اصحاب رسول ان کی بطور خلیفہ اطاعت کر رہے تھے

سبائی اپنے رب کی اطاعت کر رہے تھے

شیعہ اپنے امام کی اطاعت کر رہے تھے

خوارج بھی تھے جو ابھی بد کے نہیں تھے

یہ ایک بہت بڑا مختلف الخیال گروہ تھا جس میں صرف علی پسندیدہ تھے خود علی کو اس گروہ کی پیچیدگیوں کا شاید علم نہ تھا- آہستہ آہستہ اس گروہ کو آپس کے فکری تضاد کا احساس ہوتا رہا اور لوگ علی سے اختلاف کرنے لگے یہاں تک کہ وہ اکیلے رہ گئے- اس دور میں علی نے کیا کہا اس کو ریکارڈ کرنے والے ہی مجھول تھے

سب سے مستند الکافی کی ہر دوسری روایت میں مجھول راوی ہیں جن کا شیعہ محققین کو بھی نہیں پتا کہیں نام ہے کہیں بہت سے اصحاب لکھا ہے

الغرض یہ کتاب نہج البلاغہ ثابت نہیں ہے- الذھبی سیر الآعلام النبلاء میں کہتے ہیں

قُلْتُ: هُوَ جَامعُ كِتَابِ (نَهْجِ البلاغَة) ، المنسوبَة أَلفَاظُه إِلَى الإِمَامِ عَلِيّ — رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - ، وَلاَ أَسَانيدَ لِذَلِكَ، وَبَعْضُهَا بَاطِلٌ، وَفِيْهِ حَقٌّ، وَلَكِن فِيْهِ مَوْضُوْعَاتٌ حَاشَا الإِمَامَ مِنَ النُّطْقِ بِهَا، وَلَكِنْ أَيْنَ المُنْصِفُ؟! وَقِيْلَ: بَلْ جَمْعُ أَخِيْهِ الشَّرِيْف الرَّضي

میں کہتا ہوں یہ کتاب نہج البلاغہ کے جامع ہیں جس کے الفاظ منسوب ہیں امام علی رضی اللہ عنہ سے اس کی سندیں نہیں ہیں اور بعض باطل ہے اور اس میں حق بھی ہے لیکن گھڑی ہوئی روایات ہیں جو امام نے کہیں ہوں حاشا اللہ لیکن مصنف کہاں ہے ؟ بلکہ کہا جاتا ہے اس کو تالیف ان کے بھائی شریف رضی نے کیا ہے

کتاب تذکرۃ الحفاظ میں کھلے الفاظ میں الذھبی، شریف مرتضی کے لئے کہتے ہیں

وعالم الإمامية أبو طالب علي بن الحسين بن موسى الحسيني الشريف المرتضى واضع كتاب نهج البلاغة

اور امامیہ کے عالم شریف مرتضی کتاب نہج البلاغہ کو گھڑنے والا کہتے ہیں

کتاب تاریخ الاسلام میں الذہبی لکھتے ہیں

قلتُ: وقد اختلف في كتاب "نهج البلاغة" المكذوب على عليّ عليه السّلام، هل هو وَضْعه، أو وضع أخيه الرَّضِيّ

میں کہتا ہوں اس میں اختلاف ہے کہ کتاب نہج البلاغہ کو مکذوب علی پر ہے اس کو شریف رضی یا اس کے بھائی نے گھڑا

کتاب وفيات الأعيان وإنباء إبناء الزمان از ابن خلکان میں الشريف المرتضى (جو شریف رضی کے بھائی تھے) کے ترجمہ میں لکھا ہے

وقد قيل: إنه ليس من كلام علي، وإنما الذي جمعه ونسبه إليه هو الذي وضعه، والله أعلم

اور کہا جاتا ہے یہ کلام علی کا نہیں ہے اور اس نے اس کو جمع کیا اور منسوب کیا اور اس کو گھڑا اللہ کو پتا ہے

لسان الميزان میں ابن حجر الشريف المرتضى المتكلم الرافضي المعتزلي کے لئے لکھتے ہیں

وهو المهم بوضع كتاب [نهج البلاغة] وله مشاركة قوية في العلوم ومن طالع [نهج البلاغة] جزم بأنه مكذوب على أمير المؤمنين علي رضي الله عنه

اور اس نے کتاب نہج البلاغہ کو گھڑا اور... جو اس کتاب سے واقف ہے وہ جزم سے کہتا ہے کہ یہ علی امیر المومنین رضی اللہ عنہ پر جھوٹ ہے

البدایۃ والنہایۃ میں ابن کثیر، شریف مرتضی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

وَيُقَالُ: إِنَّهُ هُوَ الَّذِي وَضَعَ كِتَابَ نهج البلاغة

اور کہا جاتا ہے یہی ہے ہو جس نے کتاب نہج البلاغہ کو گھڑا ہے

یعنی اہل سنت کے نزدیک یہ کتاب بالکل غیر ثابت

Apocrypha

ہے اور شیعوں کے ہاں بالکل مستند ہے

فَلۡیَشۡهَدِ الثقلانِ إنی رافضی

کہا جاتا ہے امام شافعی کہتے تھے کہ اگر علی سے محبت کرنا رفض ہے تو انسان و جن گواہ ہوں کہ میں رافضی ہوں ۔اس طرح محدثین کی جرح کے لفظ رافضی کو درجہ قبولیت مل جاتا ہے ۔امام شافعی سے منسوب شعر ہے

إن كان رَفْضاً حبُّ آلِ محمدٍ ... فَلْيَشْهَدِ الثقلانِ أني رافضي

اگر ال محمد سے محبت رفض ہے

تو ثقلین گواہ ہوں میں رافضی ہوں

کتاب مناقب الشافعی للبیہقی میں اس کی سند ہے

أخبرنا أبو زكريا بن أبي إسحاق المزّكي حدثنا الزبير بن عبد الواحد الحافظ أخبرني محمد بن محمد بن الأشعث، حدثنا الربيع قال: أنشدنا الشافعي رضي الله عنه:

يا راكباً قِف بالمحَصَّبِ من مِنى ... واهتف بقاعد خِيفها والناهِض

سَحَراً إذا فاض الحجيجُ إلى مِنى ... فيضاً كمُلْتَطم الفُرَاتِ الفائض

إن كان رَفْضاً حبُّ آلِ محمدٍ ... فَلْيَشْهَدِ الثقلانِ أني رافضي

اگر ال محمد سے محبت رفض ہے تو ثقلان گواہ ہیں میں رافضی ہوں

اس کی سند میں محمد بن محمد بن الأشعث الكوفي ہے جس پر دارقطنی کہتے ہیں کہ یہ

.قال السهمى: سألت الدارقطني عنه، فقال: آية من آيات الله، وضع ذاك الكتاب – يعنى العلويات

الله کی نشانیوں میں سے ایک ہے جس نے اس کتاب کو گھڑا یعنی العلویات

یعنی اس نے علی کی منقبت میں روایات اور اشعار گھڑے

ابن عدی کہتے ہیں حملہ شدۃ تشیعہ اس نے شیعیت کی شدت میں اظہار کھا تھا

کتاب دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجہولین وثقات فیہم لین میں الذھبی کہتے ہیں محمد بن محمد بن الأشعث الکوفی: بمصر، شیعی جلد، اتہمہ ابن عدی مصری کھلا شیعہ ہے یعنی یہ اشعار امام الشافعی پر جھوٹ گھڑا کیا گیا ہے

کتاب طبقات الشافعیین از ابن کثیر کے مطابق سند ہے

وقال الحافظ أبو القاسم ابن عساكر: أخبرنا أبو الحسن الموازيني، قراءة عليه، عن أبي عبد الله القضاعي، قال: قرأت على أبي عبد الله محمد بن أحمد بن محمد، حدثنا الحسين بن علي بن محمد بن إسحاق الحلبي، حدثني جدي محمد وأحمد ابنا إسحاق بن محمد، قالا: سمعنا جعفر بن محمد بن أحمد الرواس، بدمشق، يقول: سمعت الربيع،

اس سند میں جعفر بن محمد مجهول ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ابن کثیر کی غلطی ہے نام اصل میں جعفر بن احمد ابن الرواس ہے-

جعفر مجهول کا کہنا ہے کہ اس نے الربیع سے اس کو سنا ہے

جعفر بن محمد بن أحمد الرواس، بدمشق، يقول: سمعت الربيع،

جبکہ محققین نے جعفر بن اِحمد بن عاصم الدمشقی ابن الرّوّاس، اِبو محمد البزّاز [المتوفی: 307ه-] کے ترجمہ میں کہیں بھی الربیع کا جعفر کے شیخ کے طور پر ذکر نہیں کیا ہے- جعفر بن اِحمد بن عاصم الدمشقی ابن الرّوّاس کے لئے کہا جاتا ہے قدم بغداد، وحدث بها- شام سے بغداد پہنچے اور وہاں روایت کیا ہے جبکہ الربیع مصر میں رہے —الربیع بن سلیمان بن عبد الجبار بن کامل المرادی صاحب الشافعی المتوفی ۲۷۰ ہجری کے لئے امام الذھبی الشافعی نے کتاب سیر اِعلام النبلاء میں لکھا ہے لَمْ يَكُنْ صَاحِبَ رِحلَةٍ یہ سفر کرنے والے صاحب نہیں تھے اسی طرح اس بات کو بھی غیر صحیح قرار دیا ہے کہ امام شافعی نے الربیع کو کبھی بغداد بھیجا—لہذا یہ جعفر بن احمد ہو بھی تو اس کا سماع امام الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمَانَ سے نہیں ہے اور نہ ہی کسی نے الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمَانَ کو جعفر بن احمد ابن الرواس کے شیوخ میں ذکر کیا ہے

تاریخ الدمشق میں اِسماعیل بن علی بن الحسین ابن بندار بن المثنی اِبو سعد الاسترابادی الواعظ کے ترجمہ میں ابن عساکر لکھتے ہیں

قال الخطيب: ولم يكن موثوقاً في الرواية.

وأنشد، بسنده عن الربيع بن سليمان، أنشدنا الشافعي: من الكامل؟ يا راكباً قف بالمحصب من منى واهتف بقاطن خيفها والناهض

سحراً إذا فاض الحجيج إلى منى ... *فيضاً كملتطم الفرات الفائض*

إن كان رفضاً حب آل محمدٍ فليشهد الثقلان أني رافضي قال حمد الرهاوي: لما ظهر لأصحابنا كذب إسماعيل بن المثنى أحضروا جميع ما كتبوا عنه وشققوه ورموا به بين يديه

خطیب بغدادی نے کہا یہ روایت میں موثق نہیں ہے اور شعر عن الربیع بن سلیمان، أنشدنا الشافعي کی سند سے بتائے ... ان کان رفضاً حب آل محمدٍ فلیشهد الثقلان أني رافضي

احمد الرهاوي نے کہا کہ جب إسماعيل بن المثنى الاسترابادي کا یہ کذب ظاہر ہوا ہم نے جو لکھا اس کو جمع کیا اور اپنے سامنے مٹایا

سیر الاعلام النبلاء میں الذھبی نے اس قول کی سند دی ہے

قَالَ الزُّبَيْرُ بنُ عَبْدِ الوَاحِدِ الإِسْتِرَابَاذِيُّ: أَخْبَرَنَا حَمْزَةُ بنُ عَلِيٍّ الجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ الشَّافِعِيِّ فَمَا ارْتَقَى شَرَفاً، وَلاَ هَبَطَ وَادِياً إِلاَّ، وَهُوَ يَبْكِي وَيُنْشِدُ:

يَا رَاكِباً قِفْ بِالمُحَصَّبِ مِنْ مِنَى ... *وَاهْتِفْ بِقَاعِدِ خَيْفِنَا وَالنَّاهِضِ*

سَحَراً إِذَا فَاضَ الحَجِيْجُ إِلَى مِنَىً ... *فَيضًا كملتطِ الفُرَاتِ الفَائِضِ*

إِنْ كَانَ رَفْضاً حُبُّ آلِ محمد ... *فليشهد الثقلان أني رافضي*

یہاں غلطی ہے اصل میں الزبیر بن عَبۡد الواحد الأسدا باذی ہے اور انہوں نے حمزہ بن علی سے سنا ہے جو مجھول الحال ہے

کتاب تاریخ الاسلام میں امام الذھبی نے اس کی سند دی ہے

قَالَ الحاكم: أخبرني الزُّبَيْر بن عبد الواحد الحافظ، قال: أخبرنا أبو عمارة حمزة بن علي الجوهري، قال: حدثنا الربيع بْن سليمان قَالَ: حَجَجْنا مَعَ الشّافعيّ، فما ارتقى شُرُفًا، ولا هبط واديًا، إلّا وهو يبكي وينشد:

يا راكبًا قفْ بالمُحَصَّبِ من منى ... *واهتف بقاعِد خيفنا والنّاهضِ*

سَحَرًا إذا فاض الحَجيجُ إلى مِنَى ... *فَيْضًا كمُلْتَطَم الفُرات الفائضِ*

إنّ كَانَ رفضًا حُبُّ آلِ محمّدٍ ... *فلْيَشْهَدِ الثَّقَلان أنّي رافضي*

اس کی سند میں إبو عمارۃ حمزۃ بن علی الجوہری لا معلوم ہے

کتاب مجمع الآداب فی معجم الألقاب میں قوام الدین إبو سعد المظفر بن عبد الرحیم کے ترجمہ میں کمال الدین إبو الفضل عبد الرزاق بن إحمد المعروف بابن الفوطی الشیبانی (المتوفی: 723ھ) ان اشعار کو لکھتے ہیں

ذكره الحافظ أبو طاهر أحمد بن محمد السلفي في كتابه وقال: رأيته بالريّ وروى لنا عن أبي الفضل ظفر بن الداعي بن مهدي العلوي (1) وأنشد عنه للشافعي:

يا راكبا قف بالمحصّب من منى ... واهتف بقاعد خيفها والناهض

قف ثم ناد يا بنيّ محمّد ... ووصيّه و بنيه لست بباغض

إن كان رفضا حبّ آل محمد ... فليشهد الثقلان أني رافضي

ظفر بن الداعی بن مہدی العلوی مجہول ہے البتہ الأنساب السمعانی کے مطابق ان کے پوتے إبو طاہر محمد بن یحییٰ]ابن جعفر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن [4] عمر بن [4] علی [3]-بن ظفر بن الداعی بن مہدی] بن محمد بن إبی طالب العلویّ العمری، من إہل إسترا باذ، شیخ الإمامیۃ بہا– شیعہ امامیہ کے عالم ایک تھے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ شخص شیعہ تھا

یہ بھی ثابت نہیں ہو سکا کہ اس شخص کی ملاقات امام الشافعی سے ہے بھی یا نہیں

الغرض مجھول لوگوں کی روایت کردہ باتوں سے ائمہ کو رفض کا شوقین نہیں کہا جا سکتا-اس کی اسناد میں کوئی بھی ثابت نہیں ہے

بیہقی جو پانچویں صدی کے آدمی ہیں ان تک یہ مجہولین کے قول پہنچے تو انہوں نے جواب دیا

وَإِنَّمَا قَالَ الشَّافِعِي فِي ذَلِك حِين نسبه الْخَوَارِج إِلَى الرَّفْض حسدا و بغيا

شافعی نے ایسا صرف تب کہا تھا جب خوارج نے حسد اور غصے میں انہیں رافضی کہا تھا۔
مناقب الشافعی 2:71

انہی کے ہم عصر ابو نعیم الاصبہانی، ابو بکر السبائی سے روایت کرتے ہیں کہ

سمعت بعض، مشايخنا يحكي أن الشافعي، عابه بعض الناس؛ لفرط ميله إلى أهل البيت،

و شدة محبته لهم، إلى أن نسبه إلى الرفض، فأنشأ الشافعي في ذلك يقول: « قف

بالمحصب من منى فاهتف بها ... واهتف بقاعر خيفها والناهض إن كان رفضا حب

آل محمد ... فليشهر الثقلان أني رافضي

میں نے بعض مشائخ کو کہتے سنا کہ بعض لوگوں نے شافعی کو ان کی اہل بیت سے محبت اور میل کی وجہ سے بُرا بھلا کہا اور انہیں رافضی کہنے لگے، تو شافعی نے انہیں اس طرح جواب دیا۔۔ (حلیۃ الاولیاء: 9:152)

یہ قول بھی سندا ثابت نہیں کیونکہ اس میں بعض مشائخ لکھا ہے

باقی ابن عبد البر، ابن تیمیہ یا النجدی کے حوالے اس سلسلے میں دینا بے کار ہے کیونکہ یہ تو بہت بعد کے ہیں

رفض کا مطلب علی رضی اللہ عنہ کو ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہم سے ایسا بلند کرنا ہے جو شیخین کی تنقیص بنے یہ امام الشافعی نے کبھی بھی نہیں کیا۔ رفض کا تعلق حب اہل بیت سے ہے ہی نہیں

۔جبکہ امام الشافعی کا قول تو یہ ہے

قَالَ البُوَيْطِيُّ: سَأَلْتُ الشَّافِعِيَّ: أُصَلِّي خَلْفَ الرَّافِضِيِّ؟ قَالَ: لاَ تُصَلِّ خَلْفَ الرَّافِضِيِّ

کیا رافضی کے پیچھے نماز پڑھ لیں کہ ان کی نہیں پڑھو

الکتاب: الإمام الشافعي وموقفه من الرافضة المؤلف: إبو عبد البر محمد کاوا

متقدمین کی جو کتابیں ہم تک آئی ہیں وہ سند سے ہی آئیں ہیں جس میں ناقل سے لے کر مولف تک سند ہوتی ہے اور اس بنیاد پر اس کتاب کو اس عالم سے ثابت مانا جاتا ہے یہ بات تمام اہل علم جانتے ہیں اب اس دیوان کو دیکھیں اس کی کوئی سند نہیں ہے لہذا یہ ثابت نہیں

صالح المنجد کی بھی اس منسوب دیوان کے بارے میں یہی رائے ہے

http://islamqa.info/ar/154451

فلو كان عنده عن الشافعي – وهو من أعلم الناس به و بنصوصه – لرواه عنه.

وأما ما يسمى ب- ”ديوان الشافعي“ ففيه كثير من الشعر المنحول عليه ، والذي لا تصح نسبته

للإمام رحمه الله ، بل فيها كثير من الأقوال المخالفة التي يتنزه الإمام عن مثلها.

اگر یہ شافعی کے اشعار ہوتے اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ نص کو جانتے تھے اور جہاں تک اس دیوان کا تعلق ہے تو اس میں اکثر اشعار ان پر ڈالے گئے ہیں اور اس کی نسبت ان سے صحیح نہیں بلکہ بہت سے ان کے اقوال کے خلاف ہیں

نسائی اور خصائص علی

تاریخ دمشق میں ہے کہ امام نسائی کو کہا گیا کہ علی کے علاوہ معاویہ کی فضیلت بھی بیان کریں۔ نسائی خاموش رہے تو ان کو مسجد سے نکال دیا گیا

قرأت بخط الحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد السلفي، وأخبرنا به اجازة عنه أبو علي حسن بن أحمد بن يوسف وغيره، قال: قرأت على أبي عبد الله يعني محمد ابن أحمد بن ابراهيم الرازي بالاسكندرية عن أبيه أبي العباس قال: أخبرنا أبو عبد الله محمد بن الحسن بن عمر الصيرفي قال: حدثنا أبو اسحاق ابراهيم بن نصر البزاز، وكتبه لي بخطه، قال: حدثنا علي بن محمد الكاتب المادرائي قال: حدثني أبو منصور تكين الامير قال: قرأ علي أبو عبد الرحمن النسائي كتاب الخصائص فقلت له: حدثني بفضائل معاوية، فجاءني بعد جمعة بورقة فيها حديثان، فقلت:

أهذه بس؟ فقال: وليست بصحاح، هذه غرم معاوية عليها الدراهم، فقلت له:

أنت شيخ سوء، لا تجاورني، فقال: ولا لي في جوارك حظ، وخرج.

ابن عساکر کا تاریخ دمشق میں کہنا ہے

وهذه الحكاية لا تدل على سوء اعتقاد أبي عبد الرحمن في معاوية بن أبي سفيان، وإنما تدل على الكف عن ذكره بكل حال

اس حکایت سے یہ دلیل نہیں ملتی کہ امام نسائی ، معاویہ رضی اللہ عنہ سے سوء اعتقاد رکھتے تھے بلکہ وہ ان کے حوالے سے کوئی بھی ذکر کرنے سے رکتے تھے

لیکن متاخرین غالیوں نے بیان کیا کہ نسائی پر تشدد کیا گیا ان کا زخموں سے انتقال ہوا

خصائص علی میں نسائی نے ضعیف و موضوع یعنی من گھڑنٹ روایات کو جمع کیا اور یہ ان کے نزدیک صحیح احادیث کا مجموعہ نہیں تھا بلکہ یہ محض فضائل علی کے باب میں روایات تھیں جو ان کے پاس موجود تھیں